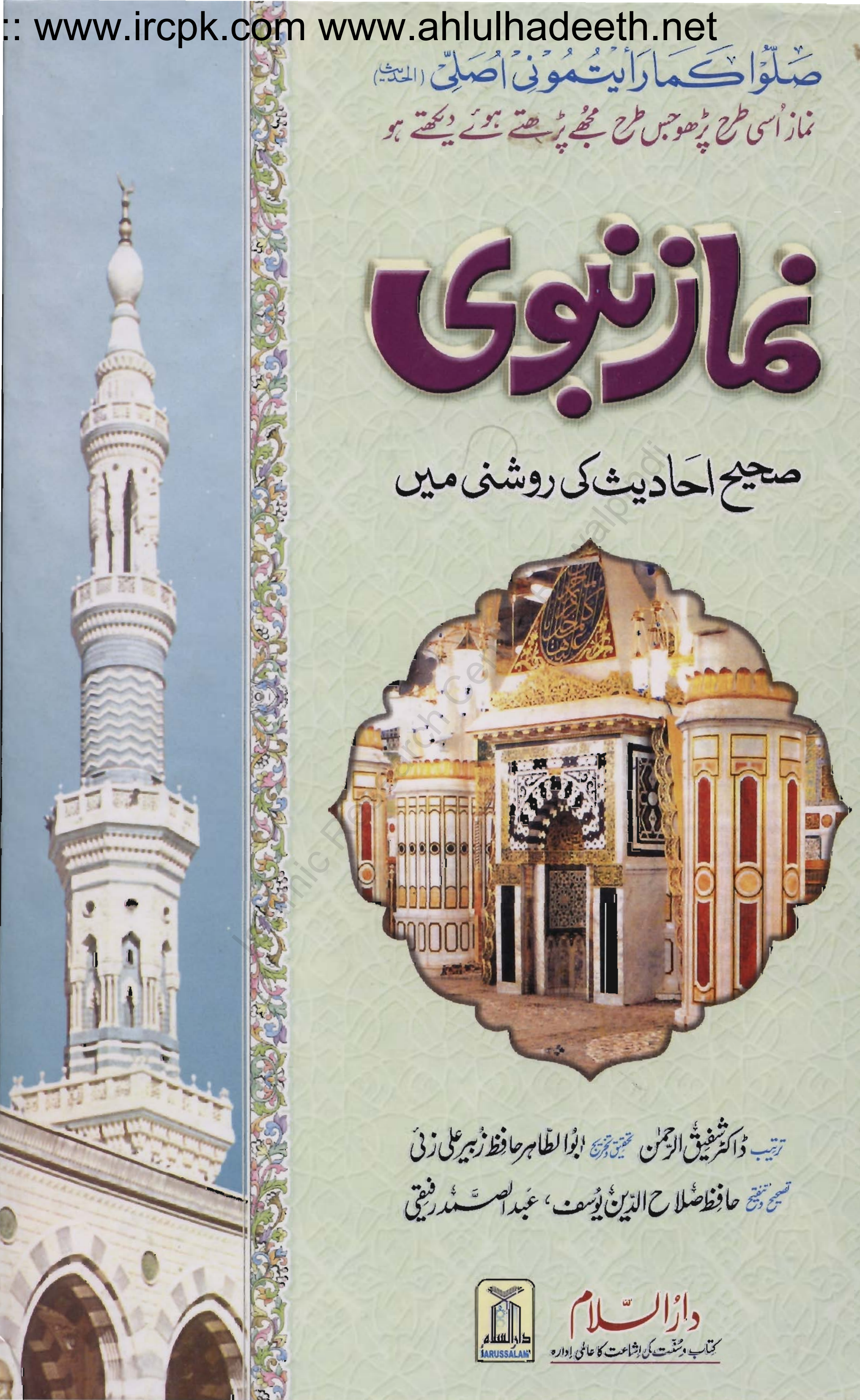

صلوا كما رأيتموني أصلي (الحديث)
نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو
نماز نبوی
صحیح احادیث کی روشنی میں
ترتیب ڈاکٹر شفیق الرحمٰن تحقیق و تخریج ابو الطاہر حافظ زبیر علی زئی
تصحیح و تنقیح حافظ صلاح الدین یوسف، عبد الصمد رفیقی
دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

جدید اضافے کے ساتھ
نیا ایڈیشن

نماز نبوی

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن

تحقیق وتخریج
الشیخ ابوطاہر زبیر علی زئی

حاشیہ
الشیخ عبدالصمد رفیقی

DAR-UL-BALAAGH
PUBLISHERS IN INDIA

ح العتيق للنشر والتوزيع، ١٤٢٦هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
الرياض، ١٤٢٦هـ
٣٢٠ ص؛ ١٤×٢١ سم
ردمک:
١ –   أ – العنوان
ديوى ٠٠٠   ١٤٢٦/٠٠٠

رقم الإيداع: ٠٠٠
ردمک:

Distributed in Saudi Arabia by:
Dar Al-Hadyan Publishers & Distributors
P.O. Box: 15031 Riyadh 11444
Tel: 966-1-461-391 IF: 966-1-463-1685

Distributed in USA by:
Dar-us-salam Book Shop
486 Atlantic Ave N.Y. 11217
Tel:+1 (718) 625 5925 - Fax: 6251511

Distributed in canada by:
Al-Attique Publishers Inc. CANADA
11 Progress Ave Unit #7 Toronto
Ontario MIP 4S7
Tel: (416) 335-1179 Fax: (416) 335-9293
E-mail: al-attique@al-attique.com & quran@istar.ca
Website: www.al-attique.com

Distributed in Pakistan by:
Al-Attique Publishers
Ismaeel Centre,
110-Chatergee Road, Urdu Bazar,
Lahore 54000 Pakistan
C.Tel: + 92 333 4264878
T.F + 92 42 7911678

Published by:
Dar-ul-Balaagh
Publishers & Distributors
IInd Cross Rajyothsava Nagar,R.G. Road,
Bellary, 583101 KARNATAKA, INDIA
Tel :+ 91(8392) 274372- Mob: + 91-9844008386
www.islamhouse.com - www.allaahuakbar.net
iqra@dartawheed.com - iqrabel@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

نماز باجماعت

مساجد کے احکام

نماز کی سنتوں کا بیان

تہجداور وتر

قیام رمضان

نماز جمعہ

نماز عیدین

نماز سفر

احکام الجنائز

عرض ناشر

لا إله إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه کے اقرار کے بعد نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے. یہ ایک مکمل عبادت ہے، یہ وہ رکن ہے جو کسی حالت میں معاف نہیں ہوتا اور نہ کوئی دوسرا آدمی نائب بن کر اسے ادا کرسکتا ہے.

رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو آپ ﷺ بار بار نماز کی تاکید فرما رہے تھے. لیکن یاد رکھیے کہ نماز کی قبولیت کا انحصار عقیدہ اور نیت کی درستگی کے ساتھ اس بات پر بھی ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کی جائے.

آج نماز کی بہت سی کتابیں موجود ہیں لیکن اکثر میں سنت رسول کی بجائے اپنے اپنے مسلکوں کا دفاع ہے ان میں ضعیف بلکہ موضوع روایات کثرت سے موجود ہیں.

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ نے ''نماز نبوی'' ترتیب دی. ان کا انداز عام فہم ہے، کتاب میں نماز سے متعلق تقریباً تمام موضوعات موجود ہیں، اور اہم خوبی یہ ہے کہ صرف اور صرف صحیح احادیث سے استدلال کیا گیا ہے.

احادیث کی تخریج و تحقیق معروف عالم دین حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے کی ہے. شیخ عبدالصمد رفیقی حفظہ اللہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے حسب ضرورت حواشی تحریر کیے ہیں.

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اسلامی کتابوں کی نشر واشاعت کے مرکز ''دار البلاغ'' بلہاری، کرناٹک، انڈیا نے طباعتی معیار پر بھرپور توجہ دی ہے، اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، اور اس کتاب کی اشاعت کو ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، آمین.

آپکا دینی بھائی

ابوعبداللہ

دارالبلاغ، بلہاری، کرناٹک

5 جولائی 2005ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلي علىٰ رسوله الكريم، أما بعد:

گزشتہ دس سالوں میں نماز نبوی کو جو شرفِ قبولیت حاصل ہوئی، جس طرح عامۃ المسلمین نے اس سے استفادہ کر کے اپنی نمازوں کی اصلاح فرمائی. پاکستان، ہندوستان، سعودی عرب بلکہ دنیا کے اکثر حصوں میں جس طرح اس کی اشاعت ہوئی یہ خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کا فضل وکرم ہے اور پھر میرے والدین کی دعاؤں کا اثر ہے.

آج نماز کے عنوان پر ہر زبان میں بہت سی کتابیں موجود ہیں، ہر کتاب کے مصنف نے یہی دعویٰ کیا ہے کہ اس کتاب میں اللہ کے نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز بیان کی گئی ہے لیکن ان کتابوں کے مطالعہ سے یہ تلخ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کتابوں کے ذریعے اپنے اپنے مسلک کا پرچار کیا گیا ہے ان میں ضعیف بلکہ موضوع احادیث تک کو بیان کیا گیا ہے.

نماز نبوی کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف صحیح احادیث کا التزام کیا گیا ہے. بطور دلیل حدیث کے حوالے کے ساتھ اس امام کا ذکر کیا گیا ہے جس نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا. اس کتاب میں صرف انہیں احادیث کو درج کیا گیا ہے جنہیں عصر حاضر کے عظیم محدث الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، الشیخ عبدالرؤف سندھو حفظہ اللہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی) اور الشیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے صحیح قرار دیں ہیں.

اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت ہے کہ یہ ایڈیشن مزید مفید اضافوں کے ساتھ منظر عام پر آ رہا ہے.

اس کتاب کا انگلش ترجمہ **Prayar of Mohammad** کے نام سے شائع ہو چکا ہے. للّٰه الحمد.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے، میرے والدین، میرے اساتذہ، اس کتاب کے ناشرین اور تصحیح و تنقیح کرنے والے علمائے کرام کو اجر وثواب میں شریک فرمائے اور اس کتاب کو ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے. آمین يا رب العالمين

سید شفیق الرحمٰن

۹/ ربیع الأول/ ۱۴۲۶ ہجری

۱۸/ اپریل/ ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

تمام تر حمد و ثنا اس اللہ کے لئے ہے. جس نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی' اسے قائم کرنے اور اچھے طریق سے ادا کرنے کا حکم دیا' اس کی قبولیت کو خشوع و خضوع پر موقوف فرمایا' اسے ایمان اور کفر کے درمیان امتیاز کی علامت اور بے حیائی اور برے کاموں سے روکنے کا ذریعہ بنایا۔

اللہ کی حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام ہو' جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾.

''اور ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں کے لئے نازل کئے گئے ہیں آپ ان کی توضیح وتشریح کر دیں' تاکہ وہ غور و فکر کریں'' (النحل: ٤٤).

چنانچہ آپ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کمر بستہ ہو گئے۔ اور جو شریعت آپ پر نازل ہوئی آپ نے اسے بالعموم پوری وضاحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کر دیا تاہم نماز کی اہمیت کے پیش نظر اسے نسبتاً زیادہ واضح شکل میں پیش کیا اور اپنے قول و عمل سے اس کا عام پرچار کیا یہاں تک کہ ایک بار نبی رحمت ﷺ نے منبر پر نماز کی امامت فرمائی' قیام اور رکوع منبر پر کیا' نیچے اتر کر سجدہ کیا پھر منبر پر چڑھ گئے اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ''میں نے یہ کام اس لئے کیا تاکہ تم نماز ادا کرنے میں میری اقتدا کر سکو اور میری نماز کی کیفیت معلوم کر سکو'' (بخاری: الجمعة، باب: الخطبة على المنبر: ٩١٧. مسلم: المساجد، باب: جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة: ٥٤٤).

نیز اس سے بھی زیادہ زوردار الفاظ میں اپنی اقتدا کو واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

'' صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّي'' ''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو'' (بخاری: الأذان، باب: الأذان للمسافر: ٦٣١)

مزید فرمایا: ''اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو شخص اچھی طرح وضو کرے' وقت پر نماز ادا

کرے رکوع، سجود اور خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اسے معاف کر دے اور جو شخص ان باتوں کو ملحوظ نہ رکھے اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں ہے، چاہے تو اسے معاف کرے اور چاہے تو اسے عذاب دے''. (سنن أبی داؤد: الصلوٰۃ، باب: فی المحافظة علی وقت الصلوات: (حدیث ٤٢٥، ١٤٢٠). امام ابن حبان نے صحیح کہا).

نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کے بعد اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر بھی صلوٰۃ وسلام ہو جو نیکو کار اور پرہیز گار تھے۔ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی عبادت، نماز، اقوال اور افعال کو نقل کر کے امت تک پہنچایا اور صرف آپ کے اقوال وافعال کو ہی دین اور قابل اطاعت قرار دیا۔ نیز ان نیک انسانوں پر صلوٰۃ وسلام ہو جو ان کے نقش قدم پر چلتے رہے اور چلتے رہیں گے۔

اما بعد! اسلام میں نماز کا اہم مرتبہ ہے اور جو شخص اس کو قائم کرتا ہے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا وہ اجر وثواب اور فضیلت واکرام کا مستحق ہے پھر اجر وثواب میں کمی بیشی کا معیار یہ ہے کہ جس قدر کسی انسان کی نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز کے زیادہ قریب ہوگی وہ اسی قدر اجر وثواب کا زیادہ حقدار ہوگا اور جس قدر اس کی نماز نبی رحمت ﷺ کی نماز سے مختلف ہوگی اسی قدر کم اجر وثواب حاصل کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بندہ نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کے نامہء اعمال میں اس (نماز) کا دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا یا نصف حصہ لکھا جاتا ہے''۔

(سنن ابی داؤد، الصلوۃ، باب ماجاء فی نقصان الصلوۃ، ٧٩٦۔ امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا).

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہمارے لئے رسول اکرم ﷺ کی مانند نماز ادا کرنا اس وقت ممکن ہے جب ہمیں تفصیل کے ساتھ آپ کی نماز کی کیفیت معلوم ہو اور ہمیں نماز کے واجبات، آداب، ہیئات اور ادعیہ واذکار کا علم ہو۔ پھر اس کے مطابق نماز ادا کرنے کی کوشش بھی کریں تو ہم امید رکھتے ہیں کہ پھر ہماری نماز بھی اسی نوعیت کی ہوگی جو بے حیائی اور منکر باتوں سے روکتی ہے اور ہمارے نامۂ اعمال میں

وہ اجر وثواب لکھا جائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے'' (صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ).

یہاں یہ ذکر کرنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ ایمان باللہ تمام اعمال صالحہ کی اصل ہے۔ اگر اللہ پر صحیح ایمان نہیں تو تمام اعمال بے کار' لغو اور بے سود ہیں۔ اللہ پر صحیح ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یکتا' بے مثل اور بے مثال مانا جائے۔ توحید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جس طرح توحید کے بغیر نجات ممکن نہیں اسی طرح شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾.

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا تو ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں'' (الانعام: ۸۲)

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق (آیت بالا میں) ظلم سے مراد شرک ہے۔

(بخاری' الایمان' باب ظلم دون ظلم' حدیث ۳۲، مسلم ۱۲٤)

اس سے ثابت ہوا کہ بعض لوگ ایمان لانے کے بعد بھی شرک کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف: ۱۰٦).

''اور بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں''

لہذا نماز کی قبولیت کے لیے شرط اول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات میں یکتا مانا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ ہی اولاد۔ کوئی اللہ کے نور کا ٹکڑا ''نور من نور اللّٰہ'' نہیں۔ اللہ کا کسی انسان میں اتر آنے کا عقیدہ' حلول' وحدت الوجود اور وحدت الشہود کھلا شرک ہے۔ یہ بھی مانا جائے کہ کائنات کے تمام امور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ واختیار میں ہیں۔ عزت وذلت اسی کے پاس ہے۔ ہر نیک وبد کا وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے' نفع ونقصان کا مالک بھی وہی ہے' اور اللہ کے مقابلہ میں کسی کو ذرا سا بھی اختیار نہیں۔ ہر چیز پر اسی کی حکومت ہے اور کوئی اللہ کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے ہے اور

ہمیشہ رہے گا۔اس کے علاوہ ہر چیز کو فنا ہونا ہے۔ یہ بھی صرف اللہ تعالی کا حق ہے کہ وہ لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کا طریقہ یعنی دین نازل کرے کیونکہ حلال وحرام کا تعین کرنا اور دین سازی اسی کا حق ہے بلکہ حقیقی اطاعت صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دین محمد ﷺ کے ذریعے ہمارے پاس بھیجا' لہذا آج اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ وہ احکام ہیں جو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام اور ان کے ذریعے پوری امت تک پہنچائے۔اور ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم نے انہیں کتب احادیث میں جمع کر دیا۔

کتاب وسنت کی بجائے کسی مرشد' پیر یا امام کے نام پر فرقہ بندی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہےاور کسی پارلیمنٹ کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کے تمام معاملات پر مشتمل ایسے تعزیراتی ' مالیاتی ' سیاسی' اقتصادی' سماجی اور بین الاقوامی قوانین بنائے جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق نہ ہوں۔نماز کی ادائیگی سے قبل ان عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں کسی عمل کی قبولیت کا انحصار بالترتیب تین چیزوں پر ہے:

(۱) عقیدہ کی درستگی

(۲) نیت کی درستگی

(۳) عمل کی درستگی

ان میں سے کسی ایک میں خلل واقع ہونے سے سارا عمل مردود ہو جاتا ہے۔اور یاد رہے کہ کتاب اللہ' سنت ثابتہ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مجموعی طرز عمل اور اجماع امت ہی وہ کسوٹی ہے جس پر کسی عقیدہ یا عمل کی صحت کو پرکھا جا سکتا ہے۔مزید تفصیل کے لئے ''تجدید ایمان'' کا مطالعہ کیجئے جس میں میں نے عقیدہ سے متعلق آیات واحادیث جمع کی ہیں۔

الحمد للہ نماز نبوی کی ترتیب میں کوشش کی گئی ہے کہ احادیث صحیحہ سے مدد لی جائے۔اس سلسلہ میں ''القول المقبول فی تخریج صلاۃ الرسول ﷺ'' سے استفادہ کیا گیا ہے۔جو کہ حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کی کتاب ''صلوۃ الرسول'' پر عبدالرؤف سندھو حفظہ اللہ فاضل

مدینہ یونیورسٹی کی تحقیق وتخریج ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور جن دوستوں نے اس کتاب کی ترتیب وتزئین میں تعاون کیا ہے ان تمام معاونین کی اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ خصوصًا عبدالرشید صاحب (ناظم ادارہ علوم اسلامیہ' سمن آباد' جھنگ) کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر پوری کتاب کا مطالعہ کیا اور بعض مقامات پر اصلاح فرمائی۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ایڈیشن کا محترم زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے مطالعہ کیا۔ زبیر علی زئی صاحب جید اہل حدیث عالم ہیں۔ روایات کی اسناد پر خصوصی مہارت حاصل ہے انہوں نے اس ایڈیشن میں موجود احادیث کی صحت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دے۔

میں حافظ عبدالعظیم اسد دارالسلام لاہور کا بھی خصوصی طور پر مشکور ہوں جنہوں نے زبیر علی زئی صاحب اور شیخ عبدالصمد رفیقی صاحب سمیت علماء کرام کی ایک جماعت سے کتاب کی تصحیح و تنقیح کروائی۔ ان کے قیمتی حاشیہ سے کتاب بہت زیادہ مفید ہوگئی۔ اللہ تعالی ان علماء کرام کو بھی جزائے خیر دے. آمین

اور ان تمام دوستوں کو جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں مدد کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا میں حسنہ عطا فرمائے۔ ان کو جزائے خیر دے اور ان کی یہ محنت قبول فرمائے اور ہم سب کو عقیدہ صحیحہ اپنانے اور سنت کے مطابق اعمال کرنے کی توفیق دے۔ آمین

نوٹ: احادیث نمبر مکتبہ دارالسلام اور بیت الأفکار الدولیہ کی شائع کردہ کتبِ احادیث کے مطابق ہیں.

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

سید شفیق الرحمٰن



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمة التحقيق

قارئین کرام!

نماز' دین کا انتہائی اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت قرآن مجید اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ تمام مسلمانوں کا نماز کے فرض عین ہونے پر اجماع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں''. [بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ: ١٣٩٥، مسلم: ١٩].

اور یہ بھی فرمایا کہ: ''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو'' (بخاری' ٦٣١)

نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ائمہ مسلمین نے نماز کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً ابونعیم الفضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی 218ھ)۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں بھی اردو اور علاقائی زبانوں میں متعدد کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ مگر عصر حاضر کی ان کتب میں ضعیف بلکہ موضوع (من گھڑت) روایات بھی موجود ہیں۔

جناب ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن صاحب نے عوام وخواص کے لئے عام فہم اردو میں ''نماز نبوی'' کے نام سے کتاب مرتب کی ہے۔ جس میں انہوں نے کوشش کی ہے کہ کوئی ضعیف حدیث شامل نہ ہونے پائے۔ راقم نے بھی تحقیق وتخریج کے دوران اس بات کی بھرپور سعی کی ہے کہ اس میں صرف مقبول احادیث کو لایا جائے اب میری معلومات کے مطابق اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ انسان غلطی اور خطا کا پتلا ہے لہذا اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر کسی حدیث کی علت پر مطلع ہوں تو راقم کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی کی جاسکے۔

ابوطاہر حافظ زبیر علی زئی محمدی
فارغ التحصیل جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ' وفاق المدارس السّلفیہ فیصل آباد
ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)
رابطہ: حافظ زبیر علی زئی بمقام حضرو ضلع اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ رحمۃ للعالمین ﷺ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم: الجمعة، باب: تخفيف الصلاة والخطبة، حديث: ٨٦٨ و٨٦٧).

خط کشیدہ الفاظ جامع ترمذی کے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: ١)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ١٠٢)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْداً ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الأحزاب: ٧٠، ٧١). (ترمذی: النكاح، باب: ما جاء في خطبة النكاح: ١١٠٥، ترمذی نے حسن کہا ہے،أبو داود، النكاح: ٢١١٨، ابن ماجه: ١٨٩٢).

’’بلا شبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اور ہم اس سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اور نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہوسکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں‘‘.

''حمد وصلاۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی بات ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں اور ہر بدعت (دین میں نیا کام) گمراہی ہے''۔

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا، اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو بیشک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے''۔

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو''۔

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی''۔

تنبیہات:

(۱) صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خطبہ کا آغاز (إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ) سے لہذا ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ بجائے (إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ) کہنا چاہئے۔

(۲) (نُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔

(۳) احادیث صحیحہ میں (نَشْهَدُ) جمع کا صیغہ نہیں بلکہ (أَشْهَدُ) واحد کا صیغہ ہے۔

(۴) یہ خطبہ نکاح، جمعہ اور عام وعظ وارشاد، درس وتدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے، اسے خطبۂ حاجت کہتے ہیں، اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت اور ضرورت بیان کرے۔ (دارمی: النكاح، باب: فی خطبة النكاح، حديث: ۲۱۹۸)۔

❀ ❀ ❀ ❀

احادیث ضعیفہ کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدہ ۵:۳)

''(اے مسلمانوں) آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا ہے''.

یہ آیت 9 ذوالحجہ 10 ہجری کے دن میدان عرفات میں نازل ہوئی۔ اس کے نازل ہونے کے تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ یہ کامل اور اکمل دین امت کو سونپ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور امت کو وصیت فرما گئے: ''میں تمہارے اندر ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اسکے نبی ﷺ کی سنت''.

(بیہقی، موطا امام مالک:۲/۸۹۹، القدر، باب النهی عن القول بالقدر، حاکم (۱/۹۳) ۔ابن حزم نے اسے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ اسلام کتاب وسنت میں محدود ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ وفتویٰ صرف وہی صحیح اور قابل عمل ہے جو قرآن وسنت کے ساتھ مدلل ہو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ کسی نے پوچھا (اے اللہ کے رسول) انکار کرنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا''. (بخاری: الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ حدیث ۷۲۸۰)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور مؤثر نصیحت فرمائی۔ وعظ سن کر ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل دہل گئے۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وعظ تو ایسا ہے

جیسے کسی رخصت کرنے والے کا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں خاص وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اپنے (امیر کی جائز بات) سننا اور ماننا اگرچہ (تمہارا امیر) حبشی غلام ہی ہو۔ میرے بعد جو تم میں زندہ رہے گا وہ سخت اختلاف دیکھے گا۔ اس وقت تم میری سنت اور خلفائے راشدین کا طریقہ لازم پکڑنا اسے دانتوں سے مظبوط پکڑے رہنا اور (دین کے اندر) نئے نئے کاموں (اور طریقوں) سے بچنا۔ بیشک ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''. (سنن ابی داوٗد، السنة، باب فی لزوم السنة، ٤٦٠٧ و سنن ترمذی، العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعه حدیث ٢٦٧٦)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ کوئی بدعت حسنہ نہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اسے نیکی سمجھیں''.

("السنة" لمحمد بن نصر المروزی ص ٨٢، شرح الاصول للالکائی ١/٩٢)

امام مالک رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا: ''جس شخص نے اسلام میں نیکی سمجھ کر کوئی نئی چیز ایجاد کی تو اس نے گمان کیا کہ محمد ﷺ نے تبلیغ رسالت میں خیانت سے کام لیا (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جو چیز دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی'' (الاعتصام للشاطبی ١/٤٩)

حدیث کے معاملہ میں چھان بین اور احتیاط:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل: ٤٤)

''اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں پر ان تعلیمات کو واضح کریں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو مجھے قرآن مجید اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (سنت) دی گئی ہے''. (ابو داوٗد، السنة، باب فی لزوم السنة، ٤٦٠٤ ابن حبان (٩٧) نے صحیح کہا)

اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو فرض کیا ہے اسی طرح اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾

''اے اہل ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو۔ اور (اس اطاعت سے ہٹ کر) اپنے اعمال کو باطل نہ کرو'' (محمد:۳۳)۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی طرح سنت نبوی بھی شرعی دلیل اور حجت ہے مگر سنت سے دلیل لینے سے قبل اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ آیا وہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے وہ تمہیں ایسی ایسی احادیث سنائیں گے جنہیں تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے نہیں سنا ہوگا۔ لہذا ان سے اپنے آپ کو بچانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں''.

(مسلم، المقدمہ، باب النهی عن الروایة عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملها، ۷)

مزید فرمایا: ''جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ بولے اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے''.

(بخاری، العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، ۱۰۸، مسلم ۲)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے (بات) پہنچا دینے کا حکم دینے کے بعد اپنی ذات پاک پر جھوٹ بولنے والے کو آگ کی وعید سنائی لہٰذا اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اپنی طرف سے ضعیف کی بجائے صحیح اور باطل کی بجائے حق کے پہنچا دینے کا حکم دیا ہے نہ کہ ہر اس چیز کے پہنچا دینے کا جس کی نسبت آپ کی طرف کر دی گئی۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے'' (مسلم، المقدمہ ـ باب النهی عن الحدیث بکل ما سمع حدیث ۵)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابن سیرین' ابراہیم نخعی' طاؤس اور دیگر تابعین رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ حدیث صرف ثقہ سے ہی لی جائے گی اور محدثین میں سے میں نے کسی کو اس مذہب کا مخالف نہیں پایا'' (التمهيد لابن عبد البر)

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہ ثابت ہے کہ وہ حدیث کے بیان کرنے میں انتہائی احتیاط برتا کرتے تھے۔

ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے سے محض اس لئے گریز کیا کہیں ایسا نہ ہو کہ حدیث میں زیادتی یا کمی ہو جائے اور وہ آپ کے اس فرمان (جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ بولتا ہے اس کا ٹھکانا آگ ہے) کے مصداق قرار پائیں''.

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص ضعیف حدیث کے ضعف کو جاننے کے باوجود اس ضعف کو بیان نہیں کرتا تو وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گناہ گار اور عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی بیان کردہ احادیث کو سننے والا ان سب پر یا ان میں سے بعض پر عمل کرے اور ممکن ہے کہ وہ سب احادیث یا بعض احادیث اکاذیب (جھوٹ) ہوں اور ان کی کوئی اصل نہ ہو جبکہ صحیح احادیث اس قدر ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ضعیف احادیث کی ضرورت ہی نہیں بہت سے لوگ ضعیف اور مجہول اسانید والی احادیث کو جاننے کے باوجود بیان کرتے ہیں محض اس لئے کہ عوام الناس میں ان کی شہرت ہو اور یہ کہا جائے کہ ''ان کے پاس بہت احادیث ہیں اور اس نے بہت کتابیں تالیف کر دی ہیں'' جو شخص علم کے معاملے میں اس روش کو اختیار کرتا ہے اس کے لئے علم میں کچھ حصہ نہیں اور اسے عالم کہنے کی بجائے جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے''.

(مقدمہ صحیح مسلم ۱/۱۷۷ - ۱۷۹)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ائمہ میں سے کسی نے نہیں کہا کہ ضعیف حدیث سے

واجب یا مستحب عمل ثابت ہوسکتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے اس نے اجماع کی مخالفت کی (التوسل والوسیله).

یحییٰ بن معین، ابن حزم اور ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ کے نزدیک فضائل اعمال میں بھی صرف مقبول احادیث ہی قابل استدلال ہیں (قواعد التحدیث).

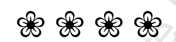
شیخ احمد شاکر، شیخ البانی اور شیخ محمد محی الدین عبدالحمید اور دیگر محققین کا مؤقف بھی یہی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''محققین محدثین اور ائمہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جب حدیث ضعیف ہو تو اس کے بارے میں یوں نہیں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یا آپ نے کیا ہے، یا آپ نے کرنے کا حکم دیا ہے، یا منع کیا ہے، اور یہ اس لئے کہ جزم کے صیغے روایت کی صحت کا تقاضا کرتے ہیں لہذا ان کا اطلاق اسی روایت پر کیا جانا چاہئے جو ثابت ہو ورنہ انسان نبی ﷺ پر جھوٹ بولنے والے کی مانند ہوگا مگر (افسوس کہ) اس اصول کو جمہور فقہاء اور دیگر اہل علم نے ملحوظ نہیں رکھا، سوائے محققین محدثین کے اور یہ قبیح قسم کا تساہل ہے کیونکہ وہ (علماء) بہت سی صحیح روایات کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ ''نبی رحمت ﷺ سے روایت کی گئی'' اور بہت سے ضعیف روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''آپ نے فرمایا'' ''اسے فلاں نے روایات کیا ہے'' اور یہ صحیح طریقے سے ہٹ جانا ہے۔ (مقدمه المجموع)

معلوم ہوا کہ صحیح اور ضعیف روایات کی پہچان اور ان میں تمیز کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف غیر ثابت شدہ حدیث کی نسبت کرنے سے بچا جا سکے۔ علاوہ ازیں عملا جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہے مفاد پرست علماء سوء صرف فضائل ہی نہیں بلکہ عقائد و اعمال کو بھی مردود بلکہ موضوع (من گھڑت) روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ''اول تو یہ احادیث بالکل صحیح ہیں اگر کوئی حدیث ضعیف ہوئی تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بالاتفاق قابل

قبول ہوتی ہے۔''

اس میں شک نہیں کہ دین اسلام کا اصل محافظ اللہ تعالیٰ ہے لہذا یہ نہیں ہوسکتا کہ دین الٰہی کی کوئی بات مروی نہ ہو یا مروی تو ہو مگر اس کی تمام روایات ضعیف (حسن لغیرہ سے کمتر) ہوں' اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ایک چیز دین الٰہی نہ ہو مگر مقبول احادیث کے ذخیرے میں موجود ہو۔ دوسرے الفاظ میں جو اصل دین ہے وہ مقبول روایات میں موجود ہے۔ اور جو دین نہیں ہے اس روایات پر مؤثر جرح موجود ہے ان حقائق کے پیش نظر ضروری ہے کہ ضعیف حدیث سے استدلال کا دروازہ بند رہنے دیا جائے۔ واللہ أعلم



طھارت کا بیان

پانی کے احکام:

نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح وضو کے لئے پانی کا پاک ہونا شرط ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: ''کیا ہم بضاعہ کے کنویں سے وضو کر سکتے ہیں؟'' یہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں بدبودار چیزیں پھینکی جاتی ہیں۔ (بضاعہ کا کنواں ڈھلوان پر تھا اور بارش وغیرہ کا پانی ان چیزوں کو بہا کر کنویں میں لے جاتا تھا)۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمَآءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ''

''پانی پاک ہے (اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت ہے) اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی''۔ (ابو داؤد، الطهارة باب ما جاء فی بئر بضاعة حديث ٦٦ ترمذی، الطهارة، باب ما جاء ان الماء لا ينجسه شئی (حديث ٦٦) اسے ترمذی نے حسن جبکہ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابن حزم، نووی رحمہ اللہ نے صحیح کہا) معلوم ہوا کہ کنوئیں کا پانی پاک ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دریائی اور سمندری پانی پاک کرنے والا ہے۔ اور اس کا مردار حلال ہے'' (ابوداؤد، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، حديث ٨٣۔ ترمذی، الطهارة، باب ماجاء فی ماء البحرانه طهور، حديث ٦٩، اس حدیث کو ترمذی، حاکم (١/١٤٠-١٤١)، امام ذہبی اور نووی (المجموع ١/٨٢) نے صحیح کہا)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جنبی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ پھر وہ کیا کرے؟ فرمایا: ضرورت کا پانی لے کر (باہر غسل) کرے۔ (مسلم الطهارة، باب النهی عن الاغتسال فی الماء الراكد: ٢٨٢)

نبی رحمت ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے اور پھر غسل کرنے سے منع فرمایا۔

(بخاری، الوضوء، باب البول فی الماء الدائم، حدیث ۲۳۹، مسلم ۲۸۲)

نبی رحمت ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی، الطھارۃ، باب کراھیۃ البول فی الماء الراکد، حدیث ٦٨، اسے ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ اس کے رجال متفق علیہ ہیں دیکھئے صحیفہ ھمام بن منبہ)

رفع حاجت کے آداب

بیت الخلا میں جاتے وقت کی دعا:

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لئے بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے:

(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ)

''اے اللہ! تحقیق میں تیری پناہ پکڑتا ہوں نر اور مادہ ناپاک جنوں (کے شر) سے''.

(بخاری، الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء ١٤٢ ۔ مسلم، الحیض، باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء ٣٧٥)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت الخلا جنوں اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہے جب تم بیت الخلا میں جاؤ تو کہو:

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ''.

''میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں، نر اور مادہ خبیث جنوں (کے شر) سے''.

(ابو داود: ٦، ابن ماجہ: ٢٩٦، ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا).

بیت الخلا سے نکلتے وقت کی دعا:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے نکلتے تو فرماتے:

"غُفْرَانَکَ". "اے اللہ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں".

(ابوداود، الطهارة باب ما يقول الرجل اذا خرج من الخلاء، ٣٠ ترمذى، الطهارة باب ما يقول اذا خرج من الخلاء، ٧۔ ابن ماجه، الطهارة، باب ما يقول اذا خرج من الخلاء ٣٠٠ اس کو حاکم (١/ ١٥٨) ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

رفع حاجت کے مسائل:

ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم قضاء حاجت کو آؤ تو قبلے کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ".

(بخاری، الصلوة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، ٣٩٤۔ مسلم، الطهارة، ٢٦٤، ٢٦٥)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "دو لعنت کا سبب بننے والے کاموں سے بچو"
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا، وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا: "لوگوں کے راستے میں اور سایہ دار درختوں کے نیچے رفع حاجت کرنا" (مسلم، الطهارة، باب النهى عن التخلى فى الطرق والظلال۔ ٢٦٩)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی پیشاب کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو نہ پکڑے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے"۔ (بخاری الوضوء، باب النهى عن الاستنجاء باليمين، ١٥٣، ١٥٤۔ مسلم، الطهارة باب النهى عن الاستنجاء باليمين ٢٦٧)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا کرے وہ طاق ڈھیلے لے" (بخاری، الوضوء، باب الاستجمار وترا، ١٦٢، مسلم ٢٣٧)

نبی اکرم ﷺ نے تین (ڈھیلوں) سے استنجا کرنے کا حکم دیا۔ (ابوداود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، ٨ وسنن نسائى (٤٠) اسے امام دارقطنی اور نووی نے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے اور گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حديث ٢٦٢)

نبی رحمت ﷺ جب رفع حاجت کو جاتے تو (اتنی دور جا کر) بیٹھتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ

سکتا۔(ابو داوؤد الطھارۃ، باب التخلی عند قضاء الحاجۃ، حدیث ۱ و ۲)

رسول اللہ ﷺ عموماً بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جو شخص تمہیں بیان کرے کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کو سچا نہ جانو، آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے'' (ترمذی: الطھارۃ، باب: ما جاء فی النھی عن البول قائماً: ۱۲).

اگر چہ کسی عذر کی بنا پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی گنجائش بھی ہے.

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''نبی اکرم ﷺ قوم کے کوڑے کرکٹ کی جگہ پر آئے اور آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا'' (بخاری: الوضوء، باب: البول قائماً وقاعداً: ۲۲۴، مسلم: ۲۷۳).

نبی اکرم ﷺ پانی کے ساتھ استنجا فرماتے تھے۔

(بخاری، الوضوء، باب الاستنجاء بالماء، ۱۵۰ ومسلم، الطھارۃ، باب الاستنجاء بالماء من التبرز، ۲۷۰)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾. (ان میں ایسے مرد ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ خوب پاک رہیں، اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصار! اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی کی وجہ سے تمہاری تعریف کی ہے، تم کیسے طہارت کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا کہ ہم ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت کا غسل کرتے ہیں اور پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں. (ابن ماجہ: ۳۵۵).

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے آپ کو سلام کیا مگر آپ نے اس کا جواب نہ دیا۔(مسلم، الحیض، باب التیمم، ۳۷۰).

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع حاجت کی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

(ابو داوؤد، الطھارۃ، باب البول فی المستحم، (۲۷، ۲۸) اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ’’جب نبی کریم ﷺ بیت الخلا جاتے میں ایک برتن میں پانی لاتا آپ اس سے استنجا کیا کرتے تھے پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملتے پھر ایک اور برتن میں پانی لاتا پھر آپ وضو کیا کرتے تھے‘‘.

(أبو داود: الطهارة، باب: الرجل يدلك يده بالأرض إذا استنجى: ٤٥، ابن حبان نے اسے صحیح کہا).

معلوم ہوا کہ استنجا اور وضو کا برتن علیحدہ ہونا چاہیے (ع،ر).اور طہارت کے بعد ہاتھ کو مٹی یا صابن سے دھونا چاہیے تا کہ ہاتھ میں بدبو نہ رہے.

عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’جس شخص کو رفع حاجت کی طلب ہو اور جماعت کھڑی ہوگئی ہو تو پہلے وہ حاجت سے فراغت پائے پھر نماز پڑھے‘‘۔

(سنن ابی داوٗد‘ الطهارة‘ باب أيصلى الرجل وهو حاقن؟ حديث ٨٨ سنن ترمذی‘ الطهارة‘ باب ماجاء اذا اقيمت الصلاة و وجد احدكم الخلاء فليبدا بالخلاء ١٤٢۔ اسے امام ترمذی‘ حاکم (١/ ١٦٨) اور ذہبی نے صحیح کہا)

پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید:

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا:’’ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا‘‘ (بخاری‘ الوضوء‘ باب من الكبائر ان لا يستتر من بوله‘ حديث ٢١٦ ومسلم‘ الطهارة‘ باب الدليل على نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه۔ ٢٩٢)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔ وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے‘ اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے‘ پیشاب کر کے استنجا کئے بغیر فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاجامے‘ پتلون اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پیشاب سے نہ بچنا باعث عذاب اور گناہ ہے۔

نجاستوں کی تطہیر کا بیان

ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور (جگہ کو پاک کرنے کے لئے) اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو'' (بخاری، الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، ۲۲۱ و مسلم، الطھارۃ، باب وجوب غسل البول و غیرہ من النجاسات اذا حصلت فی المسجد، ۲۸۴)

پھر آپ نے اس کو بلا کر فرمایا: ''مسجد پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے (ہوتی) ہیں'' (ابن ماجۃ، الطھارۃ، باب الارض یصیبھا البول کیف تغسل، ۵۲۹)

حیض آلود کپڑا:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جس کپڑے کو حیض (ماہواری) کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے چٹکیوں سے مل کر پانی سے دھوڈالنا چاہیے اور پھر اس میں نماز ادا کر لی جائے''۔

(بخاری، الوضوء باب غسل الدم، ۲۲۷، مسلم، الطھارۃ باب نجاسۃ الدم و کیفیۃ غسلہ، ۲۹۱)

منی کا دھونا:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھوڈالتی تھی اور آپ اس کپڑے میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے اور دھونے کا نشان کپڑے پر ہوتا تھا۔ (بخاری، الوضوء باب غسل المنی و فرکہ، ۲۲۹، ومسلم، الطھارۃ باب حکم المنی، حدیث ۲۸۹)

شیر خوار بچے کا پیشاب:

ام قیس رضی اللہ عنہا اپنے چھوٹے (شیر خوار) بچے کو جو کھانا نہیں کھاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو

آپ نے پانی منگوا کر کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔

(بخاری، الوضوء، باب بول الصبیان، ۲۲۳، ومسلم، الطھارۃ، باب حکم بول الطفل الرضیع، ۲۸۷)

لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا (جو ابھی شیر خوار ہی تھے) میں نے عرض کیا: کوئی اور کپڑا پہن لیں اور تہ بند مجھے دے دیں تاکہ میں اسے دھو دوں، تو آپ نے فرمایا: لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔ (ابو داوٗد، الطھارۃ، باب بول الصبی یصیب الثوب، ۳۷۵۔ ابن ماجہ، الطھارۃ باب ماجاء فی بول الصبی الذی لم یطعم، ۵۲۲۔ اسے ابن خزیمہ (۲۸۲) حاکم (۱/۱۶۶) اور ذہبی نے صحیح کہا)

کتے کا جوٹھا:

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کتا کسی کے برتن میں پانی (وغیرہ) پی لے تو برتن کو سات بار پانی سے دھوئے اور پہلی بار مٹی سے مانجھے''

(مسلم، الطھارۃ، باب حکم ولوغ الکلب ۲۷۹-۲۸۰)

مردار کا چمڑا:

ایک بکری مرگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ تم نے اس کا چمڑہ اتار کر رنگ کیوں نہیں لیا تاکہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟ لوگوں نے کہا وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ''اس کا صرف کھانا حرام ہے۔ (بخاری، البیوع، باب جلود المیتۃ قبل ان تدبغ، ۲۲۲۱، مسلم الحیض، باب طھارۃ جلود المیتۃ بالدباغ، ۳۶۳)

ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہماری بکری مرگئی۔ ہم نے اس کے چمڑے کو رنگ کر مشک بنالی۔ پھر ہم اس میں نبیذ (کھجور کا مشروب) ڈالتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہوگئی۔

(بخاری، الایمان والنذور، باب اذا حلف ان لا یشرب نبیذا ۶۶۸۶)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردہ بکری کا چمڑا اتار کر استعمال کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''مردار کا

چمڑا دباغت دینے (مسالے کے ساتھ رنگنے) سے پاک ہو جاتا ہے''.

(ابو داود، اللباس، باب فی أهب المیتة، ٤١٢٥، اسے ابن السکن اور حاکم نے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع فرمایا۔(ابو داود، اللباس، باب فی جلود النمور، ٤١٣٢۔ ترمذی، اللباس، باب ما جاء فی النهی عن جلود السباع، ١٧٧١۔ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

بلی کا جوٹھا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلی کا جوٹھا نجس نہیں ہے'' (ابو داود، الطهارة، باب سور الهرة، ٧٥۔ ترمذی الطهارة، باب ماجاء فی سور الهرة، ٩٢۔ اسے ترمذی، حاکم، ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

سونے چاندی کے برتن میں کھانا:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے۔ وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ جمع کرتا ہے''.

(مسلم، اللباس، باب تحریم استعمال اوانی الذهب والفضة فی الشرب ٢٠٦٥)



جنابت کے احکام

وجوب غسل کی حالت کو حالت ''جنابت'' کہتے ہیں۔ جس انسان پر غسل واجب ہو وہ جنبی کہلاتا ہے، جنبی غسل کرنے سے پہلے نہ تو نماز ادا کرسکتا ہے اور نہ ہی کعبہ کا طواف کرسکتا ہے.

مندرجہ ذیل حالتوں میں مسلمان مرد اور عورت پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے:

۱) جوش کے ساتھ منی خارج ہونے کے بعد۔ (اس میں احتلام بھی داخل ہے)

۲) صحبت کے بعد۔

۳) حیض کے بعد۔

۴) نفاس کے بعد (وہ خون جو بچے کی پیدائش پر جاری ہوتا ہے)

۵) مرنے کے بعد میت کا غسل.

۶) کافر جب اسلام قبول کرے.

صحبت اور غسل جنابت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان غسل جنابت کا ایک مسئلہ زیر بحث آیا۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ غسل صرف دخول پر فرض ہو جاتا ہے انزال شرط نہیں۔ دوسرا گروہ بیان کرتا تھا کہ وجوب غسل کے لئے دخول کے ساتھ انزال بھی شرط ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور اس کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ کے ساتھ مس کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے'' (مسلم، الحیض، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین، ۳۴۹)

مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صرف شرمگاہوں کے ملنے پر ہی مرد اور عورت جنبی ہو جاتے ہیں اور ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ انزال شرط نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ کر صحبت کرو تو تم پر غسل واجب ہو گیا۔ اگر چہ منی نہ نکلے“.

(بخاری، الغسل، باب اذا التقی الختانان، ۲۹۱، مسلم، الحیض، ۳۴۸)

عورت بھی محتلم ہوتی ہے:

ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، اے اللہ کے رسول! یقیناً اللہ حق سے نہیں شرماتا (میں بھی آپ سے مسئلہ پوچھتی ہوں) کیا عورت پر غسل ہے جب کہ اس کو احتلام ہو؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ لیکن جب پانی (منی کا نشان) دیکھے“ اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں (ہوتا ہے) تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو“ (بخاری، الغسل، باب اذا احتلمت المراۃ، ۲۸۲ – ومسلم، الحیض، باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منھا، ۳۱۳).

اس میں آخری جملہ بد دعا نہیں، محض ایک محاورہ ہے، مراد تنبیہ کرنا ہوتا ہے۔ (ع،ر)

معلوم ہوا کہ عورت یا مرد نیند سے اٹھ کر اگر تری یعنی نشان منی دیکھیں تو (یہ احتلام کی علامت ہے لہٰذا) ان پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اگر احتلام کی کیفیت انہیں یاد ہو لیکن نشان نہ پائیں تو غسل فرض نہیں ہو گا ایسی صورت میں شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جنبی کے بالوں کا مسئلہ:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال خوب مضبوط گوندھتی ہوں۔ کیا میں انہیں غسل جنابت کے وقت کھولا کروں؟ آپ نے فرمایا: ان کا کھولنا ضروری نہیں۔ تیرے لئے کافی ہے کہ تین لپ پانی اپنے سر پر ڈالے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہائے، پس تو پاک ہو جائے گی“ (مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغتسلۃ، ۳۳۰)

عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عورتوں کو غسل جنابت کے لئے بال کھولنے کا حکم

دیتے ہیں آپ فرمانے لگیں، ابن عمرو پر تعجب ہے، انہوں نے عورتوں کو تکلیف میں ڈال دیا وہ انہیں سر منڈوانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے۔ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کرتے اور میں اپنے (بال کھولے بغیر) سر پر تین چلو سے زیادہ پانی نہیں ڈالتی تھی۔

(مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغتسلة، ۳۳۱)

معلوم ہوا غسل جنابت کے لئے بال کھولنے کی ضرورت نہیں مگر یہ حکم صرف غسل جنابت کا ہے۔ غسل حیض کے لئے بالوں کو کھولنا ضروری ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے غسل حیض کے لئے فرمایا: ''اپنے بال کھولو اور غسل کرو'' (ابن ماجہ، الطھارۃ، باب فی الحائض کیف تغتسل، ۶۴۱ بوصیری نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

جنبی کے ساتھ ملنا جلنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن بحالت جنابت میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ ہولیا۔ آپ ایک جگہ بیٹھ گئے اور میں چپکے سے نکل گیا اور گھر جا کر غسل کیا پھر واپس آیا۔ آپ ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''اے ابوھریرہ! تو کہاں گیا تھا'' میں نے سارا حال کہہ سنایا تو آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ، تحقیق مومن ناپاک نہیں ہوتا'' (بخاری، الغسل، باب عرق الجنب، وان المسلم لا ینجس، ۲۸۳ ومسلم، الحیض، باب الدلیل علی ان المسلم لا ینجس، ۳۷۱)

نبی رحمت ﷺ کا یہ فرمان کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا، اسکا مطلب یہ ہے کہ مومن حقیقتاً نجس اور پلید نہیں ہوتا۔ جنابت، حکمی نجاست ہے، حسی نہیں یعنی شریعت نے مصلحت کی بنا پر ایک حالت میں حکماً اس پر غسل واجب کیا ہے۔ پس جنبی کے ساتھ ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، اختلاط وارتباط اور کھانا پینا سب جائز ہے۔

مذی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مذی کثرت سے آتی تھی۔ آپ کو مسئلہ معلوم نہ تھا کہ مذی کے خارج ہونے پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اس لئے بالمشافہ دریافت کرتے حجاب آیا تو اپنے دوست مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ مسئلہ دریافت کریں۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ نے فرمایا: ''اگر مذی خارج ہو تو شرمگاہ کو دھولو اور (نماز کے وقت) وضو کرو''۔ (بخاری، الوضوء، باب من لم یرالوضوء الامن المخرجین من القبل والدبر، حدیث ۱۷۸ – و مسلم، الحیض، باب المذی، ۳۰۳)

نیز فرمایا: ''اور کپڑے پر جہاں مذی لگی ہو ایک چلو پانی لے کر چھڑک لینا کافی ہے'' (ابو داوٗد، الطھارۃ، باب فی المذی، ۲۱۰، ترمذی، الطھارۃ، باب فی المذی یصیب الثوب، ۱۱۵، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا)

مذی، منی، ودی کا فرق:

مذی: اس چپکتے ہوئے لیس دار پانی کو کہتے ہیں جو شہوت کے وقت ذکر کے سرے پر نمودار ہوتا ہے۔

منی: عضو مخصوص سے لذت اور جوش کے ساتھ ٹپک کر خارج ہونے والا سفید مادہ ہوتا ہے جس سے انسان پیدا ہوتا ہے اور اس کے خروج سے آدمی پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

ودی: وہ گاڑھا سفید پانی جو پیشاب سے قبل یا بعد خارج ہوتا ہے۔ اس کے نکلنے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

سیلان رحم موجب غسل نہیں:

جن عورتوں کو سفید رطوبت یعنی لیکوریا کی شکایت ہوتی ہے اس سے بھی غسل لازم نہیں ہوتا۔ حسب معمول نمازیں ادا کرنی چاہیں۔



حیض کے مسائل

حیض اس خون کو کہتے ہیں جو بالغہ عورت کے رحم سے ہر ماہ نکلتا ہے اس کا کم سے کم وقت ایک دن اور ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے، عام طور پر چھ یا سات دن آتا رہتا ہے.

حیض ونفاس کے ایام میں ممنوع اعمال

۱- نماز اور روزہ کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت حیض سے ہوتی ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور نہ روزہ رکھتی ہے'' (بخاری، الحیض، باب ترك الحائض الصوم، ۳۰۴۔ مسلم، الایمان، باب بیان نقصان الایمان ۷۹)

ایک عورت معاذۃ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضا تو دیتی ہے، نماز کی نہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمیں حیض آیا کرتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

(مسلم، الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلوۃ، ۳۳۵)

۲- حائضہ سے صحبت کرنے کی ممانعت:

حیض کی حالت میں عورت سے مجامعت کرنا سخت گناہ ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ﴾ (البقرۃ: ۲۲۲)

''پس (ایام) حیض میں عورتوں سے کنارہ کشی کرو (یعنی صحبت نہ کرو)''

اگر کوئی اس گناہ کا مرتکب ہو جائے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بحالت حیض اپنی عورت سے صحبت کرے تو اسے چاہیے کہ نصف دینار خیرات کرے'' (ابوداؤد، الطھارۃ باب اتیان الحائض، ۲۶۴، وترمذی الطھارۃ، باب ماجاء فی الکفارۃ فی ذالك، ۱۳۶۔ امام حاکم ۱/۱۷۱-۱۷۲ اور ذہبی

نے اسے صحیح کہا)

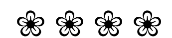
دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے نصف دینار سوا دو ماشے سونا ہوا۔ سونے کی قیمت صدقہ کرے یعنی کسی مستحق کو دے دے اور آئندہ کے لئے توبہ کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر حیض کا رنگ سرخ ہے تو ایک دینار اور اگر حیض کا رنگ پیلا ہے تو نصف دینار خیرات کرے (ترمذی: ۱۳۷، ابو داود: النکاح ۲۱۶۹، البانی نے موقوف روایت کو صحیح کہا).

۳- طواف کعبہ کی ممانعت.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو گئی، راستہ میں مجھے حیض شروع ہو گیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی، آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے حیض آ گیا ہے؟'' میں نے عرض کی کہ ہاں! آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے جو اس نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے، پس تم ہر وہ کام کرو جو حاجی کرتے ہیں سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے، اور وہ تم (حیض سے پاک ہو کر) غسل کرنے کے بعد کرنا''.

[بخاری: العمرة، باب: عمرة الثقیم: ۱۷۸۵، مسلم: ۱۲۱۶].



حیض اور نفاس میں جائز امور

حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب عورت حیض (یعنی ماہواری کا خون) سے ہوتی تو یہودی اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہیں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ سے ہر کام کرو سوائے جماع کے" (مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجھا ۳۰۲)

یعنی حائضہ سے کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، اسے چھونا اور بوس وکنار وغیرہ سب باتیں جائز ہیں سوائے مجامعت کے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے (حالت حیض میں) ازار باندھنے کا حکم دیتے، سو میں ازار باندھتی۔ آپ مجھے گلے لگاتے تھے اور میں حیض والی ہوتی تھی۔

(بخاری، الحیض، باب مباشرة الحائض، حدیث ۳۰۰، ومسلم، الحیض، باب مبا شرة الحائض فوق الازار، ۲۹۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد (میں اپنی اعتکاف گاہ) سے مجھے بوریا پکڑانے کا حکم دیا۔ میں نے کہا، میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: "تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے" (مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجھا ۲۹۸)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود کو تکیہ بنا کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی" (بخاری، الحیض، باب قراءة الرجل فی حجر امراته وھی حائض، ۲۹۷۔ مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض راس زوجھا ...۳۰۱)

حائضہ کا قرآن پڑھنا اور ذکر اذکار کرنا:

حالت جنابت وحیض میں قرآن حکیم کی تلاوت کے حرام ہونے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے.

اذ کار کی بابت امام نووی فرماتے ہیں: ''حائضہ کے لیے تسبیح وتحمید، تکبیر اور دیگر دعائیں اور اذ کار بالاجماع جائز ہیں'' (المجموع)

اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔ آپ فرماتی ہیں: میں حج کے دنوں میں حائضہ ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیت اللہ کے طواف کے علاوہ ہر وہ کام کرو جو حاجی کرتا ہے''.

(بخاری، الحیض، باب الامر بالنفساء اذا نفسن، ۲۹٤، ومسلم، الحج، باب بیان و جوه الاحرام، ۱۲۱۱)

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ حائضہ طواف کعبہ کے علاوہ حج کے باقی تمام اعمال کر سکتی ہے.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کو بھی عید کے روز عید گاہ جانے کا حکم دیا تا کہ وہ لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا کریں لیکن نماز نہ پڑھیں۔ (بخاری، العیدین، باب اعتزال الحیض المصلی ۹۸۱، مسلم: ۸۹۰)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

(مسلم الحیض، باب ذکر اللّٰہ تعالیٰ فی حال الجنابة وغیرھا، ۳۷۳)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حائضہ اور جنبی ذکر، اذ کار کر سکتے ہیں۔

استحاضہ کا مسئلہ

استحاضہ وہ خون ہوتا ہے جو ایام حیض کے بعد خاکی یا زرد رنگ کا جاری ہوتا ہے۔ یہ ایک مرض ہے۔ جب عورت اپنے حیض کی عادت کے دن پورے کر لے پھر اسے غسل کر کے نماز شروع کر دینی چاہیے کیونکہ خون استحاضہ کا حکم خون حیض کے حکم سے مختلف ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے خون استحاضہ آتا ہے اور میں (بوجہ خون استحاضہ) پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' خون استحاضہ ایک (اندرونی) رگ سے (بہتا) ہے اور یہ' خون حیض نہیں ہے۔ پس جب تجھے حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دے اور جس وقت خون حیض بند ہو جائے (اور خون استحاضہ شروع ہو) تو اپنے استحاضہ کے خون کو دھو اور نماز پڑھ''.

(بخاری الحیض' باب الاستحاضة' ٣٠٦ ومسلم' الحیض' باب المستحاضة وغسلها' ٣٣٣)

فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے اگر یہ آئے تو نماز سے رک جا اور اگر کوئی اور رنگ ہو تو وضو کر اور نماز پڑھ اس لیے کہ یہ رگ (استحاضہ) کا خون ہے'' (أبو داود: الطهارة، باب: من قال إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة: ٢٨٦).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''ہم حیض کے علاوہ باقی دنوں میں پیلے یا مٹیالے رنگ کی کچھ پرواہ نہیں کرتی تھیں'' (بخاری: ٣٢٦، أبو داود: ٣٠٧).

حاصل کلام یہ کہ مستحاضہ پاک عورت کی طرح ہے۔

خون حیض بلوغت کی علامت ہے اگر یہ عادت کے مطابق آئے تو یہ صحت کی علامت ہے' اس کے برعکس استحاضہ بیماری کی علامت ہے چونکہ یہ خون' حیض سے پہلے بھی آتا ہے اور حیض کی مدت گزر جانے کے باوجود

نہیں رکتا اس لئے بعض خواتین اسے بھی حیض سمجھ کر نماز چھوڑے رکھتی ہیں لہذا اس مسئلہ کو بالوضاحت سمجھنا ضروری ہے:

(۱) خون حیض گاڑھا، سیاہ اور کسی قدر بدبودار ہوتا ہے۔ جب اس کی مدت ختم ہوتی ہے تو خاکی یا زرد رنگ کا خون اگر جاری رہتا ہے تو وہ استحاضہ کا خون ہے۔

(۲) اگر خاتون، حیض اور استحاضہ کا فرق پہچانتی ہے تو وہ اس کے مطابق عمل کرے گی یعنی حیض آنے پر نماز چھوڑ دے گی اور حیض کے بعد استحاضہ کے دوران ہر نماز کے لئے الگ وضو کر کے نماز ادا کرے گی۔

(۳) اگر اسے دونوں خونوں کی پہچان نہیں ہے البتہ حیض اسے عادت کے مطابق آتا ہے تو وہ عادت کے دنوں میں نماز ترک کرے گی اور ان کے بعد جو خون آئے گا اسے استحاضہ سمجھے گی۔

(۴) اگر اسے دونوں خونوں کی پہچان نہیں ہے اور حیض بھی عادت کے مطابق نہیں آتا تو وہ اپنی قریبی رشتہ دار خاتون (جو مزاج اور عمر میں اس جیسی ہو مثلاً بہن وغیرہ) کی عادت کے مطابق عمل کرے گی حتیٰ کہ اسے پہچان ہو جائے یا اس کی اپنی عادت بن جائے، واللہ اعلم (ع،ر)

مستحاضہ کے احکام:

۱- حیض کے خاتمہ کے بعد عورت غسل کرے گی.

۲- رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرو

(بخاری: ۲۲۸).

۳- عورت ہر وہ کام کرے گی جو ایک پاک عورت کرتی ہے یعنی وہ نماز ادا کرے گی، روزہ رکھے گی، اعتکاف کرے گی، خانہ کعبہ کا طواف کرے گی.

۴- مستحاضہ عورت سے صحبت کرنا جائز ہے. حمنہ بنت جحش سے روایت ہے کہ "انہیں استحاضہ کا خون آتا تھا اور ان کے خاوند (اس حال میں) ان سے صحبت کرتے تھے".

(أبو داود: الطهارة، باب: المستحاضة: يغشاها زوجها: ۳۱۰).

نفاس کا حکم

بچے کی پیدائش کے بعد جوخون آتا ہے' اسے نفاس کہتے ہیں۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چالیس دن بیٹھا کرتی تھیں (نماز وغیرہ نہیں پڑھتی تھیں).

(ابو داؤد الطھارة' باب ماجاء فی وقت النفساء' ٣١١'- ترمذی' الطھارة' باب ماجاء فی کم تمکث النفساء' ١٣٩۔ ابن ماجه' ٦٤٨' اسے امام حاکم ١/ ١٧٥ اور حافظ ذہبی نے صحیح' جبکہ امام نووی نے حسن کہا)

اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک نفاس کے خون کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اگر چالیس روز کے بعد بھی خون جاری رہے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ خون استحاضہ ہے جس میں عورت ہر نماز کے لیے وضو کرتی ہے۔ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''نفاس کی مدت چالیس دن ہے الا یہ کہ خون پہلے ہی بند ہو جائے'' (بیھقی)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر عورت کو ولادت کے بعد خون آتا ہی نہیں تو اس پر ضروری ہے کہ وہ غسل کرے اور نماز پڑھے''.

نفاس اور حیض کے خون کا حکم ایک جیسا ہے یعنی ان حالات میں نماز' روزہ اور جماع منع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام نفاس کی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔

(ابو داؤد' الطھارة' باب ماجاء فی وقت النفساء' ٣١٢۔ اسے امام حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)



غسل کا بیان

غسل جنابت کا طریقہ:

غسل جنابت کرنے والا سب سے پہلے غسل کرنے کا ارادہ یعنی نیت کرے گا.

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے' پھر شرمگاہ کو دھویا' پھر بایاں ہاتھ' جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا' زمین پر رگڑا پھر اس کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا' پھر چہرہ دھویا' پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے پھر سر پر پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچایا۔ تین بار سر پر پانی ڈالا' پھر تمام بدن پر پانی ڈالا' پھر جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔

(بخاری' الغسل ' باب تفریق الغسل والوضوء ٢٦٥' ومسلم' الحیض' باب صفة غسل الجنابة' ٣١٧)

میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں نے غسل کے بعد جسم صاف کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو کپڑا دیا مگر آپ نے نہیں لیا'' (بخاری: ٢٦٦، مسلم: ٣١٧).

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ''کسی حدیث میں (غسل جنابت کا وضو کرتے وقت) سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے'' (فتح الباری' شرح صحیح البخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے سر کا مسح نہیں کیا بلکہ اس پر پانی ڈالا۔ امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: ''جنابت کے وضو میں سر کے مسح کو ترک کرنا''.

(نسائی' الغسل' باب ترک مسح الراس فی الوضوء من الجنابة' حدیث ٤٢٠ - ١/٢٠٥)

امام ابوداود فرماتے ہیں: ''میں نے امام احمد سے سوال کیا کہ جنبی جب (غسل سے قبل) وضو کرے تو کیا سر کا مسح بھی کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ مسح کس لئے کرے جب کہ وہ اپنے سر

پر پانی ڈالے گا''۔

ایک ہی برتن میں میاں بیوی کا اکٹھے غسل کرنا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے نہاتے اور دونوں اس سے چلو بھر بھر کر لیتے تھے'' (بخاری، الغسل، باب تخلیل الشعر، ۲۷۳، مسلم: ۳۱۹)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ نے ایک لگن سے پانی لے کر غسل کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لگن میں بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا چاہا تو انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''بیشک پانی جنبی (یعنی ناپاک) نہیں ہوتا'' (أبو داود: الطهارة، باب: الماء لا يجنب: ٦٨).

غسل پردے میں کرنا چاہیئے:

ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ پر کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ (بخاری، الغسل، باب التستر فی الغسل عند الناس: ۲۸۰ ومسلم، الحیض، باب تستر المغتسل بثوب و نحوه ۳۳٦)

غسل جنابت کا وضو کافی ہے:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل (جنابت) کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی، الطهارة، باب فی الوضوء بعد الغسل، حدیث: ۱۰۷ وابوداؤد، الطهارة، باب فی الوضوء بعد الغسل، حدیث: ۲۵۰، اسے امام حاکم، ذہبی اور ترمذی نے صحیح کہا)

یعنی غسل کے شروع میں وضو کرتے تھے، اس کو کافی جانتے اور (نماز کے لئے) دوبارہ وضو نہیں فرماتے تھے۔ لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ دوران غسل، شرم گاہ کو ہاتھ نہ لگے۔ (ص، ی)

جمعہ کے دن غسل:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص

نماز جمعہ کے لئے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیئے۔(بخاری: ٨٧٧، ومسلم: ٨٤٤)

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہفتے میں ایک دن (جمعہ کو) غسل کرے۔اس میں اپنا سر دھوئے اور اپنا بدن دھوئے''.

(بخاری، الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل ٨٩٧ ومسلم ، الجمعه ٨٤٩)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان پر نہانا واجب ہے'' (بخاری، الجمعه، باب فضل الغسل يوم الجمعة، ٨٧٩ ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال ٨٤٦)

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن غسل واجب ہے کیونکہ اس کی احادیث زیادہ صحیح اور قوی ہیں۔ابن حزم اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔

میت کو غسل دینے والا غسل کرے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مُردے کو غسل دے اسے چاہیئے کہ وہ خود بھی نہائے'' (ابو داود، الجنائز، باب في الغسل في غسل الميت، ٣١٦١، ترمذی، الجنائز ٩٩٣ - ابن ماجه: ١٤٦٣ - اسے ابن حبان ۷۵۱اور ابن حزم ۲/۲۳ نے صحیح کہا)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر میت کو غسل دینے سے کوئی غسل واجب نہیں کیونکہ تمہاری میت طاہر مرتی ہے نجس نہیں، لہذا تمہیں ہاتھ دھو لینا ہی کافی ہے'' (بیهقی ١/٣٠٦، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح اور ابن حجر نے حسن کہا)

دونوں احادیث کو ملانے سے مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے، اس کے لئے نہانا مستحب ہے، ضروری نہیں۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ہم میت کو غسل دیتے (پھر) ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض نہ کرتے'' (بیہقی ۱/۳۰۶- حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

نومسلم غسل کرے:

قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کریں۔

(ابو داود، الطهارة، باب فی الرجل يسلم فيؤمر بالغسل، ۳۵۵- ترمذی، الجمعة، باب ما ذكر فی الاغتسال عندما يسلم الرجل، ٦٠٥ اسے امام نووی نے حسن، امام ابن خزیمہ ۱/۲۶ حدیث ۱۵۴-۱۵۵ اور ابن حبان ۲۳۴ نے صحیح کہا)

عیدین کے روز غسل:

نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے روز غسل کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالك ۱ / ۱۷)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین کے دن غسل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ غسل، غسل جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے مستحب ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیئے'' (بیهقی ۲۷۸/۳)

احرام کا غسل:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ (ترمذی، الحج، باب ماجاء فی الاغتسال عند الاحرام: ۸۳۰ امام ترمذی نے اسے حسن کہا)

مکہ میں داخل ہونے کا غسل:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرتے تھے۔ (بخاری، الحج، باب الاغتسال عند دخول مكة، ۱۵۷۳۔ مسلم، الحج، باب استحباب المبيت بذی طوی عند ارادة دخول مكة: ۱۲۵۹)

❀ ❀ ❀ ❀

مسواک کا بیان

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو مسواک کرتے'' (بخاری'الوضوء' باب السواك' حديث ٢٤٥' مسلم' الطهارة' باب السواك' ٢٥٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ہر دو رکعت کے بعد مسواک کرتے۔ (مسلم: الطهارة، باب: السواك: ٢٥٦)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کے لئے طہارت کا سبب اور اللہ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے''.

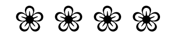
(نسائی' الطهارة' باب الترغيب فی السواك حديث ٥ اسے امام نووی اور ابن حبان نے صحیح کہا)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی میرے پاس جبرائیل آتے تو مجھے مسواک کرنے کا حکم کرتے تھے۔ مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ میں اپنے منہ کی اگلی جانب نہ چھیل لوں۔'' (بیهقی ٧/٤٩ امام بخاری نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت کے لئے مشکل نہ جانتا تو ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا''.

(بخاری' الجمعة' باب السواك يوم الجمعة' ٨٨٧۔ و مسلم' الطهارة' باب السواك: ٢٥٢)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے پسند تو اس بات کو کیا کہ وہ ہر فرض نماز سے پہلے مسواک کرے لیکن مشقت کے ڈر سے حکم دے کر فرض نہیں کیا۔ اللهم صل على محمد و على آل محمد- (ع ر).



وضو کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾.

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو اپنے چہروں کواور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھواوراپنے سر کا مسح کرواورٹخنوں تک اپنے پاؤں دھو'' (المائدة: ٦).

مسنون وضو سے گناہوں کی بخشش:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت بندہ مومن وضوشروع کرتا ہے پھرکلی کرتا ہےتو اس کے منہ کے گناہ نکل (جھڑ) جاتے ہیں۔ پھرجس وقت ناک جھاڑتا ہے اس کے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھرجس وقت چہرہ دھوتا ہےاس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ چہرہ دھوتے وقت گناہ داڑھی کے کناروں سے بھی گرتے ہیں اور جس وقت وہ ہاتھ دھوتا ہےتو اس کے دونوں ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھرجس وقت مسح کرتا ہےتو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں' یہاں تک کہ دونوں کانوں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھرجس وقت پاؤں دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دونوں پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ سب گناہوں سے پاک صاف ہوکرنکلتا ہے۔ (مسلم' الطهارة باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء: ٢٤٤)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ اپنی امت کو (میدان حشر میں) دوسری امتوں کے (بے شمار لوگوں کے) درمیان کس طرح پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا میرے امتی وضو کے اثر سے سفید (نورانی) چہرے اور سفید (نورانی) ہاتھ پاؤں والے ہوں گے۔ اس طرح ان

کے سوا اور کوئی نہیں ہو گا۔ (مسلم' الطهارة باب استحباب اطالة الغرة والتحجيل فی الوضوء' ۲٤۷)

وضو سے بلندی درجات:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طہارت آدھا ایمان ہے۔ (مسلم' الطهارة' باب فضل الوضوء ۲۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے دوست محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''(جنت میں) مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا''.

(مسلم' الطهارة' باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء ۲۵۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالی گناہوں کو دور اور درجات کو بلند کرتا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''مشقت (بیماری یا سردی) کے وقت کامل اور سنوار کر وضو کرنا' کثرت سے مسجدوں کی طرف جانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو دور اور درجات کو بلند کرتا ہے'' (مسلم' الطهارة' باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ' ۲۵۱)

نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھوئیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نیند سے جاگو تو اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالو جب تک کہ اس کو (تین بار) نہ دھولو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔ (بخاری' الوضوء' باب الاستجمار و ترا' ۱۶۲' ومسلم' الطهارة باب کراهية غمس المتوضی و غیره یده المشکوك فی نجاستها فی الاناء قبل غسلها ثلاثا ۶۷۸)

تین بار ناک جھاڑیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نیند سے بیدار ہو پھر وضو کا ارادہ کرو تو (پانی چڑھا کر) تین بار ناک جھاڑو کیونکہ شیطان ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے۔ (بخاری بدء الخلق' باب صفة ابلیس و جنوده' ۳۲۹۵ ومسلم الطهارة' باب الایتار

فی الاستنثار والاستجمار، ۲۳۸)

سونے والے کے ناک کے بانسے میں شیطان کے رات گزارنے کی اصلیت اور حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارا فرض ایمان لانا ہے کہ واقعی شیطان رات گزارتا ہے۔

مسنون وضو کی مکمل ترتیب:

(۱) وضو کرنے سے پہلے دل میں وضو کرنے کی نیت کریں.

(۲) وضو کے شروع میں "بسم اللّٰہ" ضرور پڑھنی چاہیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا: "بسم اللّٰہ" کہہ کر وضو کرو'.

(نسائی، الطهارة، باب التسمية عند الوضوء، ۷۸۔ ابن خزيمة: ۱۴۴ امام نووی نے کہا ہے کہ اس کی سند جید ہے)

واضح رہے کہ وضو کی ابتدا کے وقت صرف "بسم اللّٰہ" کہنا چاہیئے۔ "الرحمن الرحيم" کے الفاظ کا اضافہ سنت سے ثابت نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص وضو کے شروع میں بسم اللہ نہیں کہتا اس کا وضو نہیں".

(ابو داؤد، الطهارة باب التسمية على الوضوء: ۱۰۱، حافظ منذری وغیرہ نے شواہد کی بنا پر حسن کہا)

اگر بسم اللّٰہ بھول گئی اور وضو کے دوران یاد آئی تو فوراً پڑھ لے وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بھول معاف ہے۔ (ع، ر)

(۳) ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دینے والیوں سے کہا دا‏ہنی طرف سے اور وضو کے مقاموں سے ان کا غسل شروع کرو".

(بخاری: ۱۶۷، مسلم: ۹۳۹).

رسول اللہ ﷺ جوتی پہننے، کنگھی کرنے، طہارت کرنے اور غرض تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔ (بخاری، الوضوء باب التيمن في الوضوء والغسل، ۱۶۸، مسلم، الطهارة باب التيمن في الطهور وغيره، ۲۶۸)

(۴) آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھوئے۔

(بخاری، الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، ۱۵۹ ومسلم، الطھارۃ، باب صفۃ الوضوء و کمالہ، ۲۲۶)

(۵) آپ ﷺ نے فرمایا: وضو مکمل کرو اور ہاتھوں کو دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان خلال کرو، اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو الا یہ کہ تم روزہ دار ہو۔

(ابو داود، الطھارۃ باب فی الاستنثار، ۱۴۲۔ ترمذی، الطھارۃ، باب فی تخلیل الاصابع، ۳۸۔ اسے ترمذی، حاکم ۱/ ۱۴۷، ۱۴۸ اور نووی نے صحیح کہا)

(۶) آپ ﷺ نے ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کی اور آدھا ناک میں ڈالا اور ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑا، یہ عمل تین دفعہ کیا۔ (بخاری، الوضوء باب من مضمض واستنشق من غرفۃ واحدۃ، حدیث ۱۹۱ و باب الوضوء من التور، ۱۹۹۔ مسلم الطھارۃ باب فی صفۃ وضوء النبی ﷺ ۲۳۵)

(۷) پھر آپ ﷺ نے تین بار منہ دھویا۔

(بخاری، الوضوء، باب مسح الراس کلہ ۱۸۵ ومسلم، الطھارۃ باب: فی وضوء النبی ﷺ ۲۳۵)

(۸) آپ ﷺ داڑھی کا خلال کرتے تھے۔

(ترمذی، الطھارۃ، باب ماجاء فی تخلیل اللحیۃ، ۳۱ ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

(۹) آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا۔ (بخاری، الصوم باب سواک الرطب والیابس للصائم، ۱۹۳۴ ومسلم: ۲۲۶)

(۱۰) آپ ﷺ نے سر کا مسح کیا۔ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصہ سے شروع کر کے گدی تک پیچھے لے گئے۔ پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔

(بخاری: الوضوء، باب: مسح الرأس: ۱۸۵، مسلم: الطھارۃ، باب: فی صفۃ وضوء النبی ﷺ: ۲۳۵)

آپ نے سر کا ایک دفعہ مسح کیا۔ (بخاری: ۱۸۶، مسلم: ۲۳۵)

(۱۱) آپ ﷺ نے کانوں کا مسح کیا شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے

سوراخوں میں ڈال کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کیا۔

(ابن ماجہ، الطھارۃ، باب ماجاء فی مسح الاذنین، ۴۳۹، ترمذی، الطھارۃ، باب ماجاء فی مسح الاذنین ظاھر ھما و باطنھما، حدیث ۳۶ اسے ابن خزیمہ ۱/۷۷ حدیث ۱۴۸ نے صحیح کہا)

(۱۲) آپ ﷺ نے دایاں پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھویا اور بایاں پاؤں بھی ٹخنوں تک تین بار دھویا۔ (بخاری الصوم ۱۹۳۴، ومسلم الطھارۃ، باب صفۃ الوضوء و کمالہ، حدیث ۲۲۶)

(۱۳) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وضو کرو تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔ (ترمذی، الطھارۃ، باب فی تخلیل الاصابع، ۳۹۔ ابن ماجہ الطھارۃ، باب تخلیل الاصابع، ۴۴۷۔ اسے ترمذی نے حسن کہا)

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کر رہے تھے۔ (ابو داؤد، الطھارۃ، باب غسل الرجلین، ۱۴۸، ترمذی، الطھارۃ، باب فی تخلیل الاصابع، حدیث ۴۰۔ امام مالک نے حسن کہا)

(۱۴) حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب پیشاب کر کے وضو کرتے تو اپنی شرمگاہ پر پانی کا چھینٹا دیتے''

(أبو داود: الطھارۃ، باب: فی الانتضاح: ۱۶۶، نسائی: الطھارۃ، باب: النضح: ۱۳۵).

(۱۵) وضو کرتے ہوئے اعضاء کے دھونے میں ترتیب قائم رکھنا واجب ہے اور وضو ایک ہی وقت میں کیا جائے اعضا کے دھونے میں وقفہ اور تاخیر نہ ہو.

(۱۶) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اگر زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کر لے اور ارد گرد کو دھو لے۔ (بیہقی ۱/۲۲۸ امام بیہقی نے اسے صحیح کہا)

تنبیہات:

(۱) کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ذکر جس حدیث میں ہے اسے

(ابوداود حدیث ۱۳۹) امام نووی اور حافظ ابن حجر نے ضعیف کہا ہے۔ امام نووی اور امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ ایک چلو سے آدھا پانی منہ میں اور آدھا ناک میں ڈالنا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کانوں کا تعلق سر سے ہے'' (دارقطنی ۹۸/۱ اسے ابن جوزی رحمہ اللہ وغیرہ نے صحیح کہا ہے)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کانوں کے لیے نئے پانی کی ضرورت نہیں۔ کانوں کے مسح کے لیے نئے پانی لینے والی روایت کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شاذ کہا ہے۔

(۳) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (گدی کے نیچے) گردن کے (الگ) مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں۔ گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: ''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے''

وضو کے بعد کی دعائیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پورا وضو کرے اور پھر کہے:

''اَشْهَدُ اَنَّ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ''.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں''

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ٢٣٤)

ابوداود (الطھارۃ، حدیث-۱۷۰) کی ایک روایت میں اس دعا کو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر پڑھنے کا ذکر ہے مگر یہ روایت صحیح نہیں۔ اس میں ابو عقیل کا چچازاد بھائی مجہول ہے۔

وضو کے بعد یہ دعا بھی پڑھیں:

''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنَّ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ''.

''اے اللہ! تو اپنی تمام تر تعریفات کے ساتھ (ہر عیب سے) پاک ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں''

(نسائی عمل الیوم واللیلة/ اسے امام حاکم‘ حافظ ذہبی اور ابن حجر نے صحیح کہا ہے)۔

(کسی مجلس کے خاتمہ پر بھی یہی دعا پڑھی جاتی ہے)

وضو کی خودساختہ دعائیں:

رسول اللہ ﷺ کی سنت سے وضو کے شروع میں (بسم اللّٰہ) اور بعد میں شہادتین کا پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن بعض لوگ وضو میں ہر عضو دھوتے وقت ایک ایک دعا پڑھتے ہیں اور وہ دعائیں مروجہ کتب نماز میں پائی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دعائیں سنت پاک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل سے ثابت نہیں ہیں۔ اللہ تعالی نے جب اپنے رسول اکرم ﷺ پر دین مکمل کر دیا تو پھر دینی اور شرعی امور میں کمی بیشی کرنا کسی امتی کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہر عضو کے لئے مخصوص اذکار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔“

وضو کے دیگر مسائل:

۱- وضو کے اعضاء کا دو دو بار اور ایک ایک بار دھونا بھی آیا ہے۔ نبی رحمت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اکثر عمل تین تین بار دھونے پر رہا ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ اعضاء کا ایک ایک بار دھونا بھی کافی ہے۔

۲- ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وضو کی کیفیت دریافت کی تو آپ نے اسے اعضاء کا تین تین بار دھونا سکھایا اور فرمایا: ”اس طرح کامل وضو ہے۔ پھر جو شخص اس (تین تین بار دھونے) پر زیادہ کرے پس تحقیق اس نے (ترک سنت کی بنا پر) برا کیا اور (مسنون حد سے تجاوز کر کے) زیادتی کی اور (رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے اپنی جان پر) ظلم کیا“ (ابو داؤد‘ الطھارة‘ باب الوضوء ثلاثا ثلاثا‘ حدیث ۱۳۵‘ نسائی ۱/ ۸۸ ح: ۱۴۰ اسے امام ابن خزیمہ اور امام نووی نے صحیح‘ جبکہ حافظ ابن حجر نے جید کہا)

۳- وضو کے بعض اعضا تین بار اور بعض دو بار دھونا بھی درست ہے [بخاری: ۱۸۵، مسلم: ۲۳۵].

خشک ایڑیوں کو عذاب:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف لوٹے۔ راستے میں ہمیں پانی ملا۔ ہم میں سے ایک جماعت نے نماز عصر کے لئے جلد بازی میں وضو کیا۔ ان کی ایڑیاں خشک تھیں ان کو پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(خشک) ایڑیوں کے لئے آگ سے خرابی ہے۔ پس وضو پورا کیا کرو''.

(مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما، ۲٤۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو بڑی احتیاط سے سنوار کر اور پورا کرنا چاہئے۔ اعضاء کو خوب اچھی طرح اور تین تین بار دھونا چاہئے تاکہ ذرہ برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔

ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''واپس جا اور اچھی طرح وضو کر''.

(مسلم، الطهارة، باب وجوب استيعاب جميع اجزاء محل الطهارة، ۲٤۳)

تحیۃ الوضوء سے جنت لازم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور خوب سنوار کر اچھا وضو کرے۔ پھر کھڑا ہو کر دل اور منہ سے (ظاہری و باطنی طور پر) متوجہ ہو کر دو رکعت (نفل) نماز ادا کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے'' (مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ۲۳٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے بلال! میرے سامنے اپنا وہ عمل بیان کر جو تو نے اسلام میں کیا اور جس پر تجھے ثواب کی بہت زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تیری جوتیوں کی آواز سنی ہے'' بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میرے نزدیک جس عمل پر مجھے (ثواب کی) بہت زیادہ امید ہے

وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا تو اس وضو کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدر میں تھی ضرور پڑھی (یعنی ہر وضو کے بعد نوافل پڑھے)'' (بخاری، التھجد، باب فضل الطھور باللیل والنھار۔۔۱۱۴۹۔ ومسلم، فضائل الصحابہ باب من فضائل بلال، ۲۴۵۸)

کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کرائے تو جائز ہے:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب آپ وضو کرنے لگے تو مغیرہ آپ پر پانی ڈالنے لگے آپ نے وضو کیا (بخاری: ۱۸۲، مسلم: ۲۷۴).

ایک وضو سے کئی نمازیں:

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور موزوں پر مسح بھی کیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آج کے دن آپ نے وہ کام کیا جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے عمر میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا۔ (تاکہ لوگوں کو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا جواز معلوم ہو جائے)'' (مسلم، الطھارة باب جواز الصلوات کلھا بوضوء واحد، ۲۷۷)

معلوم ہوا کہ ہر نماز کے لئے وضو فرض نہیں بلکہ افضل ہے۔

دودھ پینے سے کلی کرنا:

بے شک رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہے۔ (بخاری، الوضوء باب ھل یمضمض من اللبن؟، ۲۱۱ ومسلم، الحیض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ۳۵۸)

آپ نے بکری کا شانہ کھایا اس کے بعد نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہ کیا۔ (بخاری، الوضوء باب من لم یتوضا من لحم الشاة والسویق، ۲۰۷، وصحیح مسلم، الحیض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ۳۵۴)

آپ نے ستو کھائے پھر کلی کر کے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(بخاری، الوضوء، باب من مضمض من السویق ولم یتوضا، حدیث ۲۰۹)

موزوں پر مسح کرنے کا بیان:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں، میں نبی رحمت ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں نے وضو کے وقت چاہا کہ آپ کے دونوں موزے اتار دوں۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں رہنے دو میں نے انہیں طہارت کی حالت میں پہنا تھا پھر آپ نے ان پر مسح کیا'' (بخاری، الوضوء، باب اذا ادخل رجلیه وهما طاهرتان، ٢٠٦، مسلم: الطهارة، باب: المسح علی الخفین: ٢٧٤)

شریح بن ہانی فرماتے ہیں: ''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے متعلق پوچھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے (مسح کی مدت) تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات مقرر فرمائی ہے''.

(مسلم، الطهارة باب التوقیت فی المسح علی الخفین، ٢٧٦)

امام نووی، اوزاعی اور امام احمد کہتے ہیں کہ مسح کی مدت موزے پہننے کے بعد، وضو کے ٹوٹ جانے سے نہیں بلکہ پہلا مسح کرنے سے شروع ہوتی ہے یعنی اگر ایک شخص نماز فجر کے لئے وضو کرتا ہے اور موزے یا جرابیں پہن لیتا ہے تو اگلے دن کی فجر تک وہ مسح کر سکتا ہے۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین راتوں تک پاخانہ، پیشاب یا سونے کی وجہ سے نہ اتاریں (بلکہ ان پر مسح کریں) ہاں جنابت کی صورت میں (موزے اتارنے کا حکم دیتے)۔

(ترمذی الطهارة، باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم، ٩٦۔ نسائی ١/٨٣، ٨٤، ٩٨، اسے امام ترمذی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور نووی نے صحیح کہا)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی ہونا مسح کی مدت کو ختم کر دیتا ہے۔ اس لئے غسل جنابت میں موزے اتارنے چاہئیں البتہ بول و براز اور نیند کے بعد موزے نہیں اتارنے چاہئیں بلکہ معینہ مدت تک ان پر مسح کر سکتے ہیں۔

جرابوں پر مسح کرنے کا بیان:

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے وقت صحابہ کو پگڑیوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم دیا'' (ابو داود' الطهارة' باب المسح على العمامة ١٤٦۔ اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا جرابوں پر مسح کرنا:

سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی جرابوں پر اپنی چپل کے تسموں سمیت مسح کیا۔ (بیهقی ١/ ٢٥) عمرو بن حریث فرماتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کرتے ہوئے آپ نے اپنی جرابوں پر جو' جوتوں (چپلوں) میں تھیں مسح کیا۔ (ابن ابی شیبہ وابن المنذر) ابن حزم رحمہ اللہ نے ۱۲ اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے جرابوں پر مسح کرنا ذکر کیا ہے۔ جن میں عبداللہ بن مسعود' سعد بن ابی وقاص اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ اسی طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ١/ ١٧٣) ابو امامہ رضی اللہ عنہ بھی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ١/ ١٧٣) نیز انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وضو کرتے ہوئے اپنی ٹوپی اور سیاہ رنگ کی جرابوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔ (بیهقی ١/ ٢٨٥) ابن قدامہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جرابوں پر مسح کرنے کے جواز پر اجماع ہے۔ (مغنی' لابن قدامه ١/ ٣٣٢ مسئلة ٤٢٦)

لغت عرب سے ''جورب'' کے معنی:

لغت عرب کی معتبر کتاب قاموس ۱/ ۴۶ میں ہے ہر وہ چیز جو پاؤں پر پہنی جائے' جورب ہے۔ ''تاج العروس'' میں ہے جو چیز لفافے کی طرح پاؤں پر پہن لیں وہ جورب ہے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں جورب بٹے ہوئے اون سے بنائی جاتی ہے اور پاؤں میں ٹخنے سے اوپر تک پہنی جاتی ہیں۔ ''عارضة الاحوذی'' میں شارح حدیث امام ابوبکر ابن العربی تحریر فرماتے ہیں۔ جَوْرَبْ وہ چیز ہے جو پاؤں کو ڈھانپنے کیلئے اون کی بنائی جاتی ہے۔ ''عمدة الرعايه'' میں ہے جرابیں روئی یعنی سوت کی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں۔ ''غاية المقصود'' میں ہے کہ

جرابیں چمڑے کی، صوف کی اور سوت کی بھی ہوتی ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ جَوْرَبْ لفافے یا لباس کو کہتے ہیں وہ لباس خواہ چرمی ہو، یا اونی ہم اس پر مسح کر سکتے ہیں۔

پگڑی پر مسح:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی، پگڑی اور موزوں پر مسح فرمایا'' (بخاری، الوضوء، باب المسح علی الخفین، ۲۰۵).

بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔

(مسلم، الطهارة، باب المسح علی الناصية والعمامة، ۲۷۵)

نواقض وضو

شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص شرمگاہ کو ہاتھ لگائے پس وہ وضو کرے'' (ابو داود، الطهارة، باب الوضوء، من مس الذکر، ۱۸۱۔ اسے امام ترمذی (الطهارة باب الوضوء من مس الذکر، ۸۲) نے حسن صحیح کہا).

یہ حکم تب ہے جب کپڑے کے بغیر براہ راست ہاتھ لگے واللہ اعلم (ع، ر)

نیند سے وضو:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دونوں آنکھیں، سرین کی سربند (تسمہ) ہیں۔ پس جو شخص سو جائے اسے چاہئے کہ دوبارہ وضو کرے'' (ابو داود، الطهارة، باب الوضوء من النوم، ۲۰۳۔ ابن ماجه، الطهارة باب الوضوء من النوم، ۴۷۷۔ اسے ابن الصلاح اور امام نووی نے حسن کہا)

ہوا خارج ہونے سے وضو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی جسے خیال آیا کہ نماز میں

اس کی ہوا خارج ہوئی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نماز اس وقت تک نہ توڑے جب تک (ہوا نکلنے کی) آواز نہ سن لے یا اسے بدبو محسوس ہو''.

(بخاری، الوضوء، باب لا یتوضا من الشك حتی یستیقن، ١٣٧، مسلم: ٣٦١)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک ہوا خارج ہونے کا مکمل یقین نہ ہو جائے وضو نہیں ٹوٹتا لہذا جسے پیشاب کے قطروں یا وہم کی بیماری ہو اسے بھی جان لینا چاہئے کہ وضو ایک حقیقت ہے، ایک یقین ہے یہ یقین سے ہی ٹوٹتا ہے۔ شک، یا وہم سے نہیں۔

قے، نکسیر اور وضو:

قے یا نکسیر آنے سے وضو ٹوٹ جانے والی روایت کو جو ابن ماجہ (١٢٢١) میں ہے۔ امام احمد اور دیگر محدثین نے ضعیف کہا ہے بلکہ اس سلسلے کی تمام روایات سخت ضعیف ہیں۔ لہذا ''براءت اصلیہ'' پر عمل کرتے ہوئے (یہ کہا جا سکتا ہے کہ) خون نکلنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا۔ اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو غزوہ ذات رقاع میں پیش آیا جب ایک انصاری صحابی رات کو نماز پڑھ رہے تھے کسی دشمن نے ان پر تین تیر چلائے جن کی وجہ سے وہ سخت زخمی ہو گئے اور ان کے جسم سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود وہ اپنی نماز میں مشغول رہے۔

(ابو داود، الطهارة، باب الوضوء من الدم، ١٩٨۔ اسے امام حاکم ١/١٥٦ اور ذہبی نے صحیح کہا).

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا ہو یا آپ کو علم ہوا اور آپ نے انہیں نماز لوٹانے یا خون بہنے سے وضو ٹوٹ جانے کا مسئلہ بتایا مگر صحیح احادیث میں اس کا ذکر نہ ہو۔

اسی طرح جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی کئے گئے تو آپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے حالانکہ آپ کے جسم سے خون جاری تھا۔

(موطا امام مالك، الطهاره، باب العمل فيمن غلبه الدم من جرح او رعاف ١/ ٣٩ وبيهقى ١/ ٣٥٧)

اس سے معلوم ہوا کہ خون کا بہنا ناقض وضو نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نماز میں وضوٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر لوٹو''.

(ابو داود، الصلاۃ باب استئذان المحدث الامام، ١١١٤۔ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

جن کاموں کے لیے وضو کرنا واجب ہے ان کا بیان:

۱- نماز:

فرض نماز ہو یا نفل، نماز جنازہ یا کوئی اور نماز وضو کے بغیر قبول نہیں ہوتی.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی مال حرام سے خیرات قبول ہوتی ہے'' (مسلم: ٢٢٤).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے وضو آدمی کی نماز قبول نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وضو کرے'' (بخاری: ١٣٥، مسلم: ٢٢٥).

۲- طواف کعبہ:

طواف کعبہ کے لیے وضو شرط ہے.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خانہ کعبہ کا طواف نماز کی طرح ہے پس اس میں گفتگو کم کرو''

(ترمذی: مناسك الحج، باب: إباحة الكلام في الطواف: ٢٩٢٢).

جن کاموں کے لیے وضو کرنا سنت ہے ان کا بیان:

۱- اللہ کا ذکر:

مہاجر بن قنفذ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نے سلام کیا جب آپ پیشاب کر رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے جواب نہ دیا۔ فراغت کے بعد آپ نے وضو کیا اور فرمایا: میں نے مناسب نہ سمجھا کہ طہارت کے بغیر سلام کا جواب دوں'' (ابو داؤد، الطهارة باب ايرد السلام وهو يبول، ١٧۔ ابن ماجه، الطهارة باب الرجل يسلم عليه وهو يبول ٣٥٠، حاكم ١/١٦٧، ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا آپ نے اس

کے سلام کا جواب نہ دیا پھر آپ دیوار کے پاس آئے، اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر سلام کا جواب دیا'' (بخاری: ۳۳۷، مسلم: ۳٦٩).

۲- جنبی آدمی سونے یا کھانے سے قبل وضو کرے:

رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا۔ جب وہ آیا تو اس کے سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: ''شاید تم جلدی میں نہائے ہو؟ اس نے کہا ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''(حالت جنابت میں) اگر کسی سے فوری ملنا ہو اور نہانے میں دیر لگے تو وضو کرنا ہی کافی ہے'' (بخاری ' الوضوء' باب من لم یرالوضوء الامن المخرجین من القبل والدبر' ۱۸۰ - ومسلم' الحیض' ۳٤٥)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا میں رات کو جنبی ہوتا ہوں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''شرمگاہ (آلۂ تناسل) دھوڈال' وضو کر اور سو جا''.

(بخاری' الغسل' باب الجنب یتوضا ثم ینام ۲۹۰' مسلم' الحیض باب جواز نوم الجنب' ۳۰٦)

رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں کھانا یا سونا چاہتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے۔ (بخاری' الغسل' باب الجنب یتوضا ثم ینام' ۲۸۸' مسلم' الحیض' باب جواز نوم الجنب: ۳۰۵)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر دوبارہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ دونوں کے درمیان وضو کرے'' (مسلم' الحیض' باب جواز نوم الجنب ۳۰۸)

۳- ہر نماز کے لیے وضو:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے''

(بخاری: الوضوء، باب: الوضو من غیر حدث: ۲۱٤).

٤- غسل واجب کرنے سے پہلے وضو کرنا:

۵- سونے سے پہلے وضو کرنا جیسا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے.

(بخاری: ۲٤۷).

تیمم کا بیان

پانی نہ ملنے کی صورت میں پاک مٹی کو وضو یا غسل کی نیت کر کے اپنے ہاتھوں اور منہ پر ملنا تیمّم کہلاتا ہے۔

پانی نہ ملنے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً مسافر کو سفر میں پانی نہ ملے۔ یا پانی کے مقام تک پہنچنے میں جان کا ڈر ہو۔ مثلاً گھر میں پانی نہیں ہے باہر کرفیو نافذ ہے یا پانی لانے میں کسی دشمن یا درندے سے جان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں ہم تیمّم کر سکتے ہیں خواہ یہ وجہ برسوں موجود رہے تیمّم بھی بدستور جائز رہے گا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاک مٹی مسلمانوں کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے'' (ابوداود، الطھارۃ، باب الجنب یتیمم، ٣٣٢، وترمذی، الطھارۃ، باب التیمم للجنب اذا لم یجد الماء حدیث ١٢٤ ۔ اسے ترمذی، امام حاکم ١/١٧٦-١٧٧۔ اور امام ابن حبان نے صحیح کہا)۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے جب بیدا یا ذات الجیش پہنچے تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے، لوگ بھی ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے انہوں نے غصہ کیا اور مجھے برا بھلا کہا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی''.

اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوبکر کی اولاد یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فائدہ دیا). پھر ہم نے اونٹ کو اٹھایا تو ہار اس کے نیچے سے نکلا (بخاری: ٣٣٤، مسلم: ٣٦٧).

جنابت کی حالت میں تیمّم: اگر پانی نہ ملے یا پانی اتنا کم ہو کہ وضو نہ ہو سکے تو تیمّم کیا جا سکتا ہے.

سیدنا عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک آپ کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ اس نے کہا مجھے جنابت پہنچی اور پانی نہ مل سکا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھ پر مٹی (سے تیمّم کرنا) لازم ہے۔ پس وہ تیرے لئے کافی ہے''۔

(بخاری، التیمم، باب الصعید الطیب وضوء المسلم ٣٤٤۔ و مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفائتة ٦٨٢)

اگر کوئی زخمی یا مریض ہو اور پانی کے استعمال سے مرض کے بڑھنے کا خطرہ ہو:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سردی کا موسم تھا ایک آدمی کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آئی۔ اس نے اس بارے میں دریافت کیا تو اسے غسل کرنے کو کہا گیا۔ اس نے غسل کیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ جب اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ اللہ ان کو مارے بیشک اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پاک کرنے والا بنایا ہے۔ (وہ تیمّم کر لیتا۔)'' (ابن خزیمة ١/١٣٨ ٢٧٣ ابن حبان، ٢٠٠١ اسے حاکم ١/١٦٥ اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)۔

اگر کسی کمزور یا بیمار آدمی کو احتلام ہو جائے اور شدید سردی ہو یا پانی بہت ٹھنڈا ہو اور غسل کرنا اس کے لئے ہلاکت یا بیماری کا موجب ہو تو اسے تیمّم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ محتلم، حائضہ اور نفاس سے فارغ ہونے والی عورتیں بھی بوقت ضرورت تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اس لئے کہ تیمّم عذر کی حالت میں وضو اور غسل دونوں کا قائم مقام ہے۔

تیمّم کا طریقہ:

سب سے پہلے تیمّم کرنے کی نیت یعنی ارادہ کرے پھر پاک زمین پر ہاتھ مارے پھر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرے۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سفر کی حالت میں جنبی ہو گئے اور (پانی نہ ملنے کی وجہ سے) خاک میں لوٹے اور نماز پڑھ لی۔ پھر (سفر سے آ کر) یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تمہارے لئے صرف یہی کافی تھا۔ (اور) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان پر پھونک ماری پھر ان کے ساتھ اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا'' (بخاری، التیمم، باب التیمم هل ینفخ فیهما؟ ٣٣٨۔ ومسلم الحیض، باب التیمم، ٣٦٨)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے کہا کہ ''الٹے ہاتھ سے سیدھے ہاتھ پر اور سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر مسح کرو پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ کا مسح کرو'' (ابو داؤد، الطهارة، باب التیمم، حدیث ٣٢١).

☆ قرآن مجید کے حکم ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّبًا﴾ (النساء ٤/٤٣) کی رو سے تیمّم، پاک مٹی سے کرنا چاہئے.

☆ تیمّم جیسے مٹی سے جائز ہے اسی طرح شور والی زمین اور ریت سے بھی جائز ہے۔

☆ ایک تیمّم سے (وضو کی طرح) کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں کیونکہ تیمّم وضو کا قائم مقام ہے۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے انہی چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر نماز پڑھ لینے کے بعد پانی کی موجودگی کا علم ہو جائے تو اسے باوضو ہو کر نماز دھرانے یا نہ دھرانے کا اختیار ہے۔ تاہم اگر دہرا لے تو بہتر ہے۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی پھر انہیں پانی مل گیا اور ابھی نماز کا وقت باقی تھا، پس ان میں سے ایک نے وضو کیا اور نماز لوٹائی اور دوسرے نے نماز نہ لوٹائی، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس آپ نے اس شخص سے کہا جس نے نماز نہیں لوٹائی تھی کہ ''تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہاری (تیمّم والی) نماز تمہارے لیے کافی ہے اور دوسرے شخص سے کہا جس نے نماز لوٹائی تھی کہ تیرے لیے زیادہ اجر ہے''. (نسائی ١/ ٢١٣۔ الغسل، باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلوۃ حدیث ٤٣٣ حاکم اور حافظ ذہبی نے بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا).

نماز: فرضیت' فضیلت اور اهمیت

نماز وہ اہم فریضہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات براہ راست رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کیں. موسیٰ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی تم اللہ کے پاس لوٹ کر جاؤ اور تخفیف چاہو. رسول اللہ ﷺ لوٹ کر گیے حتیٰ کہ پانچ نمازیں رہ گئیں. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے محمد! وہ دن رات کی پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز میں دس نمازوں کا ثواب ہے تو یہ وہی پچاس نمازیں ہوئیں''.

(مسلم: الإیمان، باب: الإسراء برسول الله: ١٦٢).

سبحان الله، اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر کتنی عنایت ہے کہ پانچ نمازیں پڑھیں پچاس کا اجر ملے.

قرآن مجید میں بہت سی آیات میں نماز کا ذکر ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾.

''بیشک نماز بے حیائی اور منکر باتوں سے روکتی ہے'' (العنکبوت: ٤٥).

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ (الأعلى: ١٤، ١٥).

''بیشک فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام ذکر کیا پھر نماز ادا کی''.

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ☆ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾.

''ایماندار لوگ کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں'' (المؤمنون: ٢).

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ☆ أُوْلٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ☆ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾.

''اور جو اپنی نمازوں پر محافظت کرتے ہیں، یہی لوگ ایسے وارث ہیں جو جنت الفردوس

کے مالک ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے'' (المؤمنون: ۹ - ۱۱).

رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے فرمایا: ''ان کو دعوت دو کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں''.

(بخاری: الزکاۃ، باب: وجوب الزکاۃ: ۱۳۹۵، مسلم: ۱۹).

اس فرضیت سے بچے اور پاگل مستثنیٰ ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین انسان مرفوع القلم ہیں: ۱- سویا ہوا جاگنے تک ۲- نابالغ بچہ بالغ ہونے تک ۳- پاگل انسان عقل درست ہونے تک''.

(أبو داود: الحدود، باب: فی المجنون یسرق: ۴۴۰۳).

اولاد کو نماز سکھانے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب وہ دس برس کے ہوں تو انہیں ترک نماز پر مارو اور ان کے بستر جدا کر دو''.

(ابو داؤد' الصلوۃ' باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ' ۴۹۵ ـ ترمذی' الصلوۃ' باب ماجاء متی یؤمر الصبی بالصلوۃ؟ ۴۰۷ اسے امام حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ بچوں کے والدین کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں ہی نماز کی تعلیم دے کر نماز کا عادی بنانے کی کوشش کریں اور اگر دس برس کے ہو کر نماز نہ پڑھیں تو والدین تادیبی کاروائی کریں انہیں سزا دے کر نماز کا پابند بنائیں اور دس برس کی عمر کا زمانہ چونکہ بلوغت کے قریب کا زمانہ ہے اس لئے انہیں اکٹھا نہ سونے دیں۔

ترک نماز کفر کا اعلان ہے:

جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اور شرک و کفر کے

درمیان فرق، نماز کا چھوڑ دینا ہے" (مسلم، الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلوۃ، ۸۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے درمیان نماز دیوار کی طرح حائل ہے۔ دوسرے لفظوں میں نماز کا ترک مسلمان کو کفر تک پہنچانے والا عمل ہے۔

بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہمارے اور منافقوں کے درمیان عہد نماز ہے۔ جس نے نماز چھوڑ دی پس اس نے کفر کیا" (ابن ماجہ، اقامۃ الصلوۃ، باب ما جاء فیمن ترك الصلوۃ۔ ۱۰۷۹۔ ترمذی، الایمان، باب ما جاء فی ترك الصلوۃ ۲۶۲۱ اسے ترمذی، حاکم ۱/۶ و ۷ اور ذہبی نے صحیح کہا)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو جو امن حاصل ہے، وہ قتل نہیں کئے جاتے اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک روا رکھا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور ان کا نماز پڑھنا گویا مسلمانوں کے درمیان ایک عہد ہے جس کے سبب منافقوں کی جان اور ان کا مال مسلمانوں کی تلوار اور یلغار سے محفوظ ہے اور جس نے نماز ترک کی تو اس نے اپنے کفر کا اظہار کر دیا۔ مسلمان بھائیو! غور کرو کس قدر خوف کا مقام ہے کہ ترک نماز، کفر کا اعلان ہے۔

عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اعمال میں سے کسی چیز کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے"۔

(ترمذی، الایمان، باب ما جاء فی ترك الصلوۃ، ۲۶۲۲ اسے امام حاکم ۱/۷ اور ذہبی نے صحیح کہا)

ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دے تو یقیناً اس (کی بابت اللہ کا معاف کرنے) کا ذمہ ختم ہو گیا"۔

(ابن ماجہ، الفتن، باب الصبر علی البلاء، ۴۰۳۴ اس کی سند امام ذہبی اور ابن حجر کی شرط پر حسن ہے)

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کی نماز عصر فوت ہو جائے تو گویا اس کا اہل اور مال ہلاک کر دیا گیا" (بخاری، مواقیت الصلوۃ، باب اثم من فاتته العصر، ۵۵۲، مسلم، المساجد، باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر ۶۲۶)

بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز عصر چھوڑ دی پس اس کے اعمال باطل ہو گئے'' (بخاری: مواقيت الصلوة باب التبكير بالصلوة في يوم غيم، ٥٩٤)

فضیلت نماز:

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازیں، ان گناہوں کو جو ان نمازوں کے درمیان ہوئے، مٹا دیتی ہیں اور (اسی طرح) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا گیا ہو'' (مسلم، الطهارة باب الصلوٰت الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر ٢٣٣)

مثلاً فجر کی نماز کے بعد جب ظہر پڑھیں گے تو دونوں نمازوں کے درمیانی عرصے میں جو گناہ، لغزشیں اور خطائیں ہو چکی ہوں گی اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ اسی طرح رات اور دن کے تمام صغیرہ گناہ نماز پنجگانہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا: ''بھلا مجھے بتاؤ اگر تمہارے دروازے کے باہر نہر ہو اور تم اس میں ہر روز پانچ بار نہاؤ، کیا (پھر بھی جسم پر) میل باقی رہے گا؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا۔ ''نہیں'' آپ نے فرمایا: ''یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے'' (بخاری، مواقيت الصلوة، باب الصلوات الخمس كفارة ٥٢٨ و مسلم، المساجد، باب المشى إلى الصلاة تمحى به الخطايا: ٦٦٧)

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ (میں نے گناہ کیا اور بطور سزا) میں حد کو پہنچا ہوں پس مجھ پر حد قائم کریں۔ آپ نے اس سے حد کا حال دریافت نہ کیا (یہ نہ پوچھا کہ کونسا گناہ کیا ہے؟) اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ اس شخص نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو وہ شخص پھر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! تحقیق میں حد کو پہنچا ہوں پس مجھ پر اللہ کا حکم نافذ کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا

تونے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟'' اس نے کہا ''پڑھی ہے'' آپ نے فرمایا: ''اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا ہے'' (مسلم، التوبة، باب قوله تعالى: ﴿ان الحسنات يذهبن السيئات﴾: ٢٧٦٤)

اللہ کی رحمت اور بخشش کتنی وسیع ہے کہ نماز پڑھنے کے سبب اللہ نے اس کا گناہ جسے وہ اپنی سمجھ کے مطابق ''حد کو پہنچنا'' کہہ رہا تھا معاف کر دیا معلوم ہوا نماز گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاڑے کے موسم میں نکلے، پت جھڑ کا موسم تھا۔ آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا تو پتے جھڑنے لگے آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''مسلمان جب نماز پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی رضا چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑے ہیں'' (مسند احمد ٥/ ١٧٩ ٢١٨٨٩ امام منذری ١ / ٢٤٨ نے اسے حسن کہا)

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص آفتاب کے طلوع و غروب سے پہلے (فجر اور عصر کی) نماز پڑھے گا وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا''

(مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ٦٣٤)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز عشاء باجماعت ادا کرے (اسے اتنا ثواب ہے) گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا اور پھر صبح کی نماز باجماعت پڑھے (تو اتنا ثواب پایا) گویا تمام رات نماز پڑھی''.

(مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، ٦٥٦)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کو آتے ہیں۔ (آنے اور جانے والے فرشتے) نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ جو فرشتے رات کو رہے وہ آسمان کو چڑھتے ہیں تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ اپنے بندوں کا حال خوب جانتا ہے): تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں ہم

نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھتے تھے اور ہم ان کے پاس اس حال میں گئے کہ وہ نماز پڑھتے تھے''۔ (بخاری، مواقیت الصلوۃ، باب فضل صلوۃ العصر، ۵۵۵۔ و مسلم المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر۔ ۶۳۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافقوں پر فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری کوئی نماز نہیں۔ اگر انہیں ان نمازوں کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ان میں ضرور پہنچیں اگرچہ انہیں سرین پر چلنا پڑے''۔

(بخاری، الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعۃ، ۶۵۷۔ و مسلم، المساجد، باب فضل صلوۃ الجماعۃ، ۶۵۱)

سرین پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر پاؤں سے چلنے کی طاقت نہ ہو تو ان نمازوں کے ثواب اور اجر کی کشش انہیں چوتڑوں کے بل چل کر مسجد پہنچنے پر مجبور کر دے یعنی ہر حال میں پہنچیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا ثواب جانتے تو اس کے لیے قرعہ ڈالتے، اگر انہیں ظہر کی نماز کے لیے جلدی مسجد میں جانے کا ثواب معلوم ہوتا تو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے، اگر انہیں فجر اور عشا کی نماز باجماعت کا اجر معلوم ہوتا تو گھسٹتے ہوئے (مسجد) آتے'' (بخاری: ۶۱۵، مسلم: ۴۳۷)۔

نبی کریم ﷺ کو نماز عصر اس قدر پیاری تھی کہ جب جنگ خندق کے دن کفار کے حملے اور تیر اندازی کے سبب یہ نماز فوت ہوگئی تو آپ کو شدید رنج پہنچا اس پر نبی رحمت ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے: ''ہمیں کافروں نے درمیانی نماز، نماز عصر، سے باز رکھا، اللہ تعالی ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے''۔

(بخاری، الجهاد والسیر باب الدعاء علی المشرکین بالھزیمۃ والزلزلۃ ۲۹۳۱، ومسلم، المساجد، باب الدلیل لمن قال الصلوۃ الوسطی ھی صلاۃ العصر، ۶۲۷، ۶۲۸)

نمازی اور شہید:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو شخص ایک ساتھ مسلمان ہوئے‘ ان میں سے ایک جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو گیا اور دوسرا ایک سال کے بعد فوت ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا اس شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گئے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا رتبہ تو بہت بلند ہے اس لئے جنت میں اسے پہلے داخل ہونا چاہیئے تھا۔ میں نے خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی (یعنی اس تقدیم وتاخیر کی وجہ پوچھی) تو آپ نے فرمایا: ’’جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا کیا تم اس کی نیکیاں نہیں دیکھتے کس قدر زیادہ ہو گئیں؟ کیا اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور (سال بھر کی فرض نمازوں کی) چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں؟ (ان نمازوں اور روزوں کی برکت سے وہ جنت میں پہلے چلا گیا)‘‘.

(مسند احمد ۲/ ۳۳۳، ۸۳۸۰ امام منذری ۱/ ۲۴۴ اور امام ہیثمی ۱۰/ ۲۰۷ نے اسے حسن کہا)

یہی قصہ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ خود ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں کہ یہ قصہ کس درجہ ایمان افروز اور نماز کی رغبت دلانے والا ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صبح لوگوں کو اپنا خواب سنایا۔ سب کو اس بات پر تعجب ہوا کہ شہید کو (جنت جانے کی) اجازت بعد میں کیوں ملی؟ حالانکہ اسے پہلے ملنی چاہیئے تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا‘ آپ نے فرمایا: ’’اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے‘ بتاؤ! کیا بعد والے شخص نے ایک سال عبادت (زیادہ) نہیں کی؟۔ اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟۔ اس نے ایک سال کی نمازوں کے اتنے اتنے سجدے زیادہ نہیں کیئے؟۔ سب نے عرض کیا۔ جی ہاں اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ’’پھر تو ان دونوں کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہو گیا‘‘.

(ابن ماجہ ‘ الرویا‘ باب تعبیر الرویا‘ ۳۹۲۵۔ ابن حبان‘ ۲۴۶۶ نے اسے صحیح کہا)

اهمیت نماز

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تحقیق قیامت کے دن لوگوں کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا'' (ابو داؤد 'الصلوة' باب قول النبی ﷺ کل صلوة لا یتمها صاحبها تتم من تطوعه' ٨٦٤ حاکم ١/ ٢٦٢-٢٦٣ - اسے امام ذہبی نے صحیح کہا)

☆ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالی کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا'' میں نے کہا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا'' میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا'' (بخاری' مواقیت الصلوة' باب فضل الصلوة لوقتها' ٥٢٧' مسلم الایمان' باب بیان کون الایمان باللّٰه تعالی افضل الاعمال' ٨٥)

☆ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام تھا: ''نماز اور غلام کے بارے میں اللہ سے ڈرو''.

(ابن ماجه' الوصایا' باب هل اوصی رسول اللّٰه ﷺ ٢٦٩٧ ابن حبان' ١٢٢٠' اسے امام بوصیری نے صحیح کہا)

☆ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''نماز دین کا ستون ہے'' (ترمذی' الایمان' باب ما جاء فی حرمة الصلوة ٢٦١٦ اسے امام حاکم ۲/ ۶۷' ۴۱۲ اور ۴۱۳ امام ذہبی اور امام ترمذی نے صحیح کہا)

☆ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن جب اللہ تعالی بعض دوزخیوں پر رحمت کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے ایسے لوگوں کو باہر نکال لیں جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ فرشتے انہیں نشان سجدہ سے پہچان کر دوزخ سے نکال لیں گے (کیونکہ) سجدہ کی جگہوں پر اللہ تعالی نے دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا ہے وہاں آگ کا کچھ اثر نہ ہوگا'' (بخاری' الاذان' باب فضل السجود' ٨٠٦ و مسلم' الایمان' باب اثبات رؤیة

المومنین فی الاخرة ربھم سبحانه و تعالیٰ ۱۸۲)

☆ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے اے محمد ﷺ! خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہیں کتنی محبت کریں آخر ایک دن جدا ہو جانا ہے اور آپ جیسا بھی عمل کریں اس کا بدلہ ضرور ملنا ہے اور اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز میں ہے اور مومن کی عزت لوگوں (کے مال) سے استغناء (برتنے) میں ہے''۔

(مستدرك حاکم۔ ٤/ ٣٢٤، ٣٢٥ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح اور حافظ منذری نے حسن کہا)

یعنی جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس پر صبر، شکر اور قناعت کرے اور لوگوں کے مال میں طمع وحرص نہ رکھے۔

☆ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں اپنے بابرکت اور بلند قدر پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا، پس اس نے کہا، اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا مقرب فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اللہ نے تین بار پوچھا۔ میں نے ہر بار یہی جواب دیا۔ پھر میں نے اللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالی کی انگلیوں (اللہ کا ہاتھ اور انگلیاں دراصل یہ اللہ تعالی کی صفات ہیں ان کی کیفیت ہم نہیں جانتے، ہم انہیں مخلوق کے ہاتھ اور انگلیوں سے تشبیہ نہیں دیتے بلکہ دیگر غیبی امور کی طرح اللہ کی ان صفات پر بھی ایمان بالغیب رکھتے ہیں۔ الحمدللہ [ع، ر]) کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی۔ پھر میرے لیے ہر چیز ظاہر ہو گئی۔ اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ پھر فرمایا اے محمد! میں نے کہا۔ میرے رب! میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا مقرب فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کفارات (گناہوں کا کفارہ بننے والی نیکیوں) کے بارے میں۔ اللہ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا نماز باجماعت کے لئے پیدل چل کر جانا اور نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور مشقت (سردی یا بیماری) کے وقت پورا وضو کرنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا اور کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: درجات کی بلندی کے بارے میں۔ اللہ تعالی نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا کہ لوگوں کو کھانا کھلانا، گفتگو میں نرم انداز اختیار کرنا اور رات کو تہجد کی نماز ادا کرنا جب لوگ سو رہے ہوں درجات کی بلندی کا باعث ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ''اپنے لئے جو چاہو دعا کرو'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے یہ دعا کی:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلَی حُبِّکَ''.

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے کا اور برائیوں کے چھوڑنے کا اور مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کا اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور اگر تیرا کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ ہو تو مجھے آزمائش سے بچا کر موت دے دینا اور میں تجھ سے تیری اور ہر اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور میں تجھ سے وہ عمل کرنے کی توفیق مانگتا ہوں جو (مجھے) تیری محبت کے قریب کر دے'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ خواب حق ہے پس اس کو یاد رکھو اور دوسرے لوگوں کو بھی یہ خواب سناؤ''۔

(ترمذی، تفسیر القرآن، تفسیر سورة ص، ۳۲۳۵۔ اسے امام ترمذی نے حسن صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی، وہ اللہ کی پناہ میں ہے۔ پس اللہ تعالی تم سے اپنی پناہ کے بارے میں کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ جس سے وہ یہ مطالبہ کرے گا یقیناً اس کو اپنی گرفت میں لے کر منہ کے بل جہنم میں پھینک دے گا''۔

(مسلم، المساجد، باب فضل صلوة عشاء فی الصبح الجماعة حدیث ٦٥٧)

معلوم ہوا کہ صبح کی نماز پڑھنے والے کو ستانا سخت گناہ ہے کیونکہ وہ اللہ کی پناہ میں ہے اور جو اللہ کی پناہ میں خلل ڈالے گا اس کو اللہ جہنم میں ڈال دے گا۔

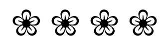
جبرئیل کی امامت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خانہ کعبہ کے پاس جبرائیل علیہ السلام نے میری امامت کی ۔پس مجھے ظہر کی نماز پڑھائی ......اور مجھے عصر کی نماز پڑھائی ....اور مجھے مغرب کی نماز پڑھائی ...... اور مجھے عشاء کی نماز پڑھائی .....اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی''.

(ابو داؤد، الصلوة، باب فی المواقیت، ۳۹۳۔ ترمذی، الصلوة، باب ما جاء فی مواقیت الصلاة، ۱٤۹۔ اسے امام ترمذی، ابن خزیمہ، حاکم، ذہبی اور ابوبکر ابن العربی نے صحیح کہا)

امامت جبرائیل علیہ السلام کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کا درجہ اتنا بلند، اس کی اہمیت اللہ کے نزدیک اتنی اعلی و ارفع، اور اسے مخصوص ہیئت، مقررہ قاعدوں، متعینہ ضابطوں اور نہایت خشوع وخضوع سے ادا کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالی نے تعلیم امت کے لئے جبرائیل کو ہادی عالم ﷺ کے پاس بھیجا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو نماز کی کیفیت، ہیئت، اس کے اوقات اور اس کے قاعدے سکھائے اور پھر آپ جبرائیل کے بتائے اور سکھائے ہوئے وقتوں، طریقوں، قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق نماز پڑھتے رہے اور امت کو بھی حکم دیا: ''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو''.

(بخاری، الاذان، باب الاذان للمسافرین ٦٣١)



نماز میں خشوع اور خضوع

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۞﴾ [المومنون: ۱، ۲].

''بیشک مومن کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں''.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح (دل لگا کر) کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے'' [بخاری: الإیمان، باب: سوال جبریل النبی عن الإیمان: ۵۰، مسلم: ۸].

جب انسان نماز میں یہ تصور کرے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور تعظیم پیدا ہوگی، وہ اپنی نماز خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرے گا. نماز میں بے جا حرکات وسکنات نہیں کرے گا، بے ادبی اور بدتہذیبی کے ساتھ نماز ادا نہیں کرے گا، نماز سکون اور اطمینان کا نام ہے.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پس جس نے اچھا وضو کیا ان کو خشوع کے ساتھ پڑھا اور ان کا رکوع پورا کیا تو اس نمازی کے لیے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جو ایسا نہ کرے اللہ کا کوئی عہد نہیں چاہے بخش دے چاہے عذاب دے''.

[أبو داود: الصلاة، باب: المحافظة علی وقت الصلوٰت: ۴۲۵، امام ابن حبان نے صحیح کہا].

جو شخص نماز میں یہ تصور کرے کہ وہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا ہے تو وہ پوری دلجمعی اور حضور قلب کے ساتھ نماز ادا کرے گا. یہ ممکن ہی نہیں کہ اس کا جسم متحرک رہے، کبھی ایک پیر پر زور دے کبھی دوسرے پیر پر، کبھی داڑھی سے کھیلنا شروع کرے اور کبھی بغیر ضرورت کھجلی کرتا رہے، کبھی

قمیص کی سلوٹیں دور کرے اور کبھی سر کے رومال کو ہلاتا رہے.

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾.

''اور اللہ کے سامنے (نماز میں) ادب سے کھڑے رہو'' [البقرة: ٢٣٨].

بلاضرورت حرکت کرنا ادب اور تعظیم کے منافی ہے.

رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ نمازی کے سامنے کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو اس کی توجہ نماز سے ہٹا دے اور اس طرح اس کے حضور قلب میں فرق آئے.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش ونگار تھے، پھر فرمایا: ''میری اس چادر کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس کی چادر میرے پاس لے آؤ، اس (چادر کی دھاریوں) نے مجھے نماز میں خشوع سے غافل کردیا'' [بخاري: الصلاة، باب: إذا صلى في ثوب له اعلام: ٣٧٣، مسلم: المساجد، باب: كراهة الصلاة في ثوب له اعلام: ٥٥٦].

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک پردہ لٹکا رکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پردہ ہٹا دو، اس کی تصویریں نماز میں میرے سامنے آتی ہیں''.

[بخاري: الصلاة، باب: ان صلى في ثوب مصلب أو تصاوير: ٣٧٤].

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ نماز میں کمال حضور اور خضوع لازمی ہے اور جو چیز آدمی کو نماز میں اپنی طرف متوجہ کرے اس کو دور کر دینا چاہیے، مگر افسوس آج مسجدوں میں موبائل کی موسیقی والی آوازیں گونجتی ہیں حتیٰ کہ خانۂ کعبہ بھی اس موسیقی سے محفوظ نہیں رہا اس طرح یہ لوگ اپنی اور دوسرے لوگوں کی بھی نمازوں کے خشوع اور خضوع کو خراب کرتے ہیں. علاوہ ازیں مسجدوں کے محراب اور دیواروں کو آراستہ کیا جاتا ہے، ان پر نقش ونگار بنائے جاتے ہیں، مسجد کی قالین اور جائے نماز پر نقش ونگار بنائے جاتے ہیں، حالانکہ مساجد سادگی کا نمونہ ہونی چاہئیں تا کہ نماز میں سکون اور اطمینان ہو اور پوری توجہ کے ساتھ ایک مسلمان نماز ادا کر سکے.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مسجدوں کو مزین کروں''. ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: البتہ تم بھی مساجد کی زینت کرو گے جیسے ان کو یہود ونصاریٰ نے مزین کیا
[أبو داود: الصلاة، باب: في بناء المسجد: ٤٤٨، ابن حبان نے صحیح کہا].

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مسجدوں پر فخر کریں گے'' [أبو داود: ٤٤٩، ابن خزیمہ: ۳/۲۸۱(۱۳۲۲) نے صحیح کہا].

نماز پڑھتے ہوئے نگاہیں نیچی ہونی چاہئیں، یہ بات نماز میں اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے ہونے کے خلاف ہے کہ نمازی نظروں کو اونچا کرے یا اِدھر اُدھر دیکھے.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا بندے کی نماز میں شیطان کا حصہ ہے'' [بخاري: الأذان، باب: الالتفات في الصلاة: ٧٥١].

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ نماز میں اپنی نگاہیں اوپر اٹھاتے ہیں''. آپ نے سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگ ایسا کرنے سے باز آجائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی'' [بخاري: ٧٥٠].

نماز میں توجہ اور حضور قلب برقرار رکھنا اتنا ضروری ہے کہ آپ نے نیند کی شدید طلب کی موجودگی میں نفل نماز پڑھنے سے منع فرمایا. عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز میں اونگھے اسے چاہیے کہ لیٹ جائے یہاں تک کہ اس کی نیند پوری ہو جائے، جو کوئی نیند میں نماز پڑھے گا تو اس کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ سے معافی مانگ رہا ہے یا اپنے آپ کو بددعا دے رہا ہے'' [بخاري: الوضوء، باب: الوضوء من النوم: ٢١٢، مسلم: صلاة المسافرين، باب: أمر من نفس في صلاته: ٧٨٦].

اسی طرح اگر بھوک لگی ہو اور کھانا بھی موجود ہو تو نماز میں کھانے کا خیال آسکتا ہے، جس کی وجہ

سے دلجمعی کے ساتھ نماز ادا کرنا مشکل ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کھانا کھانے کا حکم دیا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے سامنے شام کا کھانا رکھا جائے اور اُدھر نماز کے لیے جماعت بھی کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور نماز کے لیے جلدی نہ کرو یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو جاؤ. ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے کھانا لایا جاتا اور جماعت بھی کھڑی ہو جاتی تو وہ نماز کے لیے نہیں جاتے تھے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو جاتے، حالانکہ وہ امام کی قراءت کی آواز بھی سن رہے ہوتے تھے''.

[بخاری: الأذان، باب: إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة: ٦٧٣، مسلم: ٥٥٩].

نماز میں دلجمعی ہی کی خاطر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پاخانہ یا پیشاب کی اگر حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت حاصل کرو.

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب کھانا موجود ہو یا پاخانہ و پیشاب کی حاجت ہو تو نماز نہیں ہوتی'' [مسلم: المساجد، باب: كراهية الصلاة بحضرة الطعام: ٥٦٠].

بول و براز کے دباؤ کی حالت میں اگر نماز پڑھے گا تو نماز میں چین، خضوع اور اطمینان حاصل نہ ہوگا اس لیے نبی رحمت ﷺ نے ان سے فراغت حاصل کرنے کو مقدم فرمایا.

رسول اللہ ﷺ کی نماز میں خشیت الٰہی کا یوں مظاہرہ ہوتا تھا کہ ''آپ نماز پڑھتے تو آپ کے رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے چکی کے چلنے کی سی آواز آتی تھی''.

[أبو داود: الصلاة، باب: البكاء في الصلاة: ٩٠٤، نسائی: ٣/١٣ - ١٢١٤].

ہمیں بھی نماز میں یہ تصور دل و دماغ میں بٹھانا چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہیں، ظاہری اور باطنی طور پر اللہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور اگر شیطان ہمیں ہماری نماز سے غافل کرنا چاہے تو أَعُوْذُ بِاللّٰهِ کہہ کر بائیں جانب تین بار تھتکار کر شیطان کو بھگانا چاہیے.

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول!

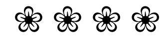
شیطان میری نماز اور میری قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور قراءت میں التباس پیدا کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تجھے اس کا خیال آئے تو أَعُوْذُ بِـاللّٰهِ کے کلمات پڑھو اور بائیں جانب تین بار تھتکارو'' عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے (شیطان کو) مجھ سے دور کر دیا.

[مسلم: السلام، باب: التعوذ من شيطان الوسوسة في الصلاة: ٢٢٠٣].

ہمیں نماز بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ پڑھنی چاہیے. بعض نمازی رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھوں کو کندھوں تک بلند نہیں کرتے صرف ہاتھ یا انگلیوں کو ذرا سی حرکت دینا ہی کافی سمجھتے ہیں، بعض نماز کی حالت میں کبھی آستینیں اتارتے ہیں اور کبھی اس حالت میں نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی آستینیں اوپر چڑھی ہوئی ہوتی ہیں، غرض نماز میں لا ابالیت اور بے ادبی کا مکمل مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں اور یہی لوگ دنیوی حکمرانوں کے سامنے جب کھڑے ہوتے ہیں تو بڑے ادب اور احترام سے کھڑے ہوتے ہیں. کیا اللہ تعالیٰ کے دربار میں بے ادبی جائز ہو سکتی ہے؟!

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھانے کے بعد فرمایا: ''اے فلاں! تم اپنی نماز حسن و خوبی کے ساتھ کیوں ادا نہیں کرتے؟ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اس بات کو کیوں مد نظر نہیں رکھتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ حالانکہ نمازی اپنے فائدہ کے لیے نماز پڑھتا ہے، اور اللہ کی قسم! میں جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں''

[مسلم: الصلاة، باب: الأمر بتحسين الصلاة وإتمامها والخشوع فيها: ٤٢٣].



اوقات نماز

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَّوْقُوْتاً﴾.

''بیشک مومنوں پرنماز اس کے مقررہ اوقات پر فرض کی گئی ہے'' (النساء: ۱۰۳).

نماز پنجگانہ کے اوقات:

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات پوچھے آپ نے فرمایا: ''ان دو دنوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ۔''

جب سورج کا زوال ہوا تو آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ظہر کی اذان کہنے کا حکم دیا..... عصر کی نماز کا حکم دیا جب سورج بلند' سفید اور صاف تھا' مغرب کی نماز کا حکم دیا جب سورج غروب ہوا۔ عشاء کی نماز کا حکم دیا جب سرخی غائب ہوئی اور فجر کی نماز کا حکم دیا جب فجر طلوع ہوئی۔ (یعنی پانچوں نمازوں کو ان کے اول وقتوں میں پڑھایا) دوسرے دن بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ظہر کی نماز اچھی طرح ٹھنڈی (کر) اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ سورج بلند تھا۔ اور اس (اول) وقت سے تاخیر کی جو اس کے لئے (پہلے دن) تھا۔ مغرب کی نماز شفق (سورج کی سرخی) غائب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزرنے پر پڑھی۔ فجر کی نماز (صبح) روشن کرکے پڑھی (یعنی نمازوں کو ان کے آخری اوقات میں پڑھایا) اور فرمایا: ''تمہاری نماز کے اوقات ان دو وقتوں کے درمیان ہیں جس کو تم نے دیکھا'' (مسلم' المساجد' باب اوقات الصلوات الخمس ۶۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر نہ ہو جائے۔ (یعنی عصر کے وقت تک) اور نماز عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب زرد نہ ہو جائے۔ نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو جائے۔ نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک

ہے۔ اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو''

(مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس، ٦١٢)

نماز فجر اندھیرے میں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھتے تھے، عورتیں (مسجد سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر) اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں'' (بخاری، الاذان باب انتظار الناس قیام الامام العالم، ٨٦٧ ومسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالصبح فی اول وقتها، ٦٤٥)

معلوم ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں اول وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اگرچہ نماز کا وقت صبح صادق سے سورج طلوع ہونے تک ہے۔ لیکن اول وقت پڑھنا افضل ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی''.

(بیهقی ١/٤٣٥ مستدرك حاكم ١/١٩٠ اس کو حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز اول وقت ادا کرتے تھے۔ البتہ بعض مواقع پر (شرعی عذر کی بنا پر) نماز تاخیر سے بھی ادا کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اول وقت نماز پڑھنا افضل عمل ہے''.

(ترمذی، الصلاۃ باب: ما جاء فی الوقت الأول من الفضل: ١٧٠)

گرم اور سرد موسموں میں نماز ظہر کے اوقات:

ایک مرتبہ گرمی میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو آپ نے فرمایا: ''ٹھنڈا ہو جانے دو (ٹھہر جاؤ۔) گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے، گرمی کی شدت میں اس وقت تک ٹھہرو کہ ٹیلوں کے سائے نظر آنے لگیں'' (بخاری مواقیت الصلاۃ، باب الابراد بالظهر فی السفر، ٥٣٩،

مسلم: ٦١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب گرمی سخت ہوتو نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو'' (بخاری، مواقیت الصلوۃ، باب الابراد بالظھر فی شدۃ الحر، حدیث ٥٣٣، و مسلم، المساجد، باب استحباب الابراد بالظھر فی شدۃ الحر .... حدیث ٦١٥)

ٹھنڈے وقت کا یہ مطلب نہیں کہ عصر کی نماز کے وقت پڑھو بلکہ مراد یہ ہے کہ شدت کی گرمی میں سورج ڈھلتے ہی فوراً نہ پڑھو بلکہ تھوڑی دیر کرلو۔ یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے نظر آنے لگیں.

نماز جمعہ کا وقت:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔(بخاری،الجمعۃ باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس حدیث ٩٠٤)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا کھاتے اور دوپہر کا آرام (قیلولہ) کرتے۔(بخاری، الجمعۃ، باب قول اللہ تعالی ﴿فاذا قضیت الصلوۃ...﴾ ٩٣٩ ومسلم، الجمعۃ، باب صلوۃ الجمعۃ حین تزول الشمس، ٨٥٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ جمعہ کی نماز سردیوں میں جلد پڑھتے اور سخت گرمی میں دیر کرتے۔(بخاری، الجمعۃ، باب اذا اشتدّ الحر یوم الجمعۃ، حدیث ٩٠٦)

نماز عصر کا وقت:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھتے تھے اور آفتاب بلند (زردی کے بغیر روشن) ہوتا تھا اگر کوئی شخص نماز عصر کے بعد مدینہ شہر سے ''عوالی'' (مدینہ کی نواحی بستیاں) جاتا تو جب اس کے پاس پہنچتا تو سورج ابھی بلند ہوتا۔ بعض عوالی، مدینہ سے چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہیں۔(بخاری،مواقیت الصلاۃ باب وقت العصر، ٥٥٠۔ ومسلم، المساجد،باب

استحباب التبکیر بالعصر ٦٢١)

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی نمازعصر یہ ہے کہ وہ بیٹھا آفتاب (کے زرد ہونے) کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے۔تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کو نہیں یاد کرتا مگر تھوڑا'' (مسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر، ٦٢٢)

نمازمغرب کا وقت:

سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آفتاب غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔(بخاری، مواقیت الصلوۃ، باب وقت المغرب، ٥٦١)

نمازعشاء کا وقت:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازعشاء کے لئے انتظار کرتے رہے۔ جب تہائی رات گزرگئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا: ''اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں اس وقت عشاء کی نماز پڑھاتا'' پھرمؤذن نے تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔(مسلم، المساجد، باب وقت العشاء و تاخیر ھا، حدیث ٦٣٩)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازعشاء سے پہلے سونا اور نمازعشاء کے بعد گفتگو کرنا ناپسند کرتے تھے۔

(بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء حدیث ٥٦٨)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء میں کبھی تاخیر فرماتے اور کبھی اول وقت پڑھتے جب لوگ اول وقت جمع ہوتے تو جلد پڑھتے اور اگر لوگ دیر سے آتے تو آپ دیر کرتے۔(مسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالصبح فی اول وقتھا- ٦٤٦)

ائمہ مساجد کو نماز اول وقت پڑھانی چاہئے:

ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا۔جس

وقت تجھ پر ایسے امام (حاکم) ہوں گے جو نماز میں دیر کریں گے یا اس کے وقت سے قضا کریں گے؟'' میں نے کہا کہ آپ مجھے اس حال میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے وقت پر پڑھ پھر اگر تو اس نماز (کی جماعت) کو ان کے ساتھ پالے تو (ان کے ساتھ) دوبارہ نماز پڑھ لے تحقیق یہ نماز تیرے لئے نفل ہوگی''.

(مسلم، المساجد، باب کراھة تاخیر الصلوة عن وقتها المختار، ٦٤٨)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تحقیق تم پر میرے بعد ایسے امام ہوں گے جن کو بعض چیزیں وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھیں گی۔ یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہے گا۔ پس نماز وقت پر پڑھو (اگر چہ تنہا پڑھنی پڑے)'' ایک شخص بولا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان کے ساتھ بھی نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ''ہاں! اگر تم چاہو''.(ابو داود، الصلاة، باب اذا اخر الامام الصلاة عن الوقت، حدیث ٤٣٣)

نماز کے ممنوعہ اوقات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح (کی نماز) کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتی کہ سورج خوب ظاہر ہو جائے اور (نماز) عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتی کہ سورج اچھی طرح غائب ہو جائے.(بخاری مواقیت الصلاة، باب الصلاة المسافرین بعد الفجر حتی ترتفع الشمس ٥٨١ مسلم، صلوة، باب الاوقات التی نهی عن الصلاة فیها: ٨٢٦)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین وقتوں میں نماز پڑھنے اور میت دفن کرنے سے منع فرمایا: ''١- جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے. ٢- عین دوپہر کے وقت.٣- جب سورج غروب ہو رہا ہو یہاں تک کہ پوری طرح غروب ہو جائے'' [مسلم: ٨٣١].

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''سورج کے نکلتے وقت اور

غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھ کیوں کہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے“ (بخاری: ۵۸۲، مسلم: ۸۲۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عصر کے بعد نماز نہ پڑھو الاّ یہ کہ سورج بلند ہو“ (ابو داؤد، التطوع، باب من رخص فیھما اذا کانت الشمس مرتفعة، حدیث ۱۲۷۴، نسائی۔ حدیث ۵۷۳ اسے ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن حزم اور حافظ ابن حجر نے صحیح کہا)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عصر کے بعد نماز کی ممانعت مطلق نہیں ہے۔ کریب مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ”بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ (احکام دین سیکھنے کے لئے) آئے تھے انہوں نے (یعنی ان کے ساتھ میری مصروفیت نے) مجھے ظہر کے بعد کی دو سنتوں سے باز رکھا۔ پس یہ وہ دونوں تھیں۔ (جو میں نے عصر کے بعد پڑھی ہیں)“

(بخاری، السھو، باب اذا کلم وھو یصلی فاشار بیدہ واستمع، ۱۲۳۳، ومسلم: صلاۃ المسافرین: ۸۳٤)

امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تحیۃ المسجد یا تحیۃ الوضو کی ادائیگی فجر اور عصر کی نماز کے بعد بھی جائز قرار دیتے ہیں.

امام قدامہ رحمہ اللہ نے عصر کے بعد سنتوں کی قضا کے جواز پر یہ دلیل بھی دی ہے کہ عصر کے بعد کی ممانعت خفیف (ہلکی) ہے۔ جبکہ ابن حزم نے ۲۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن میں خلفاء اربعہ اور کبار صحابہ شامل ہیں) سے عصر کے بعد ۲ رکعت پڑھنا ذکر کیا ہے۔

فجر کے بعد ممانعت کا آغاز طلوع فجر سے ہوتا ہے۔ جب فجر طلوع ہوگئی تو فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی نوافل ممنوع ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام یسار بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے طلوع فجر کے بعد (نفل) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے یسار! ہم اس طرح (نفل) نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ

ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ ''جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو یہ بات بتا دیں کہ طلوع فجر کے بعد دو رکعت (سنتوں) کے علاوہ کوئی نماز نہ پڑھو'' (أبو داود: التطوع: ١٢٧٨).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے طلوع آفتاب (کے آغاز) سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھ لی وہ اپنی نماز پوری کرے۔ اور جس نے غروب آفتاب (کے آغاز) سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پڑھ لی وہ اپنی نماز پوری کرے' اس نے فجر اور عصر کی نماز پالی''

(بخاری، مواقیت الصلاۃ باب من ادرک من الفجر رکعۃ' ٥٧٩ ومسلم' المساجد' باب من ادرک رکعۃ من الصلاۃ فقد ادرک تلک الصلاۃ' ٦٠٨)

یہ رعایت اس شخص کے لئے ہے جو کسی شرعی عذر کی وجہ سے لیٹ ہو گیا ورنہ محض سستی کی بنا پر نماز کو اس قدر لیٹ کرنا سراسر منافقت ہے۔(ع'ر)

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد مناف کے بیٹو! رات ہو یا دن جس وقت بھی کوئی شخص اس گھر کا طواف کرنا چاہے اور نماز ادا کرنا چاہے اسے مت روکو'' (ترمذی: الحج، باب: ما جاء فی الصلاۃ بعد العصر وبعد الصبح لمن یطوف: ٨٦٨).

معلوم ہوا فجر اور عصر کی نماز کے بعد ممنوعہ اوقات میں بھی طواف اور اس کے بعد کی دو رکعات ادا کی جا سکتی ہیں.

فوت شدہ نمازیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس وقت اسے یاد آئے اس نماز کو پڑھ لے''.

(بخاری' مواقیت الصلاۃ' باب من نسی صلاۃ فلیصل اذا ذکرھا' ٥٩٧۔ مسلم' المساجد' باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائھا۔ حدیث ٦٨٤)

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جمہور علماء صبح کی اور عصر کی نماز کے بعد فوت شدہ

فرض نماز کی ادائیگی جائز سمجھتے ہیں اور فجر اور عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا منع سمجھتے ہیں.

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے اور اس کا وقت گزر جائے تو جس وقت یاد آئے وہ اسی وقت پوری نماز پڑھ لے اور اسی طرح اگر کوئی شخص سو جائے یا صبح آنکھ ہی ایسے وقت کھلے کہ سورج طلوع ہو چکا ہو تو جاگنے والے کو اسی وقت پوری نماز پڑھ لینی چاہئے اور اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے۔

قضائے عمر والے مسئلے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لہذا یہ بدعت ہے۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں فرمایا: ''آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا؟ ایسا نہ ہو کہ ہم فجر کی نماز کو نہ جاگیں'' بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خیال رکھوں گا پھر انہوں نے مشرق کی طرف منہ کیا اور (کچھ دیر بعد) بلال رضی اللہ عنہ بھی غافل ہو کر سو رہے۔ جب آفتاب گرم ہوا تو جاگے اور کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بھی جاگے۔ آپ نے فرمایا: ''اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلو کیونکہ یہ شیطان کی جگہ ہے'' پھر (نئی جگہ پہنچ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اذان دینے کا حکم دیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں باقی لوگوں نے بھی دو سنتیں پڑھیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی اور فرمایا: ''جو شخص نماز بھول جائے اسے جب یاد آئے تو نماز پڑھ لے'' (بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب الاذان بعد ذهاب الوقت، ٥٩٥ و مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاۃ الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ٦٨٠).

قارئین کرام! اصل حقیقت آپ نے جان لی کہ سورج طلوع ہو کر گرم ہو چکا تھا تب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی مگر قوالوں نے ایک اور ہی قصہ گھڑ لیا:

بلال نے جب تک اذان فجر نہ دی — قدرت خدا کی دیکھئے نہ مطلق سحر ہوئی

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ قصہ من گھڑت ہے۔

(نوٹ) صبح کی سنتیں پڑھنے کا ذکر صحیح مسلم میں ہے۔

نبی رحمت ﷺ کے فعل سے بالکل واضح ہے کہ نیند سے بیدار ہونے پر فورا نماز ادا کی جائے۔ لہذا قضا نماز کی ادائیگی کے لیے اس کے بعد والی نماز کے وقت کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ایسے شخص کو صرف توبہ واستغفار اور نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

جہاں دن یا رات بہت طویل ہو وہاں نماز کے اوقات:

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال چالیس دن زمین پر رہے گا اس کا ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن مہینہ کے برابر ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہونگے''. صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا تو کیا اس دن ایک دن کی نماز ادا کرنی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم اندازے سے نمازیں ادا کرنا'' (مسلم: الفتن، باب: ذکر الدجال وصفته: ۲۹۳۷).

معلوم ہوا کہ جن مقامات پر لمبی مدت تک کبھی لگاتار دن اور کبھی لگاتار رات ہی رہتی ہے نیز ۲۴ گھنٹے میں وہاں زوال اور غروب کا کوئی نظام نہ ہو انہیں پانچ وقت کی نمازیں اندازہ سے ادا کرنا ہونگی.

نمازیں مجبوراً فوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں؟

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوہ خندق کے دن عمر رضی اللہ عنہ غروب آفتاب کے بعد قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول میں نے نماز عصر ادا نہیں کی حتی کہ سورج غروب ہو چکا ہے. آپ ﷺ نے فرمایا: ''واللہ میں نے بھی نماز عصر ادا نہیں کی''. پھر ہم سب مقام بطحان میں آئے، ہم نے وضو کیا اور غروب آفتاب کے بعد پہلے نماز عصر پڑھی پھر نماز مغرب ادا کی. (بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب: من صلی بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت: ۵۹۶، مسلم: ۶۳۱).

معلوم ہوا کہ نمازوں کی ترتیب قائم رکھنی چاہیے.

نمازی کا لباس

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے ننگے ہوں'' (بخاری، الصلاۃ، باب اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ، ۳۵۹، مسلم، الصلاۃ، باب الصلاۃ فی ثوب واحد و صفۃ لبسہ، حدیث ۵۱۶)

معلوم ہوا کہ جو لوگ احرام کی حالت میں حج یا عمرہ کے موقع پر کندھے کھول کر فرض نماز ادا کرتے ہیں جبکہ وہ کندھوں کو ڈھانکنے پر قادر بھی ہیں تو ان کی نماز درست نہیں ہوگی.

اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لیے نماز کے دوران سر ڈھانپنا واجب نہیں وگرنہ آپ کندھوں کے ساتھ سر کا ذکر بھی فرماتے، سر ڈھانپنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے لوگوں کو اس کی ترغیب تو دی جا سکتی ہے مگر نہ ڈھانپنے پر ملامت نہیں کرنی چاہیے۔ (ع، ر)

رسول اللہ ﷺ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''اگر نماز پڑھتے ہوئے ایک ہی کپڑا ہو اور وہ کشادہ ہو تو التحاف کرو یعنی جسم پر لپیٹ کر کندھے ڈھکو اور اگر تنگ ہو تو صرف تہہ بند بناؤ''.

(بخاری: ۳۶۱، مسلم: ۳۰۱۰، ۵۱۸).

جرھد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ میرے پاس سے گزرے اور میری ران ننگی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''ران کو ڈھکو بیشک ران شرم گاہ ہے''.

[ترمذی الأدب، باب: ما جاء أن الفخذ عورة: ۲۷۹۵].

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا (آپ نے) اس کی دونوں طرفیں اپنے کندھوں پر رکھی ہوئی تھیں۔ (بخاری، الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ ۳۵۴، ومسلم، الصلاۃ، باب الصلوۃ فی ثوب واحد و صفۃ لبسہ ۵۱۷)

سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور وہ اپنے تہبندوں کو چھوٹے ہونے کے سبب اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں اس وقت تک تم اپنے سر سجدے سے نہ اٹھانا۔(بخاری، الصلاۃ، باب اذا کان الثوب ضیقا۔ ۳۶۲، مسلم: ۴۴۱)

محمد بن المنکدر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی چادر (ایک طرف) رکھی ہوئی تھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے کہا؟ اے ابوعبداللہ! آپ کی چادر پڑی رہتی ہے اور آپ نماز پڑھ لیتے ہیں؟۔تو انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا تھا تو میں نے یہ چاہا کہ (ایسا ہی کروں تاکہ) تمہارے جیسے جاہل مجھے (اس طرح نماز پڑھتے ہوئے) دیکھ لیں۔

(بخاری، الصلاۃ، باب الصلاۃ بغیر رداء، حدیث ۳۷۰، مسلم: الزھد، باب: حدیث جابر طویل: ۳۰۰۸)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟“ پھر اس شخص نے (مسلمانوں کی غربت کے زمانے کے خاتمے کے بعد) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہی مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب اللہ نے تمہیں وسعت دی تو تم بھی وسعت کرو (یعنی نماز میں ایک سے زیادہ کپڑے پہنو)“ (بخاری: ۳۶۵، مسلم: ۵۱۵).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عورتیں نماز فجر ادا کرتیں تو وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوا کرتی تھیں۔(بخاری، الصلاۃ، باب فی کم تصلی المراۃ فی الثیاب؟ ۳۷۲ ومسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالصبح فی اول وقتها، ۶۴۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر

قبول نہیں ہوتی'' (ابو داؤد ' الصلاۃ' باب المراۃ تصلی بغیر خمار ' ٦٤١ ـ اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ عورت سراپا پردہ ہے اگر وہ پنڈلی، بازو یا سر کھول کر نماز پڑھے گی تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی.

رسول اللہ ﷺ کبھی نماز میں ننگے پاؤں کھڑے ہوتے اور کبھی آپ نے جوتا پہن رکھا ہوتا تھا۔ (ابو داؤد: الصلاۃ، باب: الصلاۃ فی النعل: ٦٥٣، وابن ماجہ: إقامۃ الصلوۃ، باب: الصلاۃ فی النعال: ١٠٣٨، طحاوی نے اسے متواتر کہا)

اس وقت مسجدوں کے فرش کچے ہوتے تھے اور جوتوں کے تلوے بھی ہموار ہوتے تھے جو زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتے تھے آج مسجدوں میں صفیں' دریاں یا قالین بچھ گئے ہیں۔ اور جوتوں کے تلووں میں بسا اوقات گندگی پھنس جاتی ہے جو زمین پر رگڑنے سے نہیں نکلتی لہذا آج اگر کوئی شخص جوتے پہن کر نماز ادا کرنا چاہے تو اسے طہارت کا مکمل اہتمام کرنا چاہیے ورنہ جوتے اتار کر نماز پڑھے (ع'ر)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں کی مخالفت کرو وہ جوتے اور موزے پہن کر نماز ادا نہیں کرتے'' (ابو داود: ٦٥٢، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو جماعت کروا رہے تھے کہ آپ نے اپنے جوتوں کو اتارا اور بائیں جانب رکھ دیا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''بیشک میرے پاس جبریل آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے جوتوں میں گندگی لگی ہے؛ لہذا جب تم مسجد میں آؤ تو جوتوں کو اچھی طرح (غور سے) دیکھ لو' اگر ان میں نجاست نظر آئے تو ان کو زمین پر اچھی طرح رگڑ و پھر ان میں نماز ادا کرو''.

(ابو داؤد' الصلاۃ' باب الصلاۃ فی النعل' ٦٥٠ اسے حاکم' ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ جس نے نادانستہ طور پر جسم یا کپڑوں کی نجاست کے ساتھ نماز ادا کر لی اور اسے

اس کا علم نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہوا تو اس کی نماز صحیح ہے.

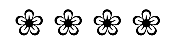
نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں۔ ''جب تم نماز ادا کرو تو جوتوں کو دائیں یا بائیں نہ رکھو بلکہ قدموں کے درمیان رکھو۔ کیونکہ تمہارا بایاں دوسرے نمازی کا دایاں ہوگا۔ ہاں اگر بائیں جانب کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں جانب رکھ سکتے ہو''.

(ابو داؤد الصلاۃ، باب المصلی اذا خلع نعلیه این یضعها، ٦٥٤، ٦٥٥۔ اسے حاکم، ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اٹھے اور ان کے جوڑے کو کھول دیا۔ جب ابن حارث نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: میرے سر سے تمھیں کیا سروکار تھا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بے شک اس طرح کے آدمی کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو مشکیں بندھی ہوئے حالت میں نماز ادا کرے'' (مسلم، الصلاۃ، باب اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر ٤٩٢)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور بال اور کپڑے کے سمیٹنے سے منع کیا گیا۔

(مسلم، الصلوۃ، باب اعضاء السجود و النهی عن کف الشعر والثوب: ٤٩٠)



اذان و اقامت

اذان کی ابتداء:

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو سوال پیدا ہوا کہ نماز کے اوقات کا اعلان کیسے کیا جائے؟ کچھ لوگوں نے یہ تجویز دی کہ نماز کے وقت بلند مقام پر آگ روشن کی جائے یا ناقوس بجایا جائے۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بعض صحابہ نے کہا آگ جلانا یا ناقوس بجانا یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ حکم دیے گئے کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور تکبیر (اقامت) کے کلمات ایک ایک بار کہیں سوائے ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ'' کے''.

(بخاری، الاذان، باب بدء الاذان، ٦٠٣ ومسلم، الصلاۃ باب الامر بشفع الاذان و ایتار الاقامۃ، ٣٧٨)

اذان کے جفت کلمات اور تکبیر کے طاق کلمات:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناقوس تیار کرنے کا حکم دیا تا کہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جا سکے. میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا جو ناقوس اٹھائے ہوئے تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچے گا. اس نے پوچھا کہ تم اس کا کیا کرو گے. میں نے کہا ہم نماز کے لیے لوگوں کو جمع کریں گے، اس نے کہا میں تجھے ایسی بات نہ سکھاؤں جو اس سے بہتر ہو، میں نے کہا کیوں نہیں! اس نے کہا یوں کہو:

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''.

''اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا

کوئی (سچا) معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ۔ نماز کی طرف آؤ۔ نجات کی طرف آؤ۔ نجات کی طرف آؤ۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''. پھر جب تکبیر کہنی ہو تو یوں کہو:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ".

میں صبح کو نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اپنا خواب سنایا، آپ نے فرمایا: ''تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو اور اس کو بتلاؤ جو تم نے دیکھا وہ بلند آواز والا ہے''. جب بلال نے اذان دی تو عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے مسجد آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے بھی خواب میں اس کی مانند دیکھا ہے. رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی.

(أبو داؤد، الصلاة، باب كيف الاذان، ٤٩٩ ـ ابن ماجه، الاذان، باب بدء الاذان ٧٠٦ اسے امام ابن حبان حدیث ٢٨٧ ترمذی اور نووی نے صحیح کہا).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیر کے کلمات ایک ایک بار تھے سوائے اس کے کہ مؤذن ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' دو بار کہتا تھا۔ (ابو داؤد، الصلاة، باب فی الاقامه، ٥١٠، ٥١١، نسائی ٦٦٨۔ دارمی ١/ ٢٧٠، حاکم ١/ ١٩٧، ١٩٨، ذہبی اور نووی نے اسے صحیح کہا)

دوہری اذان اور دوہری اقامت:

اذان میں شہادت کے چاروں کلمات پہلے دھیمی آواز سے کہنا اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہنا ترجیع کہلاتا ہے۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود مجھے

اذان سکھائی.آپ نے انہیں اذان کے انیس اوراقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔پس نبی اکرم ﷺ نے فرمایا(اذان اس طرح) کہو:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ".

پھر دوبارہ کہو:"اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ".

اوراقامت یوں کہو:"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ".

(مسلم، الصلاۃ، باب صفۃ الاذان، ۳۷۹۔ ابوداؤد، الصلاۃ، باب کیف الاذان، ۵۰۲).

مسلم کی روایت میں شروع میں اللہ اکبر دو دفعہ ہے جبکہ ابوداود کی روایت میں اللہ اکبر چار دفعہ ہے۔

یعنی دوہری اذان اور دوہری اقامت سکھائی مگر افسوس کہ بعض لوگ محض اپنے فقہی مسلک کی پیروی میں انتہائی بے انصافی سے کام لیتے ہوئے ایک ہی حدیث میں بیان شدہ دوہری اقامت پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں مگر دوہری اذان ہمیشہ چھوڑ دیتے ہیں (کبھی نہیں کہتے) حالانکہ اذان و اقامت کو دوہرا، یا اکہرا کہنا، دونوں طرح سنت سے ثابت ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جب تک مسلمان کسی مخصوص فقہ کے تقلیدی بندھنوں سے رہائی نہیں پاتا وہ اطاعت رسول ﷺ کا حق ادا نہیں کرسکتا لہذا بہتر یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں مختلف ائمہ کے دلائل کا موازنہ کرکے کوئی رائے قائم کی جائے۔ مانا کہ ایک طالب علم کے لئے ایسا کرنا مشکل ہے، مگر علماء کرام مقلد بن کر تصویر کا صرف ایک رخ لوگوں کو کیوں دکھاتے ہیں؟ ذرا سوچیں۔ (ع،ر)

فجر کی اذان میں اضافہ:

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان کی تعلیم دی اور فرمایا کہ: ''فجر کی اذان' میں ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاح'' کے بعد دوبار یہ کلمات زیادہ کہیں: ''الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' نماز نیند سے بہتر ہے''.

(ابو داؤد' الصلوة' باب كيف الاذان' ٥٠١ - نسائی ٦٣٣ اسے ابن خزیمہ' ابن حبان اور نووی نے صحیح کہا)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح کی اذان میں ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاح'' کے بعد (الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ) دو دفعہ کہنا سنت ہے۔(ابن خزيمه حديث ٣٨٦ بيهقى ٤٢٣/١ اسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فجر کی پہلی اذان میں'' الصلاة خير من النوم'' دو دفعہ کہا جائے۔(بيهقى ٤٢٣/١ اسے ابن حجر نے حسن کہا)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کے دن اپنے مؤذن سے کہا کہ (حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة) کی بجائے ''اَلصَّلٰوةُ فِى الرِّحَال'' یا ''صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ'' ''اپنے گھروں میں نماز ادا کرو'' کہو اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا' جمعہ اگرچہ فرض ہے مگر مجھے پسند نہیں کہ تم کیچڑ اور مٹی میں (مسجد) چلو۔(بخاری' الاذان' باب هل يصلى الامام بمن حضر؟ ٦٦٨ ومسلم' صلاة المسافرين' باب الصلوٰة فى الرحال فى المطر' ٦٩٩)

اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے کلمات میں ''الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہنا یا ''الصَّلٰوةُ فِى الرِّحَالِ'' کہنا اذان میں اضافہ نہیں ہے بلکہ عہد نبوت کی سنت ہے۔لہذا اسے اذان کے اندر من پسند اضافوں کی دلیل بنانا درست نہیں ہے۔(ع'ر)

اذان کے فضائل:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم بھیڑ بکریوں میں ہو یا دیہات میں تو نماز کے لیے اذان دو اور اپنی آواز بلند کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جنات'

انسان اور جو جو چیز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دے گی۔

(بخاری، الاذان، باب رفع الصوت بالنداء، ٦٠٩).

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤذن کے لئے ثواب ہے اس شخص کے ثواب کے برابر جس نے (اذان سن کر) نماز پڑھی'' (نسائی ٢/١٣، ٦٤٦، الأذان، باب: رفع الصوت بالأذان، اسے منذری نے جید کہا)

مفہوم یہ ہوا کہ مؤذن کی آواز سن کر جتنے آدمی مسجد میں آ کر نماز پڑھیں گے۔ ان سب کو اپنی اپنی نماز کا پورا ثواب تو ملے گا ہی مگر مؤذن تمام نمازیوں کے ثواب کے برابر مزید اجر پائے گا۔ کیونکہ اس نے ان کو نماز کی طرف بلایا تھا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں لمبی ہوں گی (یعنی اللہ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے وہ نمایاں ہوں گے)

(مسلم، الصلاۃ، باب فضل الاذان۔ ٣٨٧)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ فلاں فلاں بات یاد کر یہاں تک کہ آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی''.

(بخاری، الاذان، باب فضل التاذین، ٦٠٨۔ مسلم الصلاۃ، باب فضل الاذان و هرب الشیطان عند سماعه ٣٨٩)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا پروردگار بکریاں چرانے والے پر تعجب کرتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رہ کر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے'' اللہ تعالی فرماتا ہے: ''میرے بندے کو دیکھو جو نماز کے لئے اذان دیتا اور اقامت کہتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اس کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا''.

(ابو داؤد، صلاۃ السفر، باب الاذان فی السفر، ١٢٠٣۔ اسے ابن حبان نے صحیح کہا)

اذان کا جواب:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مؤذن کہے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' پس تم بھی کہو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' پھر جب مؤذن کہے ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' تم بھی کہو ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پھر جب مؤذن کہے ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' تم بھی کہو ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پھر جب مؤذن کہے ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' تو تم کہو ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' پھر جب موذن کہے ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' تو تم کہو ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' پھر جب موذن کہے۔ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' تو تم کہو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' پھر جب موذن کہے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' تو تم کہو ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ''. جو شخص اپنے صدق دل سے موذن کے کلمات کا جواب دے گا تو (جواب کی برکت سے) بہشت میں داخل ہو جائے گا۔

(مسلم، الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ۳۸۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کے جواب میں ''صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ'' کے الفاظ کی کوئی اصل نہیں۔ لہذا فجر کی اذان میں ''الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کے جواب میں بھی یہی کلمہ کہنا چاہیے یعنی ''الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ''۔

تکبیر کے دوران یا بعد میں ''اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا'' کہنے والی ابوداود کی روایت کو امام نووی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔ (المجموع) اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ضعیف کہا ہے.

اذان کے بعد کی دعائیں:

(۱) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم مؤذن (کی آواز) سنو تو تم مؤذن کو جواب دو اور جب اذان ختم ہو جائے تو پھر مجھ پر درود بھیجو پس جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے''.

(مسلم، الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول الموذن ـــ ۳۸۴)

پس سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ جب مؤذن اذان ختم کرے تو ایک بار درود شریف پڑھیں۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ".

یا الٰہی رحمت بھیج محمد ﷺ اور آل محمد پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا' بزرگی والا ہے۔ یا الٰہی برکت بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف کیا گیا' بزرگی والا ہے۔

(بخاری: أحاديث الانبياء: ٣٣٧٠، مسلم: ٤٠٦)

(۲) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص (اذان کا جواب دے اور پھر) اذان ختم ہونے پر یہ دعا پڑھے اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ".

"اس پوری پکار (اذان) کے اور (قیامت تک) قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا فرما اور انہیں مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے"۔

(بخاری' الاذان' باب الدعاء عند النداء' ٦١٤)

وسیلہ کی تشریح:

وسیلہ کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "تحقیق وسیلہ بہشت میں ایک درجہ ہے جو صرف ایک بندے کے لائق ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پس جس نے

(اذان کی دعا پڑھ کر) اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگا اس کے لئے (میری) شفاعت واجب ہوگئی'' (مسلم، الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول الموذن ۳۸۴)

نبی رحمت ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ وسیلہ بہشت میں ایک بلند وبالا درجے کا نام ہے۔

دعائے اذان میں اضافہ:

مسنون دعائے اذان میں بعض لوگوں نے چند الفاظ بڑھا رکھے ہیں اور وہ الفاظ مروجہ کتب نماز میں بھی موجود ہیں۔ دعائے مسنون کے جملہ (وَالْفَضِيْلَةَ) کے بعد (وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ) کی زیادتی کرتے ہیں اور آگے (وَعَدْتَّهُ) کے خالص دودھ میں (وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) کا پانی ملا رکھا ہے اور پھر اخیر میں مسنون دعا کے اندر (يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ) کی آمیزش ہے افسوس! کیا نبی ﷺ کی فرمودہ دعا میں یہ خامی رہ گئی تھی جو بعد کے لوگوں نے اپنے اضافے سے پوری کی ہے؟ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان پاک میں کمی یا بیشی کرنے کے تصور سے کانپ اٹھنا چاہیئے۔ نبی اکرم ﷺ نے رات کو باوضو ہو کر سونے سے پہلے پڑھنے کے لئے ایک دعا بتائی۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنائی تو (بِنَبِيِّكَ) کی جگہ (بِرَسُوْلِكَ) یعنی نبی کی جگہ رسول کہا۔ تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بتائے ہوئے لفظ نبی کو رسول سے مت بدلو بلکہ (بِنَبِيِّكَ) ہی کہو۔

(بخاری، الوضوء، باب فضل من بات علی الوضوء ۲۴۷، ومسلم، الذکر والدعاء، باب الدعا عند النوم ۲۷۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مسنون دعائیں اور ورد توقیفی (اللہ کی طرف سے) ہیں اور ان کی حیثیت عبادت کی ہے لہٰذا ان میں کمی بیشی جائز نہیں لہٰذا (کسی قرینہ یا دلیل کے بغیر) متکلم کے صیغے کو جمع کے صیغے سے بدلنا درست نہیں ہے اس کی بجائے بہتر یہ ہے کہ متکلم کا صیغہ ہی بولا جائے البتہ نیت میں یہ رکھا جائے کہ میں یہی دعا فلاں فلاں کے حق میں بھی کر رہا ہوں۔ نیز مسنون دعاؤں اور اوراد کے ہوتے ہوئے خود ساختہ عربی دعاؤں،

وظیفوں اور درودوں کا التزام کرنا درست نہیں ہے اور اگر ان کے کچھ الفاظ شرک‘ کفر یا بدعت پر مشتمل ہوں تو اس صورت میں ان کا پڑھنا قطعی طور پر حرام ہو جاتا ہے لیکن افسوس کہ جاہل لوگ روزانہ علی الصبح پابندی کے ساتھ درود تاج‘ درود لکھی اور درود ہزاری وغیرہ کی ’’تلاوت‘‘ کرتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین (ع‘ ر)

(۳) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص مؤذن (کی اذان) سن کر یہ دعا پڑھے تو اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔ دعا یہ ہے:

’’اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا‘‘.

’’میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں‘‘.

(مسلم‘ الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول الموذن۔۔۔ حدیث ۳۸۶)

اذان اور اقامت کے مسائل:

☆ ہر نماز کے وقت اذان دینی چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **’’جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے کوئی ایک اذان کہے۔ اور تم میں سے بڑا امامت کرائے‘‘** (بخاری‘ الاذان‘ باب من قال: لیؤذن فی السفر موذن واحد‘ ۶۲۸، مسلم‘ المساجد‘ باب من احق بالامامۃ‘ ۶۷۴)

☆ **بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالتے تھے۔**

(بخاری تعلیقا‘ الاذان ‘ باب ھل یتتبع الموذن فاہ ھھنا وھھنا‘ ترمذی‘ الصلاۃ‘ باب ماجاء فی ادخال الاصبع فی الاذن عند الاذان‘ ۱۹۷)

☆ **بلال رضی اللہ عنہ** حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ **کہتے ہوئے منہ دائیں جانب پھیرتے تھے اور** حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ **کہتے وقت بائیں طرف۔** (بخاری‘ الاذان‘ باب ھل یتتبع الموذن فاہ ھھنا و ھھنا

٦٣٤ و مسلم، الصلاة باب سترة المصلی، ٥٠٣)

☆ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی قوم کا امام مقرر کیا اور فرمایا: ''مؤذن وہ مقرر کر جو اپنی اذان پر مزدوری نہ لے''۔

(ابو داؤد، الصلاۃ، باب اخذ الاجر علی التاذین، ٥٣١۔ ترمذی، الصلاۃ باب ماجاء فی کراھیة ان یاخذ المؤذن علی الاذان اجرا ٢٠٩۔ اسے حاکم ١/ ١٩٩، ٢٠١ اورذہبی نے صحیح کہا)

☆ مؤذن وہ مقرر کرنا چاہئے جو بلند آواز والا ہو۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''بلال کو اذان سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہے''۔

(أبو داود: ٤٩٩، ترمذی: ١٨٩).

☆ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسجد کے قریب تمام گھروں سے میرا مکان اونچا تھا اور بلال اس (مکان) پر (کھڑے ہوکر) فجر کی اذان دیتے تھے۔

(ابو داود، الصلاۃ، باب الاذان فوق المنارۃ، ٥١٩ ابن حجر نے حسن کہا)

☆ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا: ''جیسے مؤذن کہتا ہے تو بھی اسی طرح جواب دے پھر جب تو جواب سے فارغ ہو جائے تو (دعا) مانگ! تو دیا جائے گا۔

(ابو داؤد، الصلاۃ، باب مایقول اذا سمع المؤذن، ٥٢٤، اسے امام ابن حبان: ٢٩٥ نے صحیح کہا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان اور تکبیر کے درمیان اللہ تعالی دعا رد نہیں فرماتا''۔

(ابو داود: الصلاۃ، باب: ما جاء فی الدعاء بین الأذان والإقامة: ٥٢١، ترمذی: ٣١٢ نے حسن کہا)

☆ بیماریوں اور وباء کے موقع پر لوگ گھر گھر اذانیں دیتے ہیں یہ سنت سے ثابت نہیں۔ کیونکہ اس سلسلے میں پیش کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں۔

☆ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ سوائے اذان فجر کے کسی اور اذان میں نہیں

کہنے چاہئیں۔

☆ اقامت، اذان کے فورا بعد نہیں ہونی چاہئے کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ ''اذان اور تکبیر کے درمیان نفل نماز ہے. آپ نے تین بار یہ کلمات کہے پھر فرمایا: جس کا دل چاہے (نماز پڑھے)'' (بخاری الاذان' باب کم بین الاذان والاقامة و من ینتظر الاقامة؟ حدیث ٦٢٤ و مسلم' صلوۃ المسافرین' باب بین کل اذانین صلاۃ' حدیث ٨٣٨)

☆ صبح صادق سے کچھ دیر پہلے بھی ایک اذان ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کو اذان دیتے ہیں تا کہ تہجد پڑھنے والا لوٹ آئے اور سونے والا خبردار ہو جائے۔(بخاری' الاذان'باب الاذان قبل الفجر' ٦٢١ ومسلم: الصیام، باب: بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر ١٠٩٣)

اس اذان اور نماز فجر کی اذان میں اتنا وقفہ نہیں ہوتا تھا جتنا کہ آج کل کیا جاتا ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دونوں موذنوں کے درمیان صرف اس قدر وقفہ ہوتا تھا کہ ایک اذان دے کر اترتا اور دوسرا اذان کے لیے چڑھ جاتا۔(مسلم' ١٠٩٢)

☆ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی'' (مسلم' صلاۃ المسافرین' باب کراھیة الشروع فی نافلة بعد شروع الموذن' ٧١٠)

اگر کوئی جماعت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سنتیں پڑھے گا تو پھر ''نیکی برباد گناہ لازم'' والا محاورہ پورا ہو جائے گا۔لہذا نمازیوں کو چاہئے کہ اگر وہ تشہد کے قریب نہ پہنچے ہوئے ہوں تو فوراً سنتیں توڑ کر جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیں ہاں اگر کوئی شخص یہی نماز اس سے پہلے جماعت کے ساتھ ادا کر چکا ہو تو پھر وہ سنتیں جاری رکھ سکتا ہے واللہ اعلم۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اقامت کہی جائے تو صف میں شامل ہونے کے لیے نہ بھاگو بلکہ وقار کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ جو نماز تم (امام کے ساتھ) پا لو وہ پڑھ لو اور جو

رہ جائے اسے بعد میں پورا کرو‘‘ (بخاری، الاذان، باب لا یسعی إلی الصلاة ٦٣٦، ومسلم: ٦٠٢)

☆ ایک شخص اذان سن کر مسجد سے نکلا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم، المساجد، باب النهی عن الخروج من المسجد اذا اذن المؤذن ٦٥٥)

شرعی عذر یا نماز کی تیاری کے سلسلہ میں باہر جانا پڑے تو جائز ہے۔

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو نماز کا ارادہ کرے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے‘‘۔

(مسلم، المساجد، باب استحباب اتیان الصلاة بوقار و سکینة، ٦٠٢)

یعنی اگر وہ بلا وجہ سستی سے کام نہ لے تو جب تک وہ نماز نہیں پڑھ لیتا، اسے نماز کا ثواب مسلسل مل رہا ہوتا ہے، واللہ اعلم (ع، ر)

☆ حمید روایت کرتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی سے پوچھا: کیا نماز کی اقامت ہو جانے کے بعد امام باتیں کرسکتا ہے؟ تو انہوں نے مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ ایک مرتبہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی، اتنے میں ایک شخص آیا اور اقامت ہو جانے کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا رہا۔ (بخاری، الاذان، باب الکلام اذا اقیمت الصلاة، ٦٤٣، مسلم: ٣٧٦)

☆ ایک دفعہ نماز کی اقامت ہوگئی۔ لوگوں نے صفیں برابر کرلیں، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا کہ آپ جنبی ہیں آپ نے لوگوں سے کہا۔ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ پھر آپ نے (گھر جا کر) غسل فرمایا: اور جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ پھر آپ نے نماز پڑھائی۔

(بخاری، الاذان، باب اذا قال الامام، مکانکم، ٦٤٠، مسلم: المساجد، باب: متی یقوم الناس للصلاة ٦٠٥)

بھول جانا انسانی کمزوری ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اسی لیے بھول گئے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بھولنا شان رسالت کے خلاف نہیں ہے۔ [ع، ر]

❀ ❀ ❀ ❀

احکام قبلہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرة: ١٤٤).

''اپنا چہرہ (نماز کے لیے) مسجد حرام کی طرف پھیرلو۔''

جب فرض نماز ادا کرنا مقصود ہوتا تو رسول اللہ ﷺ سواری سے اترتے اور قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے۔ (بخاری، تقصیر الصلاة، باب ینزل للمکتوبة ١٠٩٩)

قبلہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: مشرق اور مغرب کے درمیان (جنوب کی طرف) تمام سمت قبلہ ہے۔

(ترمذی، الصلوة، باب ما جاء ان بین المشرق والمغرب قبلة ٣٤٢، اس حدیث کوامام ترمذی نے حسن صحیح کہا)

مدینہ سے کعبہ جنوب کی طرف ہے اس لئے آپ نے مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ کا تعین فرمایا ہمارے لئے پاکستان اور ہندستان میں شمال اور جنوب کے درمیان مغرب کی طرف تمام سمت قبلہ ہے۔ تا کہ امت تنگی میں مبتلا نہ ہو۔ البتہ قبلہ کی سمت کا یقینی علم ہو جانے کے بعد قبلہ رخ ہونا ضروری ہے.

''نبی رحمت ﷺ دوران سفر فرضوں کے علاوہ رات کی نماز اپنی سواری پر اشارے سے پڑھتے تھے جس طرف سواری کا رخ ہوتا ادھر ہی آپ کا منہ ہوتا تھا۔ اور سواری پر ہی وتر پڑھتے تھے'' (بخاری، الوتر، باب الوتر فی السفر، ١٠٠٠، ومسلم، صلاة المسافرین، باب جواز صلاة النافلة علی الدابة فی السفر حیث توجهت، ٧٠٠)

اور کبھی نبی رحمت ﷺ کا یہ معمول بھی دیکھنے میں آتا کہ جب اونٹنی پر نوافل ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کا منہ قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع فرما دیتے اس کے بعد نوافل ادا فرماتے رہتے جس طرف بھی سواری کا رخ ہوتا۔ (ابو داؤد، صلوة السفر، باب التطوع علی

الراحلة والوتر ۱۲۲۵ ۔۔ اسے ابن سکن نے صحیح اور منذری نے حسن کہا)

اس صورت میں آپ رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرتے البتہ سجدہ کی حالت میں رکوع کی نسبت سر کو زیادہ جھکا لیتے۔

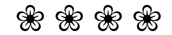
(ترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی الصلوۃ علی الدابة حیث ما توجهت به ۳۵۱ ۔ اسے امام ترمذی نے حسن صحیح کہا)

قبلہ کی جانب قبر ہونے کی صورت میں وہاں سے ہٹ کر نماز ادا کرنی چاہیے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''قبروں کی جانب منہ کر کے نماز ادا نہ کرو اور نہ قبروں پر بیٹھو''.

(مسلم، الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیه۔ ۹۷۲)

اگر کوئی نمازی غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی نماز کی حالت میں صحیح قبلہ کی اطلاع دے تو اسے نماز ہی میں اپنا رخ بدل لینا چاہیے.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ مہینے تک منہ کر کے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (کعبہ کی طرف منہ کر کے) نماز پڑھی پھر اس نے انصار کے کچھ لوگوں کو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھتے ہوئے دیکھا تو کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی. یہ سن کر وہ لوگ (نماز ہی میں) کعبہ کی طرف گھوم گئے'' (بخاری: ۳۹۹).



سترہ کا بیان

یہاں سترہ سے مراد وہ چیز ہے جسے نمازی اپنے آگے کھڑا کر کے نماز پڑھتا ہے تاکہ اس کے آگے سے گزرنے والا سترہ کے آگے سے گزر جائے اور گناہ گار نہ ہو۔ یہ سترہ لاٹھی، برچھی، لکڑی، دیوار، ستون اور درخت سے ہوتا ہے اور امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر (کوئی چیز) رکھ لے تو نماز جاری رکھے اور جو کوئی سترے کے پیچھے سے گزرے اس کی پرواہ نہ کرے'' (مسلم، الصلاۃ، باب سترہ المصلی ٤٩٩)

عطاء فرماتے ہیں کہ پالان کے پچھلے حصے کی لکڑی ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ (لمبی) ہوتی ہے۔ (ابو داؤد، الصلاۃ، باب ما یستر المصلی، ٦٨٦، اسے ابن خزیمہ (٨٠٧) نے صحیح کہا)۔

معلوم ہوا کہ کم از کم ایک ہاتھ لمبی لکڑی یا کوئی اور چیز سترہ بن سکتی ہے۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحا میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برچھی نصب تھی۔ آپ نے دو رکعت ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت عصر کی۔ اس وقت برچھی کی دوسری طرف عورتیں اور گدھے چلے جا رہے تھے۔

(بخاری، الصلاۃ، باب سترۃ الإمام سترۃ من خلفہ، ٤٩٥ ومسلم، الصلاۃ، باب سترۃ الصلی ٥٠٣)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو گزرنے کی سزا معلوم ہو جائے تو اسے ایک قدم آگے بڑھنے کی بجائے چالیس تک وہیں کھڑے رہنا پسند ہو۔ ابو النضر نے کہا کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ بسر بن سعید نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس سال''.

(بخاری، الصلاۃ، باب اثم المار بین یدی المصلی، ٥١٠۔ مسلم، الصلاۃ، باب منع المار بین یدی المصلی، ٥٠٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نماز ادا کرتے وقت آگے سترہ کھڑا کرو اور اگر کوئی شخص سترہ کے اندر (یعنی نمازی اور سترہ کے درمیان) سے گزرنا چاہے تو اس کی مزاحمت کرو اور اس کو آگے سے نہ گزرنے دو۔ اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑائی کرو۔ بے شک وہ شیطان ہے''.

(بخاری، الصلاۃ، باب یرد المصلی من مربین یدیه، ٥٠٩ ومسلم: ٥٠٥)

ایک روایت میں ہے کہ دو بار تو اس کو ہاتھ سے روکو اگر وہ نہ رکے تو اس سے ہاتھا پائی سے بھی گریز نہ کیا جائے (کیونکہ) وہ شیطان ہے۔ (ابن خزیمه، ٨١٨، اورانہوں نے اسے صحیح کہا)

نبی رحمت ﷺ سترہ اور اپنے درمیان میں سے کسی چیز کو گزرنے نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی وہ آپ کے آگے سے گزرنا چاہتی تھی۔ آپ نے اپنا بطن مبارک دیوار کے ساتھ لگا دیا تو بکری کو سترہ کے پیچھے سے گزرنا پڑا۔

(ابن خزیمہ ۸۲۷، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔ (بخاری، الصلاۃ، باب قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ، ٤٩٦، مسلم: ٥٠٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نمازی کے آگے اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی جتنا لمبا سترہ نہ ہو اور بالغ عورت، گدھا یا سیاہ کتا آگے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور سیاہ کتا شیطان ہے'' (مسلم، الصلاۃ، باب قدر ما یستر المصلی ٥١٠)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے سوتی تھی۔ میرے پاؤں آپ کے سامنے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جس وقت آپ کھڑے ہوتے تو پاؤں پھیلا دیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

(بخاری، الصلاۃ باب التطوع خلف المراۃ، ٥١٣، مسلم الصلاۃ، باب الاعتراض بین یدی المصلی، ٥١٢).

معلوم ہوا کہ گزرنا تو منع ہے۔ لیکن اگر آگے کوئی لیٹا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

گیارہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت:

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ (کی جماعت) میں کہا کہ میں تم (سب) سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے طریقے کو جانتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا پھر (ہمارے روبرو رسول اللہ ﷺ کی نماز) بیان کرو۔ ابوحمید نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے (تو) اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے پھر تکبیر (تحریمہ) کہتے پھر قرآن پڑھتے پھر (رکوع کے لئے) تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے پھر (رکوع کے دوران) کمر سیدھی کرتے، پس نہ اپنا سر جھکاتے اور نہ بلند کرتے۔ (یعنی پیٹھ اور سر ہموار رکھتے۔) اور پھر اپنا سر رکوع سے اٹھاتے پس کہتے (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ) پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کندھوں کے برابر کرتے اور (قومہ میں اطمینان سے) سیدھے کھڑے ہو جاتے پھر (اللہ اکبر) کہتے پھر زمین کی طرف سجدے کے لئے جھکتے پس اپنے دونوں ہاتھ (بازو) اپنے دونوں پہلوؤں (رانوں اور زمین) سے دور رکھتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیاں کھولتے (اس طرح کہ انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوتے) پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے (یعنی بچھا لیتے) پھر اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی (یعنی بڑے اطمینان سے جلسہ میں بیٹھتے) پھر (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر (اللہ اکبر) کہتے اور اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے۔ پھر اس پر بیٹھتے اور دل جمعی سے اعتدال کرتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (یعنی اطمینان سے جلسۂ استراحت میں بیٹھتے) پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے پھر اسی طرح دوسری

رکعت میں کرتے۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو (اللہ اکبر کہتے) اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ جیسے نماز کے شروع میں تکبیر اولیٰ کے وقت کیا تھا۔ پھر اسی طرح اپنی باقی نماز میں کرتے یہاں تک کہ جب وہ سجدہ ہوتا جس کے بعد سلام ہے (یعنی آخری رکعت کا دوسرا سجدہ جس کے بعد بیٹھ کر تشہد' درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں) اپنا بایاں پاؤں (دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر) نکالتے اور بائیں جانب کولہے پر بیٹھتے پھر سلام پھیرتے۔ (یہ سن کر) ان صحابہ نے کہا۔ (اے ابوحمید ساعدی) تم نے سچ کہا رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے'' (ابو داؤد الصلاۃ' باب افتتاح الصلاۃ' ۷۳۰' ترمذی الصلاۃ' باب ماجاء فی وصف الصلاۃ' ۳۰٤۔ اسے ابن حبان' ترمذی اور نووی نے صحیح کہا)

اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین منسوخ نہیں ہوا۔ (ع' ر)

نماز کی نیت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے'' (بخاری' بدء الوحی' باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ' ۱' ومسلم' الامارۃ' باب قولہ ﷺ انما الاعمال بالنیۃ: ۱۹۰۷)

اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام (جائز) اعمال میں (سب سے پہلے)' پرخلوص نیت کرلیا کریں کیونکہ جیسی نیت ہوگی ویسا ہی پھل ملے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شہید اللہ کے سامنے قیامت کو لایا جائے گا اللہ اس سے پوچھے گا کہ تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوا۔ اللہ فرمائے گا ''تو جھوٹا ہے بلکہ تو اس لئے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے'' پس تحقیق کہا گیا (یعنی تیری نیت دنیا میں پوری ہوگئی۔ اب مجھ سے کیا چاہتا ہے) پھر منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک شہرت کی غرض سے سخاوت کرنے والے مالدار اور ایک عالم کا بھی یہی حشر ہوگا'' (مسلم' الامارۃ' باب من

قاتل للرياء والسمعة استحق النار' ١٩٠٥)

وضو کرتے وقت دل میں یہ نیت کریں کہ اللہ کے حضور (نماز میں) حاضر ہونے کے لئے طہارت (وضو) کرنے لگا ہوں اور پھر جب نماز پڑھنے لگیں تو دل میں یہ قصد اور نیت کریں کہ صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے اس کا حکم بجالاتا ہوں۔

نیت چونکہ دل سے تعلق رکھتی ہے اس لئے زبان سے ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نیت کا زبان سے ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل سے ثابت نہیں ہے۔

اپنے دل میں کسی کام کی نیت کرنا اور ضرورت کے وقت کسی کو اپنی نیت سے آگاہ کرنا ایک جائز بات ہے مگر نماز سے پہلے نیت پڑھنا عقل، نقل اور لغت تینوں کے خلاف ہے۔

☆ عقل کے خلاف اس لئے ہے کہ بہت سے ایسے کام ہیں جنہیں شروع کرتے وقت ہم زبان سے نیت نہیں پڑھتے کیونکہ ہمارے دل میں انہیں کرنے کی نیت اور ارادہ موجود ہوتا ہے مثلاً جوتا پہننے لگتے ہیں تو کبھی نہیں پڑھتے "جوتا پہننے لگا ہوں" وغیرہ۔ تو کیا نماز ہی ایک ایسا کام ہے جس کے آغاز میں اس کی نیت پڑھنا ضروری ہو گیا ہے؟ نماز کی نیت تو اسی وقت ہو جاتی ہے جب آدمی اذان سن کر مسجد کی طرف چل پڑتا ہے اور اسی نیت کی وجہ سے اسے ہر قدم پر نیکیاں ملتی ہیں۔ لہذا نماز شروع کرتے وقت جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ نیت نہیں بدعت ہے۔

☆ نقل کے خلاف اس لئے ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین باقاعدگی کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے اور اگر وہ اپنی نمازوں سے پہلے "نیت" پڑھنا چاہتے تو ایسا کر سکتے تھے ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں تھی لیکن ان میں سے کبھی کسی نے نماز سے پہلے مروجہ نیت نہیں پڑھی اس کے برعکس وہ ہمیشہ اپنی نمازوں کا آغاز تکبیر تحریمہ (الله أكبر) سے کرتے رہے' ثابت ہوا کہ نماز سے پہلے نیت نہ پڑھنا سنت ہے۔

☆ لغت کے اس لئے خلاف ہے کہ نیت عربی زبان کا لفظ ہے عربی میں اس کا معنی "ارادہ" ہے اور ارادہ دل سے کیا جاتا ہے زبان سے نہیں' بالکل اسی طرح جیسے دیکھا آنکھ سے جاتا ہے پاؤں سے نہیں۔

دوسرے لفظوں میں نیت دل سے کی جاتی ہے' زبان سے پڑھی نہیں جاتی۔

(نوٹ): بعض لوگ روزہ رکھنے کی دعا' حج کے تلبیہ اور نکاح میں ایجاب وقبول سے نماز والی مروجہ نیت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں عرض یہ ہے کہ ''روزہ رکھنے والی دعا والی حدیث ضعیف ہے لہذا حجت نہیں ہے۔ حج کا تلبیہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں کہنا ضروری ہے مگر نماز والی مروجہ نیت کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئی' رہ گیا نکاح میں ایجاب وقبول کا مسئلہ' چونکہ نکاح کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے اور حقوق العباد میں محض نیت سے نہیں بلکہ اقرار' تحریر اور گواہی سے معاملات طے پاتے ہیں جب کہ نماز میں تو بندہ اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے جو تمام نیتوں کو خوب جاننے والا ہے پھر وہاں نیت پڑھنے کی کیا ضرورت ہے لہذا اہل اسلام سے گذارش ہے کہ اس بدعت سے نجات پائیں اور سنت کے مطابق نماز کا آغاز کریں (ع'ر)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الفاظ سے نیت کرنا علماء مسلمین میں سے کسی کے نزدیک بھی مشروع نہیں۔ رسول اللہ ﷺ آپ کے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور نہ ہی اس امت کے سلف اور ائمہ میں سے کسی نے الفاظ سے نیت کی۔ عبادات میں مثلاً وضو' غسل' نماز' روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ میں جو نیت واجب ہے' بالاتفاق تمام ائمہ مسلمین کے نزدیک اس کی جگہ دل ہے۔ (الفتاوی الکبریٰ)۔ امام ابن ہمام اور ابن قیم بھی اس کو بدعت کہتے ہیں۔

قیام:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲۳۸).

''اور اللہ کے لیے باادب کھڑے ہوا کرو''.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے بواسیر کی تکلیف تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''(ممکن ہوتو) کھڑے ہوکر نماز ادا کرو اگر طاقت نہ ہوتو بیٹھ کر اگر بیٹھ کر ادا کرنے کی بھی طاقت نہ ہوتو لیٹ کر (نماز ادا کرو)'' (بخاری' تقصیر الصلاۃ' باب اذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب' ۱۱۱۷)

معلوم ہوا کہ استطاعت کے باوجود بیٹھ کر فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں.

البتہ نفل نماز میں قیام کی قدرت ہونے کے باوجود بیٹھنا جائز ہے اگر چہ اس کا آدھا ثواب ملے گا. نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے اسکو کھڑے ہونے والے کا آدھا ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اس کو بیٹھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا''. (بخاری، تقصیر الصلوۃ باب صلوۃ القاعد بالایماء: ۱۱۱۶).

جب نبی رحمت ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی تو آپ نے جائے نماز کے قریب ایک ستون تیار کرایا جس پر آپ (نماز کے دوران) ٹیک لگاتے تھے۔(ابو داود الصلاۃ، باب الرجل یعتمد فی الصلاۃ علی عصا، ۹۴۸ حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح کہا)۔آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بجائے ستون کے سہارے کھڑے ہونے کو ترجیح دی، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی عذر ہو تو کسی چیز کا سہارا لے کر قیام کیا جا سکتا ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل، واللہ اعلم۔(محمد عبدالجبار)

نبی اکرم ﷺ رات کا بڑا حصہ کھڑے ہو کر نوافل ادا کرتے اور کبھی بیٹھ کر۔ جب قراءت کھڑے ہو کر فرماتے تو (اسی حالت) قیام سے رکوع کی حالت میں منتقل ہوتے اور جب بیٹھ کر قراءت فرماتے تو اسی حالت میں رکوع اور سجود بھی فرماتے۔

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب جواز النافلۃ قائما و قاعدا، ۷۳۰)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کی عمر زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت فرماتے۔ جب قراءت سے تیس یا چالیس آیات باقی ہوتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر ان کی تلاوت فرماتے پھر رکوع میں چلے جاتے دوسری رکعت میں بھی آپ ﷺ کا یہی معمول ہوتا۔(بخاری، تقصیر الصلاۃ باب اذا صلی قاعدا ثم صح او وجد خفۃ تمم ما بقی، ۱۱۱۹ ومسلم، صلاۃ المسافرین، باب جواز النافلۃ قائما و قاعدا، ۷۳۱)

تکبیراولیٰ:

(۱) (قبلہ کی جانب منہ کرکے) اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کریں۔یعنی دونوں ہاتھوں کو(کندھوں تک) اٹھائیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے نماز کی پہلی تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور جب ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ'' کہا تو بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا: ''رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' اور سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت ایسا نہ کیا''.

(بخاری' الاذان' باب الی این یرفع یدیه؟ ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰)

اسے تکبیراولیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نماز کی سب سے پہلی تکبیر ہے اور اس سے نماز شروع ہوتی ہے اور اسے تکبیر تحریمہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی بہت سی چیزیں نمازی پر حرام ہوجاتی ہیں۔(ع'ر)

(۲) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کانوں تک بلند فرماتے، جب رکوع کرتے ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے پھر بھی ایسا ہی کرتے'' (مسلم' الصلوة' باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین ۳۹۱).

شیخ البانی فرماتے ہیں۔کہ (رفع یدین کرتے وقت) ہاتھوں سے کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ان کا چھونا بدعت ہے یا وسوسہ۔مسنون طریقہ ہتھیلیاں کندھوں یا کانوں تک اٹھانا ہے۔ہاتھ اٹھانے کے مقام میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ تفریق ہو کہ مرد کانوں تک اور عورتیں کندھوں تک ہاتھ بلند کریں۔

سینے پر ہاتھ باندھنا:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر' سینے پر ہاتھ باندھے۔

(ابن خزیمه ۱/۲۴۳ (۴۷۹) اسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

ہلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔

(مسند أحمد ٥/٢٢٦، ٢٢٣١٣، حافظ ابن عبد البر اور علامہ عظیم آبادی نے اسے صحیح کہا)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی (کی پشت) اس کے جوڑ اور کلائی پر رکھا۔ (نسائی۔ الافتتاح، باب موضع الیمین من الشمال فی الصلاۃ: ٨٨٩، اسے ابن حبان حدیث ١٨٥ ابن خزیمہ حدیث ٤٨٠ نے صحیح کہا)

ہمیں بھی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا چاہیے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت' جوڑ اور کلائی پر آجائے اور دونوں کو سینے پر باندھا جائے تاکہ تمام روایات پر عمل ہو سکے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا: ''نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی (ذراع) پر رکھیں'' (بخاری، الاذان 'باب وضع الیمنی علی الیسری' ٧٤٠)

رہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف رکھا جائے۔ (ابو داود 'الصلاۃ' باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ حدیث ٧٥٦) اسے امام بیہقی اور حافظ ابن حجر نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نووی فرماتے ہیں کہ اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔

عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو'' (بخاری: ٦٣١)

یعنی ہو بہو میرے طریقے کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں اور مرد کانوں تک - عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور... یہ دین میں مداخلت ہے۔ یاد رکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنے تک عورتوں اور مردوں کے لئے ایک ہیئت اور ایک ہی شکل کی نماز ہے۔ سب کا قیام'

رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مرد اور عورت کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا۔

ثنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر (اولیٰ) اور قراءت کے درمیان کچھ دیر چپ رہتے۔ پس میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہ کر کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! میں یہ پڑھتا ہوں:

۱ – "اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ"

"یا اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے اے اللہ! میرے گناہوں کو (اپنی بخشش کے) پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال" (بخاری، الاذان باب ما یقول بعد التکبیر، ۷۴۴ ومسلم، المساجد، باب ما یقول بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، ۵۹۸)

۲– رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں ایک شخص نے کہا:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا".

"اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت بڑا۔ ساری تعریف اس کی ہے۔ وہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ صبح اور شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں"، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے، میں نے

ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔ (مسلم، المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة، ٦٠١)

٣- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کہتے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔"

"اے اللہ تو پاک ہے، (ہم) تیری تعریف کے ساتھ (تیری پاکی بیان کرتے ہیں) تیرا نام (بڑا ہی) بابرکت ہے، تیری بزرگی بلند ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

(ترمذی، الصلاة، باب ما یقول عند الافتتاح الصلاة، ٢٤٣۔ وسنن ابی داود، الصلاة، باب من رای الاستفتاح بسبحانك... ٧٧٦، ابن ماجه، اقامة الصلاة، باب الافتتاح الصلوة ١٨٠٦ سے حاکم ١/ ٢٣٥ اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

تعوذ:

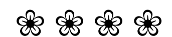
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور پڑھتے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيراً اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيراً، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيراً".

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ".

"اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو (ہر آواز کو) سننے والا (اور ہر چیز کو) جاننے والا ہے، مردود شیطان (کے شر) سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے"۔

(أبو داؤد، الصلاة ٧٧٥۔ اسے ابن خزیمہ حدیث ٤٦٧ نے صحیح کہا)۔



سورة فاتحه

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ❀ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ❀ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ❀ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ❀ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ❀ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ❀ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ❀﴾.

''اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو نہایت مہربان بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام مخلوقات کا رب ہے۔ بے حد رحم کرنے والا بے حد مہربان ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا' ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا جن پر تیرا غضب نہیں کیا گیا جو گمراہ نہیں ہوئے''.

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سے شروع کرتے۔

(بخاری' الاذان' باب ما يقول بعد التكبير' ٧٤٣' ومسلم' الصلاة' باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة' ٣٩٩)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پیچھے نماز پڑھی وہ سورۃ فاتحہ سے پہلے یا بعد میں (بلند آواز سے) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ نہیں پڑھتے تھے۔ (مسلم: ٣٩٩)

آپ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ آہستہ پڑھتے تھے۔ (ابن خزيمة' ٤٩٥)

نماز اور سورۂ فاتحہ:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے (نماز میں) سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی'' (بخاری' الاذان' باب وجوب القراءة للامام والماموم فى الصلوات كلها ٧٥٦' مسلم' الصلاة' باب وجوب قراءة الفاتحة فى كل ركعة۔ ٣٩٤)

امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث پر یوں باب باندھتے ہیں: ''نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے خواہ امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر، نماز سری ہو یا جہری''.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپ نے قرآن پڑھا پس آپ پر پڑھنا بھاری ہو گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''شاید تم امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو۔؟'' ہم نے کہا ہاں' اے اللہ کے رسول ! آپ نے فرمایا: ''سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو فاتحہ نہ پڑھے''

(ابو داود' الصلاۃ' باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ ۸۲۳' ترمذی' الصلاۃ باب ما جاء فی القراءۃ خلف الامام' ۳۱۱۔ اسے ابن خزیمہ ۱۵۸۱۔ ابن حبان ۴۶۰' ۴۶۱ بیہقی نے صحیح جبکہ امام ترمذی اور دار قطنی نے حسن کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی پس وہ (نماز) ناقص ہے' ناقص ہے' پوری نہیں'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (پھر بھی پڑھیں؟) تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (ہاں) تو اس کو دل میں پڑھ۔ (مسلم' الصلاۃ' باب وجوب القراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ' حدیث ۳۹۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا تم اپنی نماز میں امام کی قراءت کے دوران میں پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے۔ تین بار آپ نے ان سے پوچھا' تو انہوں نے جواب دیا ہاں! ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو تم صرف سورت فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو'' (ابن حبان: ۵/۱۵۲' ۱۶۲۔ بیہقی ۲/۱۶۶، مجمع الزوائد میں امام ہیثمی فرماتے ہیں: اس کے سب راوی ثقہ ہیں، ابن حجر نے حسن کہا)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے (چاہے وہ بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے) الحمد شریف دل میں ضرور پڑھنی چاہئے۔ مزید تحقیق کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب ''الکواکب الدریۃ فی وجوب الفاتحۃ خلف الامام فی الجھریہ'' (زبیر علی زئی)

آمین کا مسئلہ

جب آپ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو آمین آہستہ کہیں ۔ جب ظہر اور عصر امام کے پیچھے پڑھیں تو پھر بھی آہستہ ہی کہیں ۔ لیکن جب آپ جہری نماز میں امام کے پیچھے ہوں تو جس وقت امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو آپ کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیئے ۔ بلکہ امام بھی سنت کی پیروی میں آمین پکار کے کہے ۔ اور مقتدیوں کو امام کے آمین شروع کرنے کے بعد آمین کہنی چاہیئے ۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے : ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کہی ۔ (ترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی التامین، ۲۴۸، ابو داود، الصلاۃ، باب التامین وراء الامام، ۹۳۲ ۔ ترمذی نے حسن جبکہ ابن حجر اور امام دار قطنی نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آپ کہتے آمین ۔ (اس قدر اونچی آواز سے) کہ پہلی صف میں آپ کے ارد گرد کے لوگ سن لیتے ۔ (بیهقی ۲/۱۵۸ ابن خزیمه ۵۷۱، ابن حبان، ۴۶۲ اسے امام حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو ۔ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں'' (بخاری، الاذان، باب جهر الامام بالتامین، ۷۸۰ مسلم، الصلاة باب التسمیع والتحمید والتامین، ۴۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مقتدی نے ابھی سورت فاتحہ شروع یا ختم نہیں کی وہ بھی آمین کہنے میں دوسروں کے ساتھ شریک ہوگا ۔ تاکہ اسے بھی گزشتہ گناہوں کی معافی مل جائے ۔ واللہ اعلم (ع، ر)

امام ابن خزیمہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام اونچی آواز سے آمین کہے کیونکہ نبی رحمت ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم

اسی صورت میں دے سکتے ہیں جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں جب کہ وہ اپنے امام کی آمین کو سن نہ سکے۔ (صحیح ابن خزیمہ ١/٢٧٦)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدیوں نے اتنی بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی۔

(بخاری تعلیقا، باب: جهر الامام بالتامین' مصنف عبد الرزاق ٢/ ٩٦ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے بصیغہ جزم ذکر کیا ہے)

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ امام جب ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہتا تو لوگوں کے آمین کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔ (مصنف ابن ابی شیبه ٢/ ١٨٧)

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے دوسو (٢٠٠) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے'' (بیهقی ٢/ ٥٩ کتاب الثقات لابن حبان' اس کی سند امام ابن حبان کی شرط پر صحیح ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قدر یہودی سلام اور آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے'' (ابن ماجه ' اقامة الصلاة' باب الجهر بآمین۔ ٨٥٦۔ اسے امام ابن خزیمہ ١/ ٢٨٨ حدیث ٥٧٤' ٣/ ٣٨ حدیث ١٥٨٥ اور بوصیری نے صحیح کہا)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہوتے جو بلند آواز سے آمین کہنے کو مکروہ سمجھتا۔ کیونکہ یہودی آمین سے چڑتے ہیں۔

آداب تلاوت

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی ہر آیت پر توقف فرماتے (بعد والی آیت کو پہلی آیت کے ساتھ نہیں ملاتے تھے)''.

(ابو داود ' الحروف والقراء ات' ٤٠٠١ ' اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

مذکورہ حدیث کثرت طرق کے ساتھ مروی ہے۔ اس مسئلہ میں اس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ائمہ سلف صالحین کی ایک جماعت ہر آیت پر توقف فرماتی تھی اگر مابعد کی آیت معنی کے لحاظ سے پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہوتی تھی پھر بھی قطع کر کے پڑھتے تھے۔ تلاوت قرآن کا مسنون طریقہ یہی ہے لیکن آج جمہور قراء اس طرح تلاوت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازی اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے۔ اسے خیال کرنا چاہئے کہ وہ کس ذات سے سرگوشی کر رہا ہے اور تم قرآن مجید اونچی آواز کے ساتھ تلاوت کر کے اپنے ساتھیوں کو اضطراب میں نہ ڈالو'' (ابو داود' الصلاۃ' باب رفع الصوت بالقراء ۃ فی صلاۃ اللیل' ١٣٣٢۔ اسے امام ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ ' اللہ کے حکم کے مطابق آہستہ آہستہ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے بلکہ ایک ایک حرف الگ الگ پڑھتے۔ یوں معلوم ہوتا کہ چھوٹی سورت' لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی ہوگئی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ: ''حافظ قرآن کو کہا جائے گا: جس طرح تم دنیا میں آہستہ آہستہ پڑھا کرتے تھے اسی طرح تم قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیاں چڑھتے چلو۔ تمہاری منزل وہاں ہے جہاں تمہارا قرآن مجید (پڑھنا) ختم ہوگا۔

(ابو داود' باب استحباب الترتیل فی القراءۃ ١٤٦٤ ابن حبان اور ترمذی حدیث ۲۹۱۴ نے اسے صحیح کہا)

رسول اکرم ﷺ قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ (ابوداود' ١٤٦٨'

اسے امام ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو۔ اس کو ذہن میں محفوظ کرو اور اسے خوبصورت آواز سے پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اونٹ کے گھٹنوں کی رسی اگر کھول دی جائے تو وہ اتنی تیزی سے نہیں بھاگتا جتنا تیزی سے قرآن پاک حافظہ سے نکل جاتا ہے''۔

(دارمی، فضائل القرآن، باب فی تعاهد القرآن، ۳۳۵۲، ومسند احمد ٤/ ۱٤٦، ۱۲٤٥٠)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی کسی آواز کے لئے اس قدر کان نہیں لگاتا جس قدر وہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے پر لگاتا ہے'' (بخاری، فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن، ۵۰۲۳، ومسلم، فضائل القرآن، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن ۷۹۲)

نماز کی مسنون قراءت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ اور قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو اس میں سے جو کچھ آسانی سے پڑھ سکے وہ پڑھ''۔

(بخاری، الاذان، باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا يتم ركوعه بالاعادة، ۷۹۳، مسلم: ۳۹۷).

نماز میں اگرچہ ہم جہاں سے چاہیں قرآن پڑھ سکتے ہیں، لیکن یہاں ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ کون کون سے سورت کس کس نماز میں پڑھتے تھے۔

سورۃ اخلاص کی اہمیت:

ایک انصاری مسجد قبا میں امامت کراتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورت فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرتے ہیں پھر بعد میں دوسری سورت ملاتے ہیں کیا ایک سورت تلاوت کے لئے کافی نہیں ہے؟ اگر ﴿قُلْ هُوَ

اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کافی نہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔امام نے جواب دیا، میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا تو نبی رحمت ﷺ نے امام سے کہا کہ: ''تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے اس سورت کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟'' اس نے کہا مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی'' (بخاری، الاذان، باب الجمع بین السورتین فی الرکعة تعلیقا ۷۷٤ سنن ترمذی، فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورة الاخلاص: ۲۹۰۱، ترمذی نے حسن صحیح غریب کہا)

حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورتوں کو ترتیب سے تلاوت کرنا ضروری نہیں، واللہ اعلم [ع،ر].

ایک صحابی نے نبی رحمت ﷺ سے کہا کہ میرا ایک پڑوسی رات کو قیام میں صرف ﴿قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ تلاوت کرتا ہے دوسری کوئی آیت تلاوت نہیں کرتا، آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے''.

(بخاری، فضائل القرآن، باب فضل (قل ھو اللّٰہ احد)، ۵۰۱۳)

نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت:

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ (کی نمازوں) میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے تو پھر بھی نبی اکرم ﷺ یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔(مسلم، الجمعة، باب ما یقرأ فی صلوة الجمعة، ۸۷۸)

عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینے کا گورنر مقرر کیا اور خود مکہ چلے گئے۔ وہاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور اس میں سورة الجمعة اور المنافقون پڑھیں اور کہا کہ ان سورتوں کو جمعہ میں پڑھتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو

سنا تھا۔(مسلم، الجمعة، باب ما يقراء في صلاة الجمعة، ٨٧٧)

رسول اللہ ﷺ عیدقربان اورعیدالفطر میں ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ پڑھتے تھے۔(مسلم، صلاة العيدين، باب ما يقرأ في صلاة العيدين، ٨٩١)

جمعہ کے دن نماز فجر کی قراءت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ﴾ پہلی رکعت میں اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الإِنْسَانِ﴾ دوسری رکعت میں پڑھتے تھے۔

(بخاری، الجمعة باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة، ٨٩١ ومسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ٨٨٠)

نماز فجر کی مسنون قراءت:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورت ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اوراس کی مانند(کوئی اورسورت)پڑھتے تھے۔(مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ٤٥٨)

عبداللہ ابن السائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ فتح ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھائی پس سورۂ مومنون ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ شروع کی یہاں تک کہ موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا (تو) نبی اکرم ﷺ کو کھانسی آ گئی اور آپ رکوع میں چلے گئے۔(مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ٤٥٥)

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر میں ﴿وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ﴾ یعنی ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

(مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ٤٥٦)

ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ٦٠ سے لیکر ١٠٠ آیات تک تلاوت فرماتے۔ (مسلم الصلاة۔ باب القراءة في الصبح: ٤٦١)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار

پکڑے ہوئے چل رہا تھا۔آپ (سفر میں) نماز صبح کے لئے اترے اور آپ نے صبح کی نماز میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی۔

(ابو داؤد، الوتر، باب فی المعوذتین، ١٤٦٢۔ اسے حاکم ۱/۲۴۰ ذہبی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح کہا)

نبی اکرم ﷺ نے نماز فجر میں دونوں رکعتوں میں ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ﴾ تلاوت فرمائی۔

(ابو داؤد، الصلوة، باب الرجل یعید سورة واحدة فی الرکعتین، ٨١٦ امام نووی نے صحیح کہا)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ فجر کی سنت کی دونوں رکعتوں میں نہایت ہلکی قراءت فرماتے یہاں تک کہ میں کہتی کہ آپ ﷺ نے سورت فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں''۔

(بخاری، التہجد، باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر، ١١٧١۔ و مسلم صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتی سنة الفجر ٧٢٤)

آپ ﷺ سنتوں کی پہلی رکعت میں ﴿قُلْ یَآ اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد﴾ پڑھتے۔(مسلم صلاة المسافرین باب استحباب رکعتی سنة الفجر ٧٢٦)

عصر وظہر کی نماز کی قراءت:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی ہمیں ایک آیت (بلند آواز سے پڑھ کر) سنا دیتے تھے۔(بخاری، الاذان باب یقرا فی الاخریین بفاتحة الکتاب، ٧٧٦، مسلم، الصلاة، باب القراءة فی الظهر و العصر، ٤٥١)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں ﴿وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی﴾ پڑھتے تھے۔ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَی﴾ اور عصر میں (بھی) اس کی مانند (کوئی سورت) پڑھتے تھے اور فجر میں لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

(مسلم، الصلاة باب القراءة فی الصبح، ٤٥٩، ٤٦٠)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ یا اس جیسی سورۃ پڑھتے تھے۔

(ابو داود، الصلاۃ، باب قدر القراءۃ فی صلاۃ الظھر والعصر، ۸۰۵ ابن حبان (حدیث ۴۶۵) نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں پندرہ آیات کے برابر قراءت فرماتے جبکہ نماز عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں ہر رکعت کے اندر ۱۵ آیات تلاوت فرماتے۔

(مسلم، الصلاۃ، باب القراءۃ فی الظھر والعصر، حدیث ۴۵۲)

معلوم ہوا کہ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد قراءت کرنا بھی مسنون ہے۔

ابو معمر رحمہ اللہ نے خباب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر میں قراءت کرتے تھے؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ خباب فرمانے لگے کہ آپ کی داڑھی کی جنبش سے۔ (بخاری، الاذان باب من خافت القراءۃ فی الظھر والعصر، ۷۷۷)

معلوم ہوا کہ ظہر وعصر کی نمازوں میں آپ دل میں قراءت کرتے تھے۔ کبھی آپ کی قراءت طویل ہوتی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ظہر کی جماعت کی اقامت ہوئی تو میں اپنے گھر سے بقیع قبرستان کی جانب قضائے حاجت کے لیے گیا وہاں سے فارغ ہو کر گھر پہنچا وضو کیا پھر مسجد آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں ہیں۔

(مسلم، الصلاۃ، باب القراءۃ فی الظھر والعصر، ۴۵۴)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ پہلی رکعت کو اتنا لمبا اس لیے فرماتے تھے کہ نمازی پہلی رکعت میں ہی شریک ہو سکیں۔ (ابو داود، الصلاۃ، القراءۃ فی الظھر، ۸۰۰)

نماز مغرب کی قراءت:

مروان بن حکم سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "تم مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتیں کیوں

پڑھتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لمبی سورتیں پڑھتے ہوئے سنا'' (بخاری: ٧٦٤).

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورة الطور پڑھتے ہوئے سنا۔ (بخاری، الاذان باب الجهر فی المغرب، حدیث ٧٦٥ و مسلم، الصلاة، باب القراءة فی المغرب، ٤٦٣)

ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (نماز) مغرب میں سورة ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفاً﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔

(بخاری، الاذان، باب القراءة فی المغرب ٧٦٣ ومسلم الصلاة باب القراءة فی المغرب ٤٦٢)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب میں سورة الأعراف پڑھی اوراس سورت کو دونوں رکعتوں میں متفرق پڑھا۔ (نسائی: ٩٩١، ٢/١٧٠ اسے امام نووی نے حسن کہا)

نماز عشاء کی قراءت:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز عشاء میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے نبی رحمت ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا۔ (بخاری، الاذان باب القراءة فی العشاء، ٧٦٩ ومسلم، الصلاة، باب القراءة فی العشاء، ٤٦٤)

جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہادی عالم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''جب تم جماعت کراؤ تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور ﴿وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ کی تلاوت کرو اس لئے کہ تیرے پیچھے بوڑھے، کمزور اور ضرورت مند (بھی) نماز ادا کرتے ہیں''.

(بخاری، الاذان باب من شکا امامه اذا طول، ٧٠٥ ومسلم، الصلاة، باب القراءة فی العشاء ٤٦٥)

مختلف آیات کا جواب:

ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو بعض مقتدی،

نماز میں بآ واز بلند ان کا جواب دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ سننے والے کو آیات کا جواب دینے کے بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے۔ ہاں بعض آیات کی تلاوت کے بعد امام یا منفرد قاری (اپنے طور پر) ان کا جواب دے تو جائز ہے چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ تسبیح والی آیت پڑھتے تو تسبیح کرتے جب سوال والی آیت تلاوت کرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پڑھتے تو اللہ کی پناہ پکڑتے۔

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل، ۷۷۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ پڑھتے تو ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى﴾ کہتے۔

(ابو داؤد، الصلوۃ، باب الدعاء فی الصلوۃ، ۸۸۳۔ اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

سورۃ الغاشیۃ کے اختتام پر "اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا" کہنے کی کوئی دلیل نہیں۔ کسی حدیث میں ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو سورۃ الغاشیہ کے اختتام پر کہا ہو۔

نماز میں خیال آنا:

دوران نماز کوئی سوچ آنے پر نماز باطل نہیں ہوتی۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ نماز کے بعد آپ فورا کھڑے ہو گئے اور ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر واپس تشریف لائے، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے چہروں پر تعجب کے آثار دیکھ کر فرمایا: "مجھے نماز کے دوران یاد آیا کہ ہمارے گھر میں سونا رکھا ہوا ہے اور مجھے ایک دن یا ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر میں سونا رکھنا پسند نہیں لہذا میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔" (بخاری، الاذان باب من صلی بالناس فذکر حاجۃ فتخطاھم، ۸۵۱)

❀ ❀ ❀ ❀

رفع الیدین

رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں چار جگہ ثابت ہے:

(۱) شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع سے قبل (۳) رکوع کے بعد اور (۴) تیسری رکعت کی ابتدا میں۔ ان مقامات پر رفع الیدین کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز کے شروع میں اور رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (اسی طرح) رفع الیدین کرتے تھے''۔

(رواه البیهقی، ۲/۷۳ وقال رواته ثقات)

۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا تو قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا، پھر اللہ أكبر کہا، پھر رکوع کیا اور اسی طرح (ہاتھوں کو بلند) کیا اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع الیدین کیا۔

(بیهقی، فی الخلافیات و رجال اسناده معروفون (نصب الراية ۱/ ۴۱۵، ۴۱۶)

۳۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں، رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (أبو داود: الصلاة، باب: من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من الثنتين: ۷۴۴، ابن ماجه: ۸۶۴ اسے ترمذی (كتاب الدعوات، باب: ما جاء فی الدعا عند افتتاح الصلاة بالليل: ۳۴۲۳) نے حسن صحیح کہا)

۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے

تھے۔(بخاری' الاذان باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح سواء' ۷۳۵۔ ومسلم' الصلاۃ' باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین' ۳۹۰)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (خود بھی) شروع نماز میں' رکوع سے پہلے' رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہوتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔(بخاری' الاذان باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین' ۷۳۹، مسلم: ۳۹۰)

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بنا پر مسلمانوں پر رفع الیدین کرنا ضروری ہے۔

(التلخیص الحبیر' ج ۱' ص ۲۱۸ طبع جدید' و ھامش صحیح البخاری درسی نسخہ)

۵- مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ شروع نماز میں رفع الیدین کرتے' پھر جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(بخاری' الاذان باب رفع الیدین اذا کبر' و اذا رکع و اذا رفع' ۷۳۷ ومسلم: ۳۹۱)

۶- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' جب آپ نماز شروع کرتے تو اللّٰہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر اپنے ہاتھ کپڑے میں ڈھانک لیتے پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے۔ جب رکوع کرنے لگتے تو کپڑوں سے ہاتھ نکالتے' اللّٰہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے' جب رکوع سے اٹھتے تو (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ) کہتے اور رفع الیدین کرتے۔(مسلم' الصلاۃ' باب وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسری ۴۰۱)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ھ اور ۱۰ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ لہذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ ہجری تک رفع الیدین کرتے تھے' ۱۱ ہجری میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ لہذا اس کی منسوخی کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

۷- ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے، جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ تمام صحابہ نے کہا "تم سچ بیان کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابو داود، الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ، ۷۳۰ ترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء فی وصف الصلاۃ، ۳۰۴ ابن حبان ۱۸۲/۵ اسے امام ترمذی نے حسن صحیح کہا)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص حدیث ابوحمید سننے کے باوجود رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہوگی۔ (صحیح ابن خزیمہ، ۲۹۸/۱، ۵۸۸)

۸- ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا "کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟" یہ کہہ کر انہوں نے نماز پڑھی جب تکبیر تحریمہ کہی تو رفع الیدین کیا، پھر جب رکوع کیا تو رفع الیدین کیا اور تکبیر کہی اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہہ کر دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھائے۔ پھر فرمایا: "اسی طرح کیا کرو"۔

(دارقطنی، ۲۹۲/۱۔ حافظ ابن حجر نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ التلخیص ۲۱۹/۱)

۹- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ: إقامة الصلاة، باب: رفع اليدين إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع: ۸۶۰، اسے امام ابن خزیمہ ۳۴۴/۱ (حدیث ۶۹۴) نے صحیح کہا)

۱۰- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (مسند السراج، ابن ماجہ، اقامة الصلاة، باب رفع اليدين اذا ركع حديث ۸۶۸۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ:

جن احادیث سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے ان کا مختصر تجزیہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حدیث:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا بات ہے کہ میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کیا کرو“۔ (مسلم، الصلاۃ، باب الامر بالسکون فی الصلاۃ، حدیث ٤٣٠)

تجزیہ: اس حدیث میں اس مقام کا ذکر نہیں جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہاتھ اٹھا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا۔ جابر بن سمرہ ہی سے مسلم میں اس حدیث سے متصل دو روایات اور بھی ہیں جو بات کو پوری طرح واضح کر رہی ہیں۔

(١) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے تو نماز کے خاتمہ پر دائیں بائیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہو“ (مسلم: الصلاۃ، باب: الأمر بالسکون فی الصلاۃ: ٤٣١)

(٢) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے خاتمہ پر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم نماز کے خاتمہ پر صرف زبان سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔ (مسلم، ٤٣١ کی ذیلی حدیث)

امام نووی رحمہ اللہ "المجموع" میں فرماتے ہیں: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لینا عجیب بات اور سنت سے جہالت کی قبیح قسم ہے۔ کیونکہ یہ حدیث رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت کے رفع الیدین کے بارے میں نہیں بلکہ تشہد میں سلام کے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ محدثین اور جن کو محدثین کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے' ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے بعد امام نووی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض جاہل لوگوں کا دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیونکہ یہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے۔ اور جو عالم ہے وہ اس طرح کی دلیل نہیں پکڑتا کیونکہ یہ معروف ومشہور بات ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ابتدائے نماز اور نماز عید میں رفع الیدین بھی منع ہو جاتیں کیونکہ اس میں کسی خاص رفع الیدین کو بیان نہیں کیا گیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں پس ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ بات کہہ رہے ہیں جو آپ نے نہیں کہی کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾.

''پس ان لوگوں کو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ انہیں (دنیا میں) کوئی فتنہ یا (آخرت میں) دردناک عذاب پہنچے'' (النور: ٦٣)

دوسری حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں۔؟ انہوں نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ۔

(ابوداود: الصلاۃ، باب: من لم یذکر الرفع عند الرکوع: ٧٤٨، ترمذی: ٢٥٧)

تجزیہ: امام ابوداؤد اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: ليس هو بصحيح على هذا اللفظ

''یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے'' (ابوداؤد حوالہ مذکور).

دارالسلام ریاض اور بیت الأ فکار الدولیہ کی شائع کردہ ابوداود میں یہ تبصرہ موجود ہے۔

امام ترمذی نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے: ''لم يثبت حديث ابن مسعود'' ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت نہیں ہے'' (ترمذی: ٢٥٤). امام ابن حبان رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اس میں بہت سی علتیں ہیں جو اسے باطل بنا رہی ہیں۔ (مثلاً اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں۔ مُدلِّس کی عن والی روایت تفرد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے)[ز، ع].

تیسری حدیث:

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے (ثُمَّ لَمْ يَعُوْدُ) پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ (ابو داود: ٧٤٩)

تجزیہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسے سفیان بن عیینہ، امام شافعی، امام بخاری کے استاد امام حمیدی اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمۃ الحدیث رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ یزید بن ابی زیاد پہلے (لَمْ يَعُوْد) نہیں کہتا تھا، اہل کوفہ کے پڑھانے پر اس نے یہ الفاظ بڑھا دئے۔ مزید براں یزید بن ابی زیاد ضعیف اور شیعہ بھی تھا۔ آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا (تقریب) نیز مدلس تھا۔

علاوہ ازیں رفع الیدین کی احادیث اولیٰ ہیں کیونکہ وہ مثبت ہیں اور نافی پر مثبت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بت رکھ لاتے تھے بتوں کو گرانے کے لئے رفع الیدین کیا گیا، بعد میں چھوڑ دیا گیا، لیکن کتب احادیث میں اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ البتہ یہ قول جہلاء کی زبانوں پر گھومتا رہتا ہے۔

درج ذیل حقائق اس قول کی کمزوری واضح کر دیتے ہیں:۔

(ا) مکہ میں بت تھے مگر جماعت فرض نہیں تھی۔ مدینہ میں جماعت فرض ہوئی مگر بت نہیں تھے' پھر منافقین مدینہ کن بتوں کو بغلوں میں دبائے مسجدوں میں چلے آتے تھے؟

(ب) تعجب ہے کہ جاہل لوگ اس گپ کو صحیح مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کو عالم الغیب بھی مانتے ہیں حالانکہ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو رفع الیدین کروانے کے بغیر بھی جان سکتے تھے کہ فلاں فلاں شخص مسجد میں بت لے آیا ہے۔

(ج) بت ہی گرانے تھے تو یہ' تکبیر تحریمہ کہتے وقت جو رفع الیدین کی جاتی ہے اور اسی طرح رکوع اور سجود کے دوران بھی گر سکتے تھے اس کے لئے الگ سے رفع الیدین کی سنت جاری کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔

(د) منافقین بھی کس قدر بیوقوف تھے کہ بت جیبوں میں لانے کی بجائے انہیں بغلوں میں دبا لائے؟

(ھ) یقیناً جاہل لوگ اور ان کے پیشوا یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ ان کے بقول اگر رفع الیدین کے دوران منافقین کی بغلوں سے بت گرے تھے تو پھر آپ نے انہیں کیا سزا دی تھی؟

دراصل یہ کہانی محض خانہ ساز افسانہ ہے۔ جس کا حقیقت کے ساتھ ادنیٰ سا تعلق بھی نہیں ہے۔ (ع'ر)

یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کیا تھا اور بعد میں چھوڑ دیا۔ (نصب الرایہ ۱/ ٤٠٤ لیکن یہ روایت بھی مرسل اور ضعیف ہے)

تحقیق تو یہ ہے کہ مسئلہ رفع الیدین میں نسخ ہوا ہی نہیں ہے۔ کیونکہ نسخ ہمیشہ وہاں ہوتا ہے جہاں (۱) دو حدیثیں آپس میں ٹکراتی ہوں۔ (۲) دونوں مقبول ہوں (۳) ان کا کوئی مشترکہ مفہوم نہ نکلتا ہو۔ (۴) دلائل سے ثابت ہو جائے کہ ان دونوں میں سے فلاں پہلے دور کی ہے اور فلاں بعد میں ارشاد فرمائی گئی' تب بعد والی حدیث' پہلی حدیث کو منسوخ کر دیتی ہے۔

مگر یہاں رفع الیدین کرنے کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور صحیح ترین بھی' جبکہ نہ کرنے کی احادیث کم بھی ہیں اور کمزور بھی (ان پر محدثین کی جرح ہے) اب نہ تو مقبول اور مردود احادیث کا مشترکہ مفہوم اخذ کرنا جائز ہے اور نہ ہی مردود احادیث سے مقبول احادیث کو منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ رفع الیدین کے منسوخ نہ ہونے کے

دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حیات طیبہ کے آخری (۹ھ اور ۱۰ھ) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین کرنا روایت کیا ہے۔

(ب) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین عہد نبوت کے بعد بھی رفع الیدین کے قائل و فاعل رہے۔

(ج) کہا جاتا ہے کہ چاروں ائمہ برحق ہیں اگر ایسا ہی ہے تو ان چاروں میں سے تین رفع الیدین کرنے کے قائل ہیں۔

(د) جن محدثین کرام رحمہ اللہ نے رفع الیدین کی احادیث کو اپنی مختلف مقبول سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے ان میں سے کسی نے یہ تبصرہ نہیں کیا کہ ''رفع الیدین منسوخ ہے'' ثابت ہوا کہ صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک رفع الیدین منسوخ نہیں بلکہ سنت نبوی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سنت چھوڑنے کے لیے نہیں' اپنانے کے لیے ہوتی ہے۔ اب جو شخص ایک غیر معصوم امتی کے عمل کو سنت نبوی پر ترجیح دیتا ہے اور سنت کو عمداً ہمیشہ چھوڑے ہوئے ہے اسے حب رسول کا دعویٰ کرنا جچتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین (ع' ر)

اسی طرح اس سلسلے میں ایک اور روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی یہ لوگ شروع نماز کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے''۔ (بیہقی ۲/۷۹-۸۰).

امام دارقطنی لکھتے ہیں کہ اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے۔ بلکہ بعض علماء (ابن جوزی' ابن تیمیہ وغیرہ) نے اسے موضوع کہا ہے۔ (یعنی یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ نہیں ہے بلکہ کسی نے خود تراش کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے)۔

لہذا ایسی روایت پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ: رفع الیدین کی احادیث بکثرت اور صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں۔ عدم رفع الیدین کی احادیث معنی یا سنداً ثابت نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی عدم رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

رکوع کا بیان

رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں (یا کانوں) تک اٹھائیں۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے'' (بخاری، ۷۳۵، ومسلم، ۳۹۰)

(۲) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں پیٹھ (پشت) بالکل سیدھی رکھتے سر نہ تو اونچا ہوتا تھا اور نہ نیچا۔ (مسلم، الصلاۃ، باب الاعتدال فی السجود ۴۹۸)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا اور انہیں مضبوط پکڑا انگلیاں کشادہ رکھیں۔ اور دونوں بازو تان کر رکھے اور کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھا۔

(ابو داود، الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ، ۷۳٤، ترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء انه یجا فی یدیه عن جنبیه فی الرکوع، ۲٦۰، اسے ترمذی اور نووی نے صحیح کہا)

☆ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرماتے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ''میرا رب عظیم (ہر عیب سے) پاک ہے'' (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراء ة فی صلاۃ اللیل، ۷۷۲) آپ یہ کلمات تین دفعہ کہتے تھے (ابن ماجه: ۸۸۸).

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر کہتے تھے: ''سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ'' ''اے ہمارے پروردگار اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔ یاالٰہی مجھے بخش دے''.

(بخاری، الاذان باب الدعاء فی الرکوع، ۷۹٤، ومسلم، الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، ٤۸٤)

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے: ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ'' ''فرشتوں اور روح (جبریل) کا پروردگار

نہایت پاک ہے“ (مسلم' الصلوة' باب ما یقال فی الرکوع والسجود ٤٨٧)

☆ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں کہتے تھے: ”سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ“.

”قہر (غلبے) بادشاہی' بڑائی اور بزرگی کا مالک اللہ (نہایت ہی) پاک ہے“.

(ابو داود' الصلاة' باب ما یقول الرجل فی رکوعه و سجوده' ٨٧٣، نسائی: ١٠٤٩، ٢/١٩١)

☆ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ پڑھتے:

”اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِی وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ“.

”اے اللہ میں تیرے آگے جھک گیا' تجھ پر ایمان لایا' تیرا فرمانبردار ہوا' میرا کان' میری آنکھ' میرا مغز' میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز بن گئے“.

(مسلم' صلاة المسافرین' باب صلوٰة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دعائه باللیل ٧٧١)

اطمینان، نماز کا رکن ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونے میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی (اور رکوع' سجود' قومے اور جلسے کی رعایت نہ کی اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا' آپ نے فرمایا: (وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ) واپس جا' پھر نماز پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی“ وہ گیا' پھر نماز پڑھی (جس طرح پہلے بے قاعدہ پڑھی تھی) پھر آیا اور سلام کیا آپ نے پھر فرمایا: (وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ) جا پھر نماز پڑھ۔ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی“ اس شخص نے تیسری یا چوتھی بار (بے قاعدہ) نماز پڑھنے کے بعد کہا: ”آپ مجھے (نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ) سکھا دیں“ تو آپ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے ارادے سے اٹھے تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کر' پھر قبلہ رخ کھڑا ہو

کر تکبیر تحریمہ کہہ، پھر قرآن مجید میں سے جو تیرے لیے آسان ہو پڑھ، پھر رکوع کر، یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع (پورا) کر، پھر (رکوع سے) سر اٹھا یہاں تک کہ (قومہ میں) سیدھا کھڑا ہو جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (مکمل) کر، پھر اطمینان سے اپنا سر اٹھا اور (جلسہ میں) بیٹھ جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (پورا) کر، پھر (سجدے سے) اپنا سر اٹھا اور (دوسری رکعت کے لیے) سیدھا کھڑا ہو جا، پھر اس طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔

(بخاری، الاذان باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعہ بالاعادۃ... ۷۹۳۔ ومسلم، الصلاۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ، ۳۹۷)

اس حدیث میں جس نمازی کا ذکر ہے وہ رکوع اور سجود بہت جلدی جلدی کرتا تھا۔ قومہ اور جلسہ اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر نہیں کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہر بار اسے فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ آپ نے ان ارکان کی ادائیگی میں عدم اطمینان کو نماز کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع اور سجود پوری طرح ادا نہیں کر رہا تھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ ''تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تم (اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے) مر گئے تو اس طریقے پر نہیں مرو گے جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا''

(بخاری: الأذان، باب: إذا لم یتم الرکوع: ۷۹۱).

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز درست نہیں ہوتی یہاں تک کہ رکوع اور سجدے (سے سر اٹھا کر بالکل اطمینان کے ساتھ کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر) اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ (ابو داؤد، الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود، ۸۵۵، ترمذی، الصلاۃ باب ما جاء فی من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود، ۲۶۵۔ امام ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے پوچھا کہ شرابی، زانی اور چور کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے (یعنی ان کا گناہ کتنا ہے)؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ گناہ کبیرہ ہیں اور ان میں سزا بہت ہے۔ اور (کان کھول کر) سنو بہت بری چوری' اس آدمی کی ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ نے کہا وہ کس طرح؟ فرمایا: ''جو نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہ کرے وہ نماز میں چوری کرتا ہے'' (موطا امام مالك ١/١٦٧' باب العمل فی جامع الصلاۃ' ابن حبان والسنن الکبری للبیہقی ٨/٢٠٩۔ ٢١٠ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

اللہ اکبر! کس قدر خوف کا مقام ہے آہ! ہماری غیر مسنون نمازوں کا کیا حشر ہوگا؟ ہمیں نماز کو تکبیر اولیٰ سے لے کر سلام پھیرنے تک مسنون طریقے سے ادا کرنا چاہئے۔

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شامل ہوئے اس وقت آپ رکوع میں تھے۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور اسی حالت میں چل کر صف میں پہنچے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تیرا شوق زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا'' (بخاری'الاذان باب اذا رکع دون الصف' ٧٨٣)

بعض لوگ اس حدیث سے یہ نکتہ نکالتے ہیں کہ اگر نمازی حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو تو وہ اسے رکعت شمار کرے گا کیونکہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے رکعت نہیں دوہرائی نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیام ضروری ہے نہ فاتحہ۔ یہ مؤقف محل نظر ہے کیونکہ:

(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رکعت لوٹانے کا حکم دیا تھا یا نہیں؟ یا انہوں نے از خود رکعت کو لوٹایا تھا یا نہیں؟ اس کے متعلق حدیث خاموش ہے اس ضمن میں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ محض ظن و احتمال کی بنیاد پر کہا جاتا ہے۔

(ب) اس کے برعکس ایسے صریح دلائل موجود ہیں جو (ہر صاحب استطاعت کے لیے) قیام اور فاتحہ دونوں کو لازم قرار دیتے ہیں اور

(ج) قاعدہ یہ ہے کہ جب احتمال اور صراحت آمنے سامنے آجائیں تو احتمال کو چھوڑ دیا جائے گا اور صراحت پر عمل کیا جائے گا۔

(د) سیدھی سی بات ہے کہ اس حدیث شریف کا مرکزی نکتہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل ہے کہ پہلے وہ حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوئے پھر اسی کیفیت میں آگے بڑھتے ہوئے صف میں داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسی فعل سے روکا تھا۔ جماعت میں شامل ہونے کا شوق بجا مگر اس شوق کی تکمیل کا یہ طریقہ بہر حال مستحسن نہ تھا۔

(ھ) لہٰذا اس حدیث کو اس کے اصل نکتے سے ہٹا کر قیام اور فاتحہ سے خالی رکعت کے جواز پر لانا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

قومے کا بیان:

ابو حمید ساعدی روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے مقام پر آ جاتی تھی"۔

(بخاری: الأذان، باب: سنة الجلوس فی التشهد: ۸۲۸).

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام (رکوع سے اٹھتے ہوئے) کہے: (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) "اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔" تو تم کہو: (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) "اے ہمارے رب! تیرے ہی واسطے تعریف ہے" جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ مل گیا اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری، الاذان باب فضل (اللهم ربنا و لك الحمد) ۷۹۶ ومسلم، الصلاۃ، باب التسمیع والتحمید والتأمین: ۴۰۹)

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) ایک مقتدی نے کہا (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ) پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "بولنے والا کون تھا؟" (یعنی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟) ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلمات کا ثواب لکھنے

میں جلدی کر رہے تھے۔ (بخاری الاذان باب فضل اللهم ربنا لك الحمد ٧٩٩)

☆ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اٹھتے تو (قومہ میں دعا پڑھتے):

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ".

"اللہ نے سن لی اس (بندے) کی بات جس نے اس کی تعریف کی اے ہمارے اللہ! تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے آسمانوں' زمین اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے"

(مسلم' الصلاة' باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع' ٤٧٦)

☆ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ' اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

"اے ہمارے پروردگار! ہر قسم کی تعریف صرف تیرے لئے ہے آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے اور بندے نے جو تیری تعریف اور بزرگی کی وہ تیرے لائق ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے دی اور کوئی دینے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے روک دی اور دولت مند کو دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی" (مسلم' الصلاة' باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع' حديث ٤٧٧)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قومے میں فرماتے:

"اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ

بَعْدُ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْوَسَخِ"۔

''اے اللہ! تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کے بھراو کے برابر جو تو چاہے' اے اللہ! مجھے برف' اولے اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے ایسا پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ (مسلم' ٤٧٦)

تنبیہ:

بہت سے لوگوں کو قومے کا پتہ نہیں کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ رکوع کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو کر بڑے اطمینان سے قومے کی دعا پڑھتے تھے۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع، سجدہ، دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے (اٹھ کر قومہ میں) کھڑا ہونا برابر ہوتا تھا سوائے قیام اور تشہد بیٹھنے کے۔ (یعنی یہ چاروں چیزیں: رکوع' سجدہ' جلسہ اور قومہ طوالت میں تقریباً برابر ہوتی تھیں) (بخاری' الاذان باب حد اتمام الرکوع والا عتدال فیہ' ٧٩٢ ومسلم' الصلاۃ باب اعتدال ارکان الصلاۃ و تخفیفھا فی تمام ' ٤٧١)

بعض اوقات آپ ﷺ کا قومہ بہت لمبا ہوتا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ اس قدر لمبا قومہ کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں'' (بخاری: الأذان، باب: المکث بین السجدتین: ٨٢١، مسلم' الصلاۃ باب اعتدال ارکان الصلاۃ و تخفیفھا' ٤٧٢)

مگر افسوس کہ آج مسلمان قومہ لمبا کرنا تو رہا درکنار' پیٹھ سیدھی کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے فوراً سجدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین (ع' ر)

سجدے کے احکام

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے''

(أبو داود، الصلاۃ، باب کیف یضع رکبتیه قبل یدیه، ۸٤۰۔ امام نووی اور زرقانی نے اس کی سند کو جید کہا)

سجدہ میں گھٹنے پہلے رکھنے والی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت (ابوداؤد ۸۳۸) کو امام دارقطنی، بیہقی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔ جب کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی، ہاتھ پہلے رکھنے والی روایت صحیح ہے اور ابن عمر کی درج ذیل حدیث اس پر شاہد ہے۔

نافع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔(ابن خزیمة ۱/ ۳۱۹ حدیث ٦۲۷، مستدرك ۱/ ۲۲٦ اسے حاکم ذہبی اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کو امام اوزاعی، مالک، احمد بن حنبل اور شیخ احمد شاکر رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔ ابن ابی داؤد نے کہا: میرا رجحان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہ اور تابعین سے بہت سی روایات ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں اپنی ناک اور پیشانی زمین کے ساتھ لگاتے اور ہاتھ اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے (یعنی اپنے بازوں کو بغلوں سے نہ ملاتے تھے) اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھتے۔ (ابوداود، الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ ۷۳٤۔ اسے امام ابن خزیمہ ٦۴۰ اور ترمذی ۳۰۴ نے صحیح کہا)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھتے۔

(ابوداود، الصلاۃ، باب رفع الیدین فی الصلاۃ، ۷۲٦۔ اسے امام ابن حبان (حدیث ۴۸۵) نے صحیح کہا)

(۴) رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو انگلیوں کو کشادہ کرتے اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھتے۔(حاکم' ۱/۲۲۷ بیھقی ۲/ ۱۱۲ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا)

(۵) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی اور آپ نے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا دونوں ہاتھوں' دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے پنجوں پر اور (یہ کہ ہم نماز میں) اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکھٹا نہ کریں''.

(بخاری' الاذان باب السجود علی الانف ۸۱۲' ومسلم' الصلاۃ' باب اعضاء السجود ۴۹۰)

ہر بہن بھائی کے لئے ضروری ہے کہ وہ سجدہ میں ان سات اعضاء کو خوب اچھی طرح (مکمل طور پر) زمین پر ٹکا کر رکھیں اور اطمینان سے سجدہ کریں۔ اور مرد نماز میں اپنے آستینوں کو نہ چڑھائیں کیونکہ کپڑا اکٹھا کرنا منع ہے.

رسول اللہ ﷺ نے سجدہ میں اپنی ہتھیلیوں اور گھٹنوں کو زمین پر ٹکایا۔

(ابو داود' الصلاۃ' باب: صلاۃ من لا یقیم صلبة فی الرکوع والسجود ۸۵۸، ۸۵۹ اسے امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

(۶) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں جس کی ناک پیشانی کی طرح زمین پر نہیں لگتی۔(دار قطنی ۱/۳۴۸۔ اسے حاکم اور ابن جوزی نے صحیح کہا)

(۷) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کی حالت میں دیکھا آپ کے پاؤں کی دونوں ایڑیاں ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ تھے۔(بیھقی ۲/۱۱۶۔ اسے ابن خزیمہ ۶۵۴ حاکم ۱/ ۲۲۸ اور ذہبی نے صحیح کہا)

(۸) سجدے کی حالت میں نبی رحمت ﷺ اپنی کلائیوں کو زمین پر نہیں لگاتے تھے بلکہ انہیں اٹھا کر رکھتے اور پہلوؤں سے دور رکھتے اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف مڑے ہوئے ہوتے تھے۔(بخاری الاذان، باب سنة الجلوس فی التشھد' ۸۲۸)

عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں

کو اتنا کھولتے کہ ان کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی (بخاری: ۸۰۷، مسلم: ۴۹۵).

عورتیں سجدے میں بازو نہ بچھائیں:

بہت سی عورتیں سجدہ میں بازو بچھالیتی ہیں۔ اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور دونوں قدموں کو بھی زمین پر کھڑا نہیں کرتیں۔ واضح ہو کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور سنت کے خلاف ہے سنئے! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''تم میں سے کوئی (مرد یا عورت) اپنے بازو سجدے میں اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے''.

(بخاری الاذان باب لا یفترش ذراعیه فی السجود، ۸۲۲۔ مسلم، الصلاۃ، باب الاعتدال فی السجود، ۴۹۳)

نبی رحمت ﷺ کے اس فرمان سے صاف عیاں ہے کہ نمازی (مرد یا عورت) کو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کہنیاں (یعنی بازو) زمین سے اٹھا کر رکھنے چاہئیں نیز پیٹ بھی رانوں سے جدا رہے اور سینہ بھی زمین سے اونچا ہو۔ میری معزز مسلمان بہنو! اپنے پیارے رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق نماز پڑھو۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سجدہ کرو تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھو اور اپنی دونوں کہنیوں کو بلند کرو'' (مسلم: ۴۹۴).

رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ بانہوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (مسلم، الصلاۃ، باب الاعتدال فی السجود، ۴۹۶)

بعض لوگ یہ فضول عذر پیش کرتے ہیں کہ اس طرح سجدے میں بی بی کی چھاتی زمین سے بلند ہو جاتی ہے جو بے پردگی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے لیے اوڑھنی کو لازم قرار دیا ہے یہ اوڑھنی دوران سجدہ بھی پردے کا تقاضہ پورا کرتی ہے پھر آج کی کوئی خاتون صحابیات رضی اللہ عنہن کی غیرت اور شرم و حیا کو نہیں پہنچ سکتی جب انہوں نے ہمیشہ سنت کے مطابق نماز ادا کی تو آج کی خاتون کو بھی انہی کی راہ چلنی چاہیے (ع، ر)

نہایت درجہ قرب الٰہی:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے بہت نزدیک ہوتا ہے۔ پس (سجدے میں) بہت دعا کرو''.

(مسلم' الصلاۃ' باب مایقال فی الرکوع والسجود ۔ ٤٨٢)

اللہ تعالی تو بندے سے ہر حال میں نزدیک ہوتا ہے لیکن سجدے کی حالت میں بندہ اس کے بہت نزدیک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں بڑی عاجزی اور اخلاص سے دعائیں مانگتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر زمین پر سجدہ کرتے تھے اس لیے کہ مسجد نبوی میں فرش نہ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سخت گرمی میں نماز ادا کرتے اور زمین کی گرمی کی وجہ سے اگر وہ زمین پر پیشانی نہ رکھ سکتے تو سجدہ کی جگہ پر کپڑا رکھ لیتے اور اس پر سجدہ کرتے۔(بخاری: الصلاۃ، باب: السجود علی الثوب فی شدۃ الحر: ٣٨٥، مسلم' المساجد' باب استحباب تقدیم الظھر فی اول الوقت فی غیر شدۃ الحر ٦٢٠)

رمضان المبارک کی اکیسویں رات تھی۔ بارش برسی اور مسجد کی چھت ٹپک پڑی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ میں سجدہ کیا۔ آپ کی پیشانی اور ناک پر کیچڑ کا نشان تھا۔(بخاری' الاعتکاف' باب من خرج من اعتکافه عندالصبح' ٢٠٤٠۔ مسلم' الصیام' باب فضل لیلۃ القدر ١١٦٧)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی جو زمین پر زیادہ عرصہ پڑی رہنے سے سیاہ ہو گئی تھی۔

(بخاری' الصلوۃ' باب الصلوۃ علی الحصیر' ٣٨٠ و مسلم' المساجد: باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ ٦٥٨)

لمبا سجدہ کرنا:

عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ رکوع کے برابر لمبا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی کسی عارضہ کی بنا پر زیادہ لمبا کرتے۔ ایک دفعہ آپ ظہر یا عصر کی نماز میں حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے

تشریف لائے۔آپ نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھے اور انہیں اپنے قدم مبارک کے قریب بٹھالیا۔ پھر آپ نے نماز شروع کی اور لمبا سجدہ کیا۔ جب آپ نے نماز ختم کی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس نماز میں ایک سجدہ بہت لمبا کیا یہاں تک کہ ہمیں خیال گزرا کہ کوئی واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ یا پھر وحی نازل ہو رہی ہے۔آپ نے فرمایا:''ایسی کوئی بات نہیں تھی بس میرا بیٹا میری کمر پر سوار ہو گیا تو میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ سجدہ سے جلدی سر اٹھا کر اسے پریشانی میں مبتلا کر دں'' (نسائی: التطبیق، باب: هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة: ٢/ ٢٢٩، ٢٣٠ (١١٤١)، اسے امام حاکم ۳/ ۱۶۲۷ ابن خزیمہ ۱۰۳۷ نے صحیح کہا)

بہشت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ:

ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رات گزارتا تھا۔آپ کے وضو کا پانی اور آپ کی (دیگر) ضروریات (مسواک وغیرہ) لاتا تھا۔ (ایک رات خوش ہو کر) آپ نے مجھے فرمایا:''(کچھ دین و دنیا کی بھلائی) مانگ'' میں نے عرض کی: بہشت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا:''اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟'' میں نے کہا بس یہی! پھر آپ نے فرمایا:''پس اپنی ذات کے لئے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر'' (مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ٤٨٩).

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ بزرگوں سے ملاقات کے دوران ان سے دعا کروانا جائز ہے۔اس حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ میں چونکہ کل مخلوق کا حاجت روا اور مشکل کشا ہوں لہذا مجھ سے ہر قسم کی غیبی مدد مانگا کرو اس کے برعکس نبی اکرم ﷺ جناب ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مدد مانگ رہے ہیں کہ سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔(ع،ر)

جس طرح معالج مریض کو کہے کہ حصول شفا کے لئے میں تیرے لئے کوشش کرتا ہوں اور تو میری ہدایات کے مطابق دوائی اور پرہیز کرنے کے ساتھ میری مدد کر۔اسی طرح آپ نے ربیعہ کو فرمایا کہ میں تیرے حصول

مدعا کے لئے دعا سے کوشش کرتا ہوں اور تو سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری کوشش میں میری مدد کر۔ اسی طرح تجھے بہشت میں میری رفاقت حاصل ہوگی۔

ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں لے جانے والا عمل پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے لئے (پورے خلوص وحضور کے ساتھ) سجدوں کی کثرت لازم کر، پس تیرے ہر سجدے کے بدلے اللہ تعالی تیرا درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے گناہ (بھی) مٹائے گا''

(مسلم، الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیہ، ٤٨٨)

سجدے کی دعائیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار میں رکوع اور سجدے میں قرآن حکیم پڑھنے سے منع کیا گیا ہوں۔ پس تم رکوع میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں خوب دعا مانگو۔ تمہاری دعا قبولیت کے لائق ہوگی'' (مسلم، الصلاۃ، باب النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع و السجود، ٤٧٩)

(۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں (یہ دعا) پڑھتے:

''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلیٰ'' ''میرا بلند پروردگار (ہر عیب سے) پاک ہے''.

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل: ٧٧٢.

آپ یہ کلمات تین دفعہ کہتے تھے (ابن ماجہ: ٨٨٨).

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں (یہ) کہتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِیَتَهُ وَسِرَّهُ''.

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ، تمام گناہ بخش دے''.

(مسلم، الصلاۃ، الصلاۃ، باب: النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود ٤٨٣)

(۵) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع یا سجدہ میں فرماتے تھے:

''سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ''.

''اے اللہ! تیری ہی پاکیزگی اور تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے'' (مسلم: ٤٨٥)

(٩) رسول اللہ ﷺ سجدے میں فرماتے: ''اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اَحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ'' ''اے اللہ میں تیری رضامندی کے ذریعے تیرے غصے سے' تیری عافیت کے ذریعے تیری سزا سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کو شمار نہیں کرسکتا۔ تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے''. (مسلم: ٤٨٦)

(١٠) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰھُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصُوَّرَهٗ فَاَحْسَنَ صُوَرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ'' ''اے اللہ تیرے لیے میں نے سجدہ کیا۔ میں تجھ پر ایمان لایا۔ میں تیرا فرمانبردار ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا۔ اس کی اچھی صورت بنائی۔ اس کے کان اور آنکھ کو کھولا۔ بہترین تخلیق کرنے والا اللہ' بڑا ہی بابرکت ہے''. (مسلم: ٧٧١)

سجدہ تلاوت:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جب آدم کا (مومن) بیٹا سجدے کی آیت پڑھتا ہے۔ پھر (پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر کہتا ہے ہائے میری ہلاکت' تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدہ کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا۔ پس اس کے لئے بہشت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی پس میرے لئے آگ ہے''.

(مسلم' الایمان' باب بیان اطلاق اسم الکفرعلی من ترك الصلاة' ٨١)

(١١) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے کی آیت تلاوت کرتے تو آپ سجدہ کرتے۔ اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ (بخاری' سجود القرآن'

باب من سجد لسجود القاری' ١٠٧٥، مسلم: المساجد، باب: سجود التلاوة: ٥٧٥)

(۱۲) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سجدے کی آیت تلاوت کرتے اور سجدۂ تلاوت میں یہ پڑھتے: ”سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ“. ”میرے چہرے نے اس ذات کوسجدہ کیا جس نے اپنی طاقت اورقوت سے اسے پیدا کیا اس کے کان اور آنکھیں بنائیں پس اللہ بہترین تخلیق کرنے والا بڑا بابرکت ہے۔(ابوداؤد ابواب السجود، باب ما یقول اذا سجد ١٤١٤۔ اسے امام ترمذی، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔اور”فتبارك الله احسن الخالقين“ کے الفاظ مستدرک حاکم ۱/۲۲۰ میں ہیں)

(۱۳) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کے سامنے سورت نجم تلاوت کی تو آپ نے سجدۂ تلاوت نہیں کیا۔(بخاری، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم یسجد، ١٠٧٢، مسلم 'المساجد' باب سجود التلاوة" ٥٧٧). معلوم ہوا سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی جب سجدے کی آیت آئی تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا، دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر فرمایا: لوگو جب ہم سجدہ کی آیت پڑھتے ہیں تو جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے اس پر گناہ نہیں(بخاری: سجود القرآن: ١٠٧٧).

سجدۂ شکر:

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی خوشی کی خبر آتی تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے(ابن ماجه: إقامة الصلاة: ١٣٩٤).

اللہ تعالیٰ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول کی تو کسی نے بلند آواز سے پکارا اے کعب بن مالک تیرے لیے خوشخبری ہے، آواز سنتے ہی کعب بن مالک سجدہ میں گر گئے۔

(بخاری: المغازی، باب: حدیث کعب بن مالك: ٤٢١٨، مسلم: التوبه: ٢٧٦٩).

جلسہ : (دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا)

''رسول اللہ ﷺ سجدے سے اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے (یعنی بچھاتے) پھر اس پر بیٹھتے' اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (یعنی پہلے سجدے سے سر اٹھا کر نہایت آرام و اطمینان سے بیٹھ جاتے اور دعائیں جو آگے آتی ہیں پڑھ کر) پھر (دوسرا) سجدہ کرتے۔(ابو داود' ۷۳۰ ترمذی' ۳۰٤)

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ بیٹھتے وقت اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے۔

(بخاری' الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد' ۸۲۸)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے اور اس کی انگلیاں قبلہ رخ کی جائیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھا جائے۔(نسائی' التطبیق' باب الاستقبال بأطراف أصابع القدم القبلة ۱۱۵۸۔ اسے امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے صحیح کہا)

اور کبھی کبھی آپ ﷺ اپنے قدموں اور اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قدموں اور ایڑیوں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔(مسلم' المساجد' باب جواز الاقعاء علی العقبین' ٥٣٦)

نبی رحمت ﷺ خود بڑے اطمینان سے جلسے میں بیٹھتے۔لیکن افسوس کہ عام لوگوں کو جلسے کا پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ کا جلسہ سجدے کے برابر ہوتا تھا۔کبھی کبھی زیادہ (دیر تک) بیٹھتے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ آپ (دوسرا سجدہ کرنا) بھول گئے۔

(بخاری' ۸۲۱' ومسلم' ٤٧٢)

جلسے کی مسنون دعائیں:

۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان (یہ) پڑھتے:

”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِی وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِی وَارْزُقْنِیْ“.

”اے اللہ! مجھے بخش دے‘ مجھ پر رحم فرما‘ مجھے عافیت سے رکھ، مجھے ہدایت دے‘ اور مجھے روزی عطا کر“ (ابوداود‘ الصلاۃ‘ باب الدعاء بین السجدتین ۸۵۰۔ ترمذی‘ الصلاۃ‘ باب ما یقول بین السجدتین ۲۸۴۔ اسے حاکم‘ ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے: ”رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ‘ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ“.

”اے میرے رب مجھے معاف فرما‘ اے میرے رب مجھے معاف فرما“ (ابو داود‘ الصلاۃ، باب ما یقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ ۸۷۴، ابن ماجہ ۸۹۷ حاکم ۱/ ۲۷۱ اور ذہبی نے صحیح کہا)

دوسرا سجدہ:

جب آپ پورے اطمینان سے جلسے کے فرائض سے فارغ ہوں تو پھر دوسرا سجدہ کریں اور پہلے سجدے کی طرح اس میں بھی بڑے خشوع وخضوع اور کامل اطمینان سے دعائیں پڑھیں اور پھر اٹھیں۔

جلسۂ استراحت:

دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد ایک رکعت پوری ہو چکی ہے۔ اب دوسری رکعت کے لئے آپ کو اٹھنا ہے لیکن اٹھنے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ذرا بیٹھ کر اٹھیں اس کی صورت یہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہتے ہوئے (دوسرے سجدے) سے اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے ہوئے (بچھاتے اور) اس پر بیٹھتے اتنی دیر تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی۔ پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے۔

(ابوداود‘ ۷۳۰ ترمذی‘ ۳۰۴ ابن ماجہ ‘ اقامۃ الصلاۃ‘ باب اتمام الصلاۃ‘ ۱۰۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی طاق (پہلی اور تیسری) رکعت کے بعد کھڑے ہونے سے قبل

سیدھے بیٹھتے تھے۔(بخاری، الاذان باب من استوی قاعدا ، ۸۲۳)

رسول اللہ ﷺ جب دوسرے سجدے سے اٹھتے تو پہلے بیٹھتے پھر اٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھتے۔(بخاری: الاذان، باب: کیف یعتمد علی الارض اذا قام من الرکعۃ: ۸۲۴)

دوسری رکعت:

رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیئے کھڑے ہوتے تو الحمد شریف کی قراءت شروع کر دیتے اور (دعائے افتتاح کے لئے) سکتہ نہیں کرتے تھے۔

(مسلم، المساجد، باب ما یقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، ۵۹۹)

تشھد

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت کے بعد (دوسرے سجدے سے اٹھ کر) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے، ان سے کہا گیا آپ تو ایسا نہیں کرتے تو فرمانے لگے میرے پاؤں مجھے سہارا نہیں دے سکتے۔

(بخاری، الاذان، باب سنۃ الجلوس فی التشھد ۸۲۷)

مسئلہ رفع سبابہ:

تشہد میں انگلی کا اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بڑی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز (کے قعدہ) میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لیتے اور اپنی داہنی انگلی جو انگوٹھے کے نزدیک ہے اٹھا لیتے، پس اس کے ساتھ دعا مانگتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھا لیتے۔(مسلم، المساجد، باب صفۃ الجلوس فی الصلاۃ، ۵۸۰)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں) تشہد پڑھنے

بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے۔ایک روایت میں ہے کہ بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے (مسلم: ٥٧٩).

معلوم ہوا کہ نمازی کو رخصت ہے چاہے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے چاہے ران پر.

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے سجدے سے اٹھ کر قعدہ میں بیٹھے' دو انگلیوں کو بند کیا' انگوٹھے اور درمیان کی بڑی انگلی سے حلقہ بنایا اور انگشت شہادت (کلمے کی انگلی) سے اشارہ کیا۔

(ابو داود' الصلاۃ' باب رفع الیدین فی الصلاۃ' ٧٢٦۔ اسے امام ابن حبان ۴۸۵ اور ابن خزیمہ ۷۱۳' ۷۱۴ نے صحیح کہا)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی اٹھائی اور اسے ہلاتے تھے۔

(نسائی' الافتتاح' باب موضع الیمین من الشمال فی الصلاۃ' ٨٨٩، اسے ابن حبان ۴۸۵ اور ابن خزیمہ ۷۱۴ نے صحیح کہا).

شیخ البانی فرماتے ہیں انگلی کو حرکت نہ دینے والی روایت شاذ یا منکر ہے۔لہذا اسے حدیث وائل بن حجر کے مقابلے میں لانا جائز نہیں ہے۔

صرف (لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ) کہنے پر انگلی اٹھانا اور کہنے کے بعد رکھ دینا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی نظر (تشہد میں) ان کی انگلی کے اشارے سے تجاوز نہیں کرتی تھی (أبو داود: الصلاۃ، باب: الإشارۃ فی التشھد: ٩٩٠).

سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا، آپ نے فرمایا: ایک انگلی سے، ایک انگلی سے (اشارہ کرو) یعنی شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرو (نسائی: السھو، باب: النھی عن الإشارۃ بإصبعین: ١٢٧٣).

تشہد:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم نماز میں (قعدہ کے لیے) بیٹھوتو یہ پڑھو:

''اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَاوَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ''.

''(میری ساری) قولی' بدنی اور مالی عبادت صرف اللہ کے لئے خاص ہے۔اے نبی آپ پر اللہ تعالی کی رحمت' سلامتی اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے (دوسرے) نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں پھر جو دعا پسند ہو وہ مانگ'' ان کلمات کو ادا کرنے سے ہر نیک بندے کو خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان میں' نمازی کا سلام پہنچ جاتا ہے۔

(بخاری' الاذان باب التشهد فی الاخرة' ۸۳۱' ومسلم' الصلاة' باب التشهد فی الصلاة' ۴۰۲)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود رہے ہم (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ) کہتے رہے' جب آپ فوت ہوگئے تو ہم نے خطاب کا صیغہ چھوڑ کر غائب کا صیغہ پڑھنا شروع کر دیا۔یعنی پھر ہم (اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ) پڑھتے تھے۔(بخاری' الاستئذان' باب الاخذ بالیدین' ۶۲۶۵)

پہلے جملے کا معنی ہے: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلامتی ہو''۔ دوسرے جملے کا معنی ہے: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی ہو''۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب یا حاضر ناظر نہیں سمجھتے تھے۔وگرنہ وہ (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ) کی جگہ (اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيُّ) نہ پڑھتے۔الفاظ تشہد (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا

النَّبِيُّ) سے شرکیہ عقیدہ (آپ کے عالم الغیب یا حاضر ناظر ہونے) کی قطعاً تائید نہیں ہوتی، کیونکہ مسلمان السلام علیک ایھا النبی اس لئے نہیں بلکہ سنت کی پیروی کی بنا پر پڑھتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا سلام نبی اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں (ابو داود المناسك باب زيارة القبور ٢٠٤٢).

جس طرح ہم اپنے خطوط میں بصیغہ خطاب ایک دوسرے کو سلام بھیجتے ہیں اسی طرح ہمارا سلام بھی اللہ تعالیٰ آپ تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ سلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے اس لئے یہ اس صلوۃ و سلام کی دلیل نہیں بن سکتا جو لوگ اذان سے قبل یا اٹھتے بیٹھتے الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یہ سمجھ کر پڑھتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارا سلام سن رہے ہیں۔ یقیناً صحابہ کی پیروی میں کامیابی ہے اور خودساختہ اعمال بدعت ہیں گمراہی میں جانے کا سبب بن سکتے ہیں۔ (ع، ر)

رسول اللہ ﷺ درمیانی تشہد سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے (مسند الإمام أحمد: ١/٤٥٩، ٤٣٨٢ اس کی سند صحیح ہے)۔ لہٰذا درمیانی تشہد میں صرف تشہد کافی ہے۔

اور اگر کوئی شخص تشہد کے بعد درود اور دعا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دو رکعت پر بیٹھو تو التحیات کے بعد جو دعا زیادہ پسند ہو وہ کرو'' (نسائی، التطبیق، باب کیف التشهد الاول، ١١٦٣)

اور دعا سے پہلے درود پڑھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرے، اس کی تعریف کرے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے پھر اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے۔ (ابو داود، الوتر، باب الدعاء، ١٤٨١۔ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا)

لہٰذا درمیانی تشہد میں تشہد کے بعد درود اور دعا بھی کی جا سکتی ہے۔

قعدۂ تشہد سے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں تو اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھیں اور رفع الیدین کریں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ دو رکعت پڑھ کر (تشہد کے بعد) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (بخاری: ٧٣٩)

آخری قعدہ (تشہد):

اس آخری قعدے میں رسول اللہ ﷺ یوں بیٹھتے تھے جیسا کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سجدہ آتا جس کے بعد سلام ہے (یعنی جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کرکے فارغ ہوتے اور تشہد وغیرہ کے لئے بیٹھتے) تو اپنا بایاں پاؤں (دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر) نکالتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے نصب کرتے اور اپنی بائیں جانب کے کولہے پر بیٹھتے۔ پھر (تشہد، درود اور دعا پڑھ کر) سلام پھیرتے۔ (بخاری: ٨٢٨، أبو داود: ٧٣٠).

بائیں جانب کولہے پر بیٹھنا "تَوَرُّك" کہلاتا ہے۔ یہ سنت ہے۔ ہر مسلمان کو آخری قعدے میں تورک ضرور کرنا چاہیئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری عورتیں تو آخری تشہد میں تورک کریں اور مرد اس سنت رسول ﷺ سے محروم رہیں۔

نبی رحمت ﷺ نے اس شخص کو منع کیا جو تشہد کی حالت میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھا آپ نے فرمایا: "ایسے نہ بیٹھو، اس طرح وہ بیٹھتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا" (مسند أحمد عن عبدالله بن عمر: ٢/ ١١٦، ٥٩٧٢، وإسناده حسن)

جب آپ اس قعدے میں بیٹھیں تو پہلے التحیات پڑھیں جس طرح دوسری رکعت پڑھ کر آپ نے قعدے میں پڑھی تھی، اور رفع سبابہ بھی بدستور کریں۔ التحیات ختم کر کے مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ نے فرمایا کہو:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ".

''یا الٰہی رحمت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ یا الٰہی برکت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے'' (بخاری، أحادیث الانبیاء، باب ١٠ حدیث ٣٣٧٠، مسلم: ٤٠٦)

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں تو آپ نے فرمایا کہو:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (مسلم: الصلاة، باب: الصلاة علی النبی ﷺ بعد التشهد: ٤٠٦).

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ نے فرمایا کہو:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ''.

''اے اللہ! محمد ﷺ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت فرمائی اور محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر برکت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے'' (بخاری، ٣٣٦٩، ومسلم، ٤٠٧)

کسی بھی صحیح روایت میں درود شریف میں ''سیدنا'' یا ''مولانا'' کا لفظ موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو درود سکھایا تھا، جب اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں تو ہمیں بھی اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ، رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان کی پیروی راجح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ درود کا (مسنون) طریقہ یہ ہے کہ (اللھم صل علی محمدو علی آل محمد...) کے

الفاظ کے ساتھ درود بھیجا جائے جو ''سیدنا'' کے لفظ سے خالی ہے۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تشریف لائے۔ آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا اور اس نے کہا تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ ''اے محمد! کیا تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہوں اور تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں''

(نسائی ۳/ ۵۰، ۱۲۹۵۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

درود کے بعد کی دعائیں:

(۱) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (آخری قعدے میں) یوں دعا فرماتے تھے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ''.

''یا الٰہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں موت و حیات کے فتنے سے' یا الٰہی' میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں''.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ قرض سے بہت پناہ کیوں مانگتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی بھی کرتا ہے''.

(بخاری' الآذان باب الدعاء قبل السلام ۸۳۲ ومسلم' المساجد' باب ما یستعاذ منه فی الصلاة' ۵۸۹)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''تشہد میں چار چیزوں سے اللہ تعالی کی پناہ ضرور طلب کرو'' وہ یہ ہیں:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ“.

”اے اللہ! میں جہنم اور قبر کے عذاب سے‘ موت وحیات کے فتنہ اور مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں“ (مسلم ۵۸۸)

نبی رحمت ﷺ یہ دعا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس طرح سکھاتے جیسا کہ انہیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے۔ (مسلم‘ ۵۹۰) لہٰذا اسے پڑھنا ضروری ہے۔

(۲) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا‘ یارسول اللہ! نماز میں مانگنے کے لئے مجھے (کوئی) دعا سکھائیے (کہ اسے التحیات اور درود کے بعد پڑھا کروں) تو آپ نے فرمایا! پڑھ:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ“.

”یا الٰہی! بلا شبہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا‘ پس اپنی جناب سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر‘ بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے“ (بخاری‘ الاذان باب الدعاء قبل السلام‘ ۸۳۴ ومسلم الذکر والدعاء باب الدعوات والتعوذ: ۲۷۰۵)

(۳) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے قبل یہ دعا پڑھتے تھے:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ“.

”اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے‘ پوشیدہ اور ظاہر (تمام) گناہ معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (وہ بھی معاف فرما) تو ہی (اپنی درگاہ عزت

میں) آگے کرنے والا اور (اپنی بارگاہ جلال سے) پیچھے کرنے والا ہے۔صرف تو ہی (سچا) معبود ہے" (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلوۃ النبی ﷺ و دعائه بالليل ٧٧١)

(۴) محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص مسجد کے آخر میں یہ دعا کر رہا تھا:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ".

"اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے ساتھ کہ تو واحد، اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا نہ جنا گیا اور نہ اس کا کوئی شریک ہے کہ تو مجھے اور میرے گناہ معاف کر دے بیشک تو بخشنے والا بہت مہربان ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری بخشش ہوگئی، تیری بخشش ہوگئی، تیری بخشش ہوگئی"۔

(أبو داود: ٩٨٥، نسائی: ١٣٠١، ٣/٥٢).

(۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، اس نے تشہد میں یہ دعا کی:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ".

"اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے ساتھ کہ حمد تیرے لیے ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، بے حد احسان کرنے والا، آسمانوں اور زمینوں کو بنانے والا بزرگ اور عزت والا، زندہ اور قائم رکھنے والا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کے عظیم ناموں کے ساتھ دعا کی ہے جو شخص ان کے ساتھ دعا کرتا ہے اللہ قبول کرتا ہے اور

جب وہ مانگتا ہے اللہ عطا کرتا ہے‘‘ (نسائی: السهو ۳۰۰).

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے:

’’اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْراً لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَأَسْأَلُكَ نَعِيماً لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ‘‘.

’’اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور خلق پر قدرت رکھنے کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تو میرے لیے زندگی بہتر جانے اور مجھے اس وقت فوت کر جب وفات میرے لیے بہتر جانے، میں غائب اور حاضر کی حالت میں تجھ سے تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں اور راضی اور غصے کی حالت میں خالص بات کہنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں، اور میں تجھ سے ان نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہوں اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو، اور میں تجھ سے تیرے فیصلوں پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد کی زندگی کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت اور تیری ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں اور میں تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت دینے والا ہدایت پانے والا بنا دے‘‘ (نسائی: ۱۳۰۶، ۳/۵۵).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے:

’’اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ‘‘.

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان اعمال کے شر سے جو میں نے کیے اور ان اعمال کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے'' (نسائی: ۱۳۰۷، ۳/ ۵۶، مسلم: الذکر والدعاء: ۲۷۱۶).

نماز کا اختتام:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں طرف سلام پھیرتے (تو کہتے): (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے: (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) (ابو داود: الصلاة، باب: فی السلام، ۹۹۶، ترمذی الصلاة، باب ماجاء فی التسلیم فی الصلاة، ۲۹۵ ـ اسے ترمذی اور ابن حبان نے صحیح کہا)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ دائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ) اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) (یعنی صرف دائیں طرف والے سلام میں (وَبَرَكَاتُهُ) کا اضافہ کرتے). (ابو داود: الصلاة، باب: السلام، ۹۹۷، امام نووی اور امام ابن حجر نے اسے صحیح کہا)



جو امور نماز میں کرنے جائز ہیں ان کا بیان

۱- نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں دو کالوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو''.

(ابوداود' الصلاۃ' باب العمل فی الصلاۃ' ۹۲۱)

۲- نماز میں بچے کو اٹھانا:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ زینب کی بیٹی امامہ (آپ ﷺ کی نواسی) آپ کے کندھوں پر تھی۔ آپ سجدہ فرماتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اسے اٹھا لیتے۔(بخاری' الصلاۃ' باب اذا حمل جاریة صغیرة علی عنقه فی الصلوة' ۵۱٦۔ مسلم' المساجد' باب جواز حمل الصبیان فی الصلوة ۵۴۳)

۳- صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا آپ نے (زبان سے کچھ کہے بغیر) دائیں ہاتھ کی انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب دیا۔(ابو داؤد' الصلوة' باب رد السلام فی الصلوة' ۹۲۵ و۹۲۷)

۴- چھینک آنے پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا:

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، دوران نماز میں چھینکا اور میں نے کہا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيْهِ''.

پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا: ''نماز میں کلام کرنے والا کون تھا؟'' تین بار آپ نے پوچھا. میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تھا، آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تیس فرشتے اس کلمہ کو لے جانے کے لیے جلدی کر رہے تھے''.

(ترمذی: الصلاۃ، باب: ما جاء فی الرجل یعطس فی الصلاۃ: ۴۰۴، امام ترمذی نے حسن کہا).

نماز کی مکروھات کا بیان

(۱) نبی اکرم ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کرنماز پڑھنے سے منع فرمایا۔(بخاری، العمل فی الصلاۃ، باب الخصر فی الصلاۃ، ۱۲۲۰۔ ومسلم، المساجد، باب کراھۃ الاختصار فی الصلاۃ، ۵۴۵)

(۲) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کونماز میں جمائی آئے تو اسے حتی المقدور روکے کیونکہ اس وقت شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے''.

(مسلم، الزھد، باب تشمیت العاطس و کراھیۃ التثاؤب، ۲۹۹۵)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جمائی کے وقت) ہاہا نہ کہو کیونکہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے''

(بخاری، بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، ۳۲۸۹)

(۳) سائب بن یزید نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ پڑھا۔ جب امام نے سلام پھیرا تو سائب نے کھڑے ہو کر نماز شروع کردی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آئندہ ایسا نہ کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملاؤ۔ ان (فرض اور سنت) کے درمیان کلام کرو یا جگہ تبدیل کرو'' (مسلم، الجمعۃ، باب الصلاۃ بعد الجمعۃ، حدیث ۸۸۳)

مغیرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''امام جس جگہ نماز پڑھ چکا ہے وہاں نماز نہ پڑھے بلکہ وہاں سے سرک جائے (یعنی جگہ تبدیل کرلے)''.

(نسائی: الصلاۃ، باب: الإمام یتطوع فی مکانہ: ۴۱۴).

(۴) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں باتیں کیا کرتے تھے، پھر: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ﴾ (البقرہ ۲۳۸) نازل ہوئی تو ہمیں چپ چاپ رہنے کا حکم ہوا اور بات کرنا منع ہوگیا۔(بخاری، العمل فی الصلاۃ، باب ما ینھی من الکلام فی الصلاۃ، ۱۲۰۰۔ مسلم، المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ۵۳۹)

سجدۂ سھو کا بیان

سجدہ سہو سے وہ دو سجدے مراد ہیں جو نمازی نماز میں بھول کی وجہ سے سلام سے پہلے یا بعد میں کرتا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کی نماز میں شبہ ڈالتا ہے اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں جب تم میں کسی کو ایسا اتفاق ہو تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے'' (بخاری: السھو، باب: السھو فی الفرض والتطوع: ۱۲۳۲، مسلم: المساجد، باب: السھو فی الصلاۃ والسجود له: ۳۸۹).

تین یا چار رکعات کے شک پر سجدہ:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کے بارے میں شک پڑ جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر اعتماد کرے۔ پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے اس کی نماز (کی رکعات) کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے شیطان کے لئے ذلت کا سبب ہوں گے''.

(مسلم' المساجد' باب السھو فی الصلاۃ والسجود له' ۵۷۱)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''جس شخص کو نماز میں یہ شک پڑ جائے کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو وہ اس کو ایک رکعت یقین کرے اور بقیہ نماز پوری کرے' اور جس کو یہ شک ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو وہ اس کو دو رکعت یقین کرے۔ اور پھر (آخری قعدے میں) سلام پھیرنے سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کرے۔

(ترمذی' الصلاۃ' باب: ما جاء فی الرجل یصلی فیشك فی الزیادۃ والنقصان' ۳۹۸۔ وابن ماجه ' اقامة الصلاۃ'

باب ما جاء فیمن شك فی صلاته فرجع الی الیقین، ۱۲۰۹۔ امام ترمذی، امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدے میں تشہد (درود) اور دعا پڑھنے کے بعد اللّٰہ أکبر کہہ کر سجدے میں جائیں۔ پھر اٹھ کر جلسے میں بیٹھ کر دوسرا سجدہ کریں اور پھر اٹھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں۔

قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ:

عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ پس پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ (قعدے میں) سہواً نہ بیٹھے پس لوگ بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے (اور آخری قعدے میں سلام پھیرنے کا وقت آیا) اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے (تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔(بخاری، الاذان باب: من لم یر التشهد الاول واجبا، ۸۲۹، ومسلم، المساجد، باب السهو فی الصلاة، ۵۷۰)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی دو رکعتوں کے بعد (تشہد پڑھے بغیر) کھڑا ہونے لگے اور ابھی پوری طرح کھڑا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے لیکن اگر پوری طرح کھڑا ہو گیا تو پھر نہ بیٹھے البتہ سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے ادا کرے''.

(أبو داود: الصلاة، باب: من نسی أن یتشهد وهو جالس: ۱۰۳۶).

نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر چکنے کے بعد سجدہ:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا اور گھر تشریف لے گئے۔ ایک صحابی خرباق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس گئے اور آپ کے سہو کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے لوگوں کے پاس پہنچے۔ اور خرباق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق چاہی لوگوں نے کہا خرباق سچ کہتا ہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت اور پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا اور دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔(مسلم، المساجد، باب السهو فی الصلاة، ۵۷۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا، بعض صحابہ (نماز پڑھ کر) مسجد سے باہر آ گئے اور کہنے لگے کہ نماز کم ہو گئی، ایک صحابی ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی، آپ نے فرمایا: نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے، پھر آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! پھر آپ آگے بڑھے اور چھوٹی ہوئی نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا'' (بخاری: ٤٨٢، مسلم: ٥٧٣).

جو شخص چار رکعت کی جگہ تین پڑھ کر سلام پھیر دے پھر جب اس کو معلوم ہو جائے کہ میں نے تین رکعت پڑھی ہیں تو خواہ وہ گھر بھی چلا جائے اور باتیں بھی کر لے تو پھر بھی وہ ایک رکعت جو رہ گئی تھی پڑھے گا اس کو ساری نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز (سہواً) پانچ رکعات پڑھائی آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز میں زیادتی ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا ''آپ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھائی ہیں'' آپ قبلہ رخ ہوئے اور دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں' میں بھی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو' پس جب بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو''.

(بخاری' الصلوة' باب التوجه نحو القبلة حيث كان' ٤٠١' مسلم'المساجد' باب السهو فی الصلاة' ٥٧٢)

سجدۂ سہو سلام سے قبل یا بعد کرنے کا ذکر تو احادیث میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ لیکن صرف ایک ہی طرف سلام پھیر کر سجدے کرنا اور پھر التحیات پڑھ کر سلام پھیرنا سنت سے ثابت نہیں ہے، کیونکہ ترمذی (٣٩٥) کی روایت کو علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے شاذ کہا۔ ابن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا سہو کے سجدوں کے بعد تشہد ہے انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہد کا ذکر نہیں ہے (بخاری: ١٢٢٨).

نماز کے بعد مسنون اذکار

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا تکبیر (اللّٰہ اکبر کی آواز) سے پہچان لیتا تھا۔

(بخاری، الاذان باب الذکر بعد الصلاۃ، ۸۴۱، ۸۴۲ ومسلم، المساجد، باب الذکر بعد الصلاۃ ۵۸۳)

یعنی نبی رحمت ﷺ فرض نماز کا سلام پھیر کر اونچی آواز سے اللّٰہ اکبر کہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدیوں کو نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک بار بلند آواز سے (اللّٰہ اَکبر) کہنا چاہئے۔

(۲) ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی نماز ختم کرتے تو فرماتے: "أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ"۔

"میں اللہ سے (گناہوں کی) بخشش چاہتا ہوں" (تین مرتبہ)۔

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"۔

"یا اللہ تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اے بزرگی اور عزت والے تو بڑا ہی بابرکت ہے" (مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، ۵۹۱)

تنبیہ: دعائے رسول ﷺ میں اضافہ:

جس طرح دعائے اذان میں لوگوں نے اضافہ کر رکھا ہے اسی طرح اس دعا میں بھی لوگوں نے زیادتی کی ہوئی ہے۔ وہ زیادتی ملاحظہ ہو (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ) رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ آگے (وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ) کا اضافہ کر رکھا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ شروع اور آخیر میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اور درمیان میں خود اپنی طرف سے دعائیہ جملے بڑھا کر حدیث رسول ﷺ میں زیادتی کی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ! کیا آپ یہ جملے بھول گئے تھے یا دعا ناقص چھوڑ گئے تھے جس کی تکمیل امتیوں نے کی ہے؟ اگر کوئی کہے کہ ان بڑھائے ہوئے جملوں میں کیا خرابی ہے ان کا ترجمہ بہت

اچھا ہے' آخر دعا ہی ہے اور اللہ ہی کے آگے ہے؟ گزارش ہے کہ انسان اپنی مادری یا عربی زبان وغیرہ میں جو دعا چاہے اپنے مالک سے کرے' جو جملے چاہے دعا میں استعمال کرے' کوئی حرج نہیں۔ مگر حدیث رسول ﷺ میں اپنی طرف سے الفاظ یا جملے زیادہ کرنے ناجائز ہیں ایسا کرنے سے دین کی اصل صورت قائم نہیں رہتی۔

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم' میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر (فرض) نماز کے بعد یہ (ذکر) پڑھنا نہ چھوڑنا: "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

"اے میرے رب! ذکر کرنے' شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر" (ابو داود' الوتر' باب فی الاستغفار: ۱۵۲۲' اسے امام حاکم ۱/۲۷۳' امام ذہبی' امام ابن خزیمہ' امام ابن حبان اور امام نووی نے صحیح کہا)

(۴) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد کہتے تھے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

"اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے' اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو (اس کی) دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی"۔

(بخاری' الاذان باب الذکر بعد الصلاۃ ۸۴۴ ومسلم' المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ' ۵۹۳)

(۵) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ

وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ".

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہوں سے رکنا اور عبادت پر قدرت پانا صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں ہر نعمت کا مالک وہی ہے اور سارا فضل اسی کی ملکیت ہے (یعنی فضل اور نعمتیں صرف اسی کی طرف سے ہیں)، اسی کے لئے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں، ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافر برا منائیں''.

(مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، ٥٩٤)

(٦) رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ".

''اے اللہ! میں بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے رذیل عمر کی طرف پھیر دیا جائے اور میں دنیاوی فتنوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں'' (بخاری، الجهاد والسير باب ما يتعوذ من الجبن ٢٨٢٢)

(٧) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں جو ہر (فرض) نماز کے بعد پڑھے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' ''اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے'' ٣٣ بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ''ساری تعریف اللہ کی ہے'' ٣٣ بار ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' ''اللہ سب سے بڑا ہے'' ٣٣ بار اور ایک بار پڑھے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ". ''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ساری

بادشاہت اوراسی کے لئے ساری تعریف ہے اوروہ ہر چیز پرخوب قدرت رکھنے والا ہے“.

(مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، ۵۹۷)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص فرض نماز کے بعد (سُبْحَانَ اللّٰہِ) ۳۳ بار (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) ۳۳ بار اور (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) ۳۴ بار کہے گا وہ (ثواب یا بلند درجات سے) محروم نہیں ہوگا۔ (مسلم، ۵۹۶)

(۸) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر (فرض) نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔ (ابوداود، الوتر، باب فی الاستغفار، ۱۵۲۳، نسائی: ۳/۶۸ - ۱۳۳۶، اسے امام حاکم ۱/۲۵۳ ذہبی، ابن خزیمہ اور ابن حبان (۲۳۴۷) نے صحیح کہا)

معوذات (اللہ کی پناہ میں دینے والی سورتیں) یہ ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کے شروع میں ﴿قُل اَعُوْذُ﴾ کا لفظ ہے۔ انہیں معوذتین بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی قرآن پاک کی آخری دوسورتیں.

(۹) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کا سلام پھیرتے تو کہتے: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعاً وَّرِزْقاً طَیِّبًا وَّعَمَلاً مُتَقَبَّلاً“.

”اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور پاکیزہ رزق اور قبول کیے گئے عمل کا سوال کرتا ہوں“ (ابن ماجہ: إقامة الصلاة، باب: ما یقال بعد التسلیم: ۹۲۵).

(۱۰) عمارہ بن شبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مغرب کی نماز کے بعد دس بار یہ الفاظ کہے ”لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ“.

اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے فرشتے بھیجتا ہے جو صبح تک شیطان مردود سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، اور دس ہلاک کرنے والے گناہ اس سے دور کرتا ہے اس کے لیے دس مومن غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہے (ترمذی: الدعوات: ۳۵۳٤).

(۱۱) ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی“ (نسائی، فی عمل الیوم واللیلۃ ۱۰۰۔ اسے ابن حبان اور منذری نے صحیح کہا)

مطلب یہ ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا جنت میں جائے گا۔

آیۃ الکرسی:

﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾.

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ وہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کون اس کے پاس (کسی کی) سفارش کر سکتا ہے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان سے پہلے گزرا اور جو کچھ ان کے بعد ہو گا۔ اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے (معلوم نہیں کر سکتے) مگر وہ جتنا چاہتا ہے۔ (اتنا علم جسے چاہے دے دیتا ہے) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور ان دونوں کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں، وہ بلند و بالا، بڑی عظمتوں والا ہے۔

(اللہ جو ساری کائنات کی حفاظت کر سکتا ہے کیا وہ ایک انسان یا اس کی کار کی حفاظت نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے پھر وہ اپنی حفاظت کے لئے جائز اسباب کے بجائے شرکیہ اسباب کیوں اختیار کرتا ہے؟ اس مقصد کے لئے مختلف کڑے اور انگوٹھیاں کیوں پہنتا ہے؟ دھاگے کیوں باندھتا ہے؟ اپنی گاڑی پر جوتے یا چیتھڑے کیوں لٹکاتا ہے؟ اے اللہ کے بندو! آیت الکرسی پڑھو، حفاظت میں رہو گے، یقیناً اللہ کی حفاظت ہی بہترین حفاظت ہے جس کا کوئی توڑ نہیں۔ (ع، ر)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس کے لئے محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے اور طلوع فجر تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔ (نسائی، فی عمل الیوم واللیلۃ (۹۵۹) ابن خزیمہ حدیث ۲۴۲۴ نے اسے صحیح کہا)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا:

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے ثبوت میں کوئی مقبول حدیث نہیں ہے۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے، پانچوں وقت نمازیں پڑھائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کثیر تعداد نے آپ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہ کرے۔ تو یہ اس کے بطلان کی واضح دلیل ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کہتے ہیں اگر کوئی انفرادی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا رب بڑا حیا کرنے والا اور سخی ہے، جب بندہ اس کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے“ (ابن ماجه: الدعاء، باب: رفع اليدين في الدعاء: ٣٨٦٥).

امام ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حجر رحمہم اللہ اور بہت سے علماء نے فرض نماز کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے اور اسے بدعت کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو پانی کے استعمال میں اور دعا کرنے میں حد سے تجاوز کریں گے“ (ابوداود، الوتر، باب الدعاء، حدیث: ١٤٨٠٩٦، ابن ماجه: الدعاء: ٣٨٦٤، اسے حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا)

اجتماعی دعا کی دلیل میں بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرے اللہ

تعالی اس کے ہاتھوں کو نامراد نہیں لوٹاتا۔(ابن السنی ۱۳۸)

اس کی سند میں:

(الف) اسحاق بن خالد ہے جو منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

(ب) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس کے ایک اور راوی) عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن کی خصیف سے بیان کردہ روایات جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ہیں۔

(ج) خصیف کا انس رضی اللہ عنہ سے سننا معلوم نہیں۔

(د) علاوہ ازیں اس روایت میں اجتماعی دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۲) یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کا سلام پھیرا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔(فتاویٰ نذیریه)

اس حدیث کی سند حسن ہے مگر مولانا عبیداللہ رحمانی لکھتے ہیں:

''کتب احادیث کے اندر اصل حدیث میں (وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا) دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ کے الفاظ موجود نہیں'' علاوہ ازیں اس میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے۔

(کیا فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا بدعت ہے؟ اس سلسلہ میں درج ذیل امور قابل غور ہیں:

۱) ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا مستقل عبادت ہے جو کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے البتہ جن مواقع پر اسکا اہتمام کرنا سنت سے ثابت ہے ان کو ترجیح دی جائے گی۔

۲) جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اپنی سہولت کے لئے اسے کسی خاص وقت میں روزانہ کرنا چاہتے ہیں تو اصولی طور پر یہ بھی جائز ہے ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالی کو وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو'' (مسلم: صلوة المسافرين، باب: فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره/ حديث ۷۸۲)

لیکن کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ تمام اوقات کو چھوڑ کر صرف ایک وقت کو عملاً فرض کا درجہ دے کر دوسرے

مسلمانوں کو اس کا پابند بنائے کیونکہ جب شریعت نے اس وقت کو مسلمانوں پر مقرر نہیں کیا تو یہ کیوں کرے؟ مثلاً اگر مختلف افراد روزانہ مختلف اوقات میں قرآن پاک کی مختلف سورتیں پڑھتے ہیں تو یہ جائز عمل ہوگا۔ لیکن اگر کوئی مولوی صاحب یہ دعوت دینی شروع کر دے ''کہ تمام اہل اسلام روزانہ نماز فجر کے بعد بیس مرتبہ سورۃ القمر پڑھا کریں' اس کا یہ یہ ثواب ہے'' پھر اس کے حلقۂ اثر میں آنے والے مسلمان واقعتاً اس کی پابندی شروع کر دیں تو ان کا یہ عمل محتاج دلیل بن جائے گا' اگر شرعی دلیل میں اس کی صراحت آ جائے تو سنت ہوگا ورنہ بدعت۔

(۳) جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اسے کسی خاص موقع پر کرنا چاہتے ہیں تو احتیاطاً یہ معلوم کر لیں کہ کہیں اس موقع کے لئے شریعت نے کوئی فرض عائد کیا ہے تو پھر فرض ترک کر کے جائز کام میں لگے رہنا قطعاً جائز نہیں مثلاً نماز با جماعت کھڑی ہو اور جس نے یہی نماز جماعت کے ساتھ پہلے نہیں پڑھی اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہونے کی بجائے سنتیں یا نوافل پڑھتا رہے۔ کوئی ورد' وظیفہ' دعا یا تلاوت کرتا رہے کیونکہ ان جائز نیکیوں کو مؤخر کرنے کی گنجائش موجود ہے لیکن موقع کے فرض کو بلا وجہ مؤخر کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) اگر اس خاص موقع کے لئے شریعت نے کوئی سنت مقرر کر رکھی ہے تو بھی جائز کام کو چھوڑ کر سنت کو ترجیح دی جائے گی۔ اگرچہ سنت فرض نہیں' اسے کیا جائے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر کسی وجہ سے کبھی چھوٹ جائے تو کوئی گناہ نہیں لیکن ایسا ہمیشہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سنت چھوڑنے کے لیے نہیں بلکہ اپنانے کے لیے ہوتی ہے۔ اسے اپنانا ہی حب رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ اور ارشاد پاک ہے: ''جس نے میری سنت کو ناپسند کیا وہ مجھ سے نہیں'' (بخاری' النکاح باب الترغیب فی النکاح، ۵۰۶۳، مسلم: ۱۴۰۱) اس کی مثال فرض نماز کے بعد (لا الہ الا اللہ) کا اجتماعی ورد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ (لا الہ الا اللہ) سب سے افضل ذکر ہے لیکن اسے کسی بھی وقت کرنا جائز ہے اور چونکہ فرض نماز کے بعد والا وقت بھی اوقات میں سے ایک وقت ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی فرض نماز کے بعد اپنے طور پر (لا الہ الا اللہ) کہہ دیتا ہے تو بالکل جائز ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فرض نماز کے فوراً بعد نبی اکرم ﷺ کا معمول اور سنت کچھ اور ہے تو پھر ہر فرض

نماز کے بعد ہمیشہ (لا الہ الا اللہ) کا ورد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس موقع کی سنت کو ختم کر دیا جائے کیونکہ (لا الـہ الا الـلـہ) کا ورد مؤخر ہوسکتا ہے لیکن نماز کے بعد والے مسنون اذکار اور دعاؤں کو ہمیشہ مؤخر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے' ویسے بھی کورس کی شکل میں بلند آواز سے (لا الہ الا اللہ) کے اجتماعی ورد کی پورے عہد نبوت میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

(۵) یاد رکھیئے! ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا یہ نہ تو فرض نماز کا حصہ ہے اور نہ ہی بعد والے مسنون اذکار کا حصہ ہے۔ اس لئے اس کا دائمی اہتمام کرنا درست نہیں ہے کیونکہ فرض نماز ایک الگ عبادت ہے اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ایک الگ عبادت ہے اور جب کسی شرعی دلیل کے بغیر دو الگ الگ عبادتوں کو ایک مخصوص ترتیب کے ساتھ ہمیشہ ایک ساتھ ادا کیا جائے کہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہوں حتیٰ کہ ایک کے بغیر دوسری کو نامکمل سمجھا جانے لگے۔ نیز ایک شرعی مسئلے کی طرح لوگوں کو اس کی دعوت' ترغیب اور تعلیم دی جائے۔ جو شخص ان عبادات کو اس طریقے کے مطابق ادا نہ کرے اسے منکر اور گستاخ کے القابات سے نوازا جائے تو آپ راہ سنت سے بھٹک جائیں گے کیونکہ جب مختلف عبادات کو اپنی مرضی سے یکجا کر کے ایک نیا طریقہ رائج کیا جائے گا تو وہ سنت نہیں رہتا' بدعت بن جاتا ہے۔

۶) بات اصول کی ہے جو کام نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ضروری بھی ہو اور اسے کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ بھی موجود نہ ہو پھر بھی پورے عہد نبوت میں اسے کوئی نہ کرے مگر ہم نہ صرف خود اسے ہمیشہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں تو وہ بلاشبہ بدعت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہد نبوت میں فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنے میں کوئی رکاوٹ تھی؟ یقیناً نہیں تھی' پھر بھی اگر کسی فرض نماز کے بعد اس کا کبھی اہتمام نہیں کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہتمام نہ کرنا سنت ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ ایک چیز دین بھی ہو اور عہد نبوت میں کر سکنے کے باوجود اسے کوئی نہ کرے یا اسے کیا گیا ہو مگر مقبول احادیث کے وسیع ذخیرے میں وہ کسی کو کہیں نظر نہ آئے۔

۷) انسان فطرتاً سہولت پسند ہے' اسے مسنون دعائیں یاد کرنا ''گراں'' گزرتا ہے اور چونکہ اس

کی ''مصروفیات'' بھی بہت زیادہ ہیں لہذا وہ فرض نمازوں کے بعد یکسوئی کے ساتھ پانچ، چھ منٹ نہیں نکال سکتا لہذا اس سنت سے پہلو بچانے کے لئے اس کا متبادل ایجاد کرلیا گیا یعنی ''مولوی صاحب سلام پھیرتے ہی ہاتھ اٹھائیں چند مسنون و غیر مسنون الفاظ پر مشتمل چھوٹے چھوٹے جملے بولیں اور منہ پر ہاتھ پھیر کر تمام نمازیوں کو ''فارغ'' کردیں جس کے بعد وہ سب (مسنون اذکار پڑھے بغیر) اٹھ کھڑے ہوں''۔

درحقیقت یہ دعا نہیں، رسم ہے جو انتہائی نیک نیتی سے ہر فرض نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے اور اس طرح غیر شعوری طور پر ایک سنت کو مٹانے کا گناہ کیا جارہا ہے۔ افسوس کہ لوگوں کو بدعتوں پر عمل کرنے کے لئے تو بڑا وقت مل جاتا ہے مگر سنت کو اپنانے کے لئے وقت نہیں ملتا، جو شخص بدعت کی تردید کرے اسے سرے سے دعا ہی کا منکر بنادیا جاتا ہے جبکہ سنت کا تارک، اھل السنة والجماعة !!!

۸) فرض نمازوں کے بعد مسنون اذکار اور دعاؤں کو چھوڑ کر ان کے متبادل کے طور پر (لا الـه الا اللّٰـه) کے اجتماعی ورد اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنے کو اس لیے بھی رواج دیا گیا ہے کہ یہ ہمارے مسلک کی علامت اور پہچان بن جائیں۔ کیا کسی مسلک کے تحفظ کے لیے شرعی مسائل و احکام کے ساتھ اس طرح کھیلنا جائز ہے! اسلام کا حکم کیا ہے! فرقہ واریت کو مٹایا جائے یا اسے فروغ دیا جائے؟

خلاصہ یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا فی نفسہ جائز ہے لیکن اس کا ٹکراؤ ایک سنت سے ہو رہا ہے لہٰذا اسے اپنا معمول نہیں بنانا چاہیئے کیونکہ سنت رسول مقبول ﷺ ہی اس بات کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ ہر کلمہ گو مسلمان کا معمول، مسلک اور پہچان بنے۔

لہذا ہمیں عموماً انہی اذکار اور دعاؤں پر اکتفا کرنا چاہیئے جن پر ہمارے پیارے نبی رحمت ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہمیشہ اکتفا کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق دے، آمین۔ (ع، ر)

(۳) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اور آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے (الادب المفرد للبخاری، اسکی سند بخاری کی شرط پر صحیح ہے)۔

❀❀❀❀

نماز با جماعت

اہمیت:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جو شخص اللہ تعالی سے قیامت کے دن مسلمان ہو کر ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اسے نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیئے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے' ان ہدایت کے طریقوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے۔ اور اگر تم نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھو گے جیسے (جماعت سے) پیچھے رہنے والا شخص اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی کریم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر نبی کریم کی سنت چھوڑ و گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جب کوئی شخص اچھا وضو کر کے مسجد جائے تو اللہ تعالی ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے' ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔ جماعت سے' سوائے کھلے منافق کے کوئی پیچھے نہیں رہتا۔ بیمار بھی دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لئے آتا تھا'' (مسلم' المساجد' باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدی' ٦٥٤)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اکیلے شخص کی نماز سے' جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس (27) درجے زیادہ (ثواب) رکھتا ہے''.

(بخاری' الاذان بابفضل صلاۃ الجماعۃ' ٦٤٥' مسلم المساجد باب فضل صلاۃ الجماعۃ' ٦٥٠)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر اذان کہلواؤں اور کسی شخص کو امامت کے لئے کہوں پھر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو نماز (جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے''.

(بخاری' الاذان باب وجوب صلاۃ الجماعۃ' ٦٤٤' ومسلم ٦٥١)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نابینا شخص (عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) آئے' انہوں نے

اپنے اندھے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی کیونکہ انہیں کوئی مسجد میں لیکر آنے والا نہیں تھا' تو نبی رحمت ﷺ نے ان کو اجازت دے دی جب وہ واپس چلے تو آپ نے بلا کر پوچھا: اذان سنتے ہو؟ عبداللہ نے کہا۔ جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تو پھر نماز میں حاضر ہو'' (مسلم' المساجد باب فضل الصلاۃ الجماعۃ ٦٥٣)

بھائیو سوچو! نابینا کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی اور آنکھوں والے جو اذان سن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاتے قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا؟

(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر مسجد میں جماعت کے لئے بغیر کسی عذر کے نہ پہنچے (اور گھر میں نماز پڑھ لے) تو اس سے نماز قبول نہیں کی جاتی'' (ابن ماجہ المساجد' باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعۃ: ٧٩٣)

(۳) ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے پس جماعت کو لازم پکڑو''۔(ابو داود' الصلاۃ' باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ' ۵۴۷ اسے امام حاکم ۱/۲۴۶ ابن خزیمہ' ابن حبان' ذہبی اور امام نووی نے صحیح کہا)

عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہاری عورت مسجد کی طرف جانے کی اجازت مانگے تو اسے ہرگز منع نہ کرو''۔(بخاری' الاذان باب استئذان المراۃ زوجھا بالخروج الی المسجد' ٨٧٣ ومسلم' الصلاۃ' باب خروج النساء الی المساجد ٤٤٢).

اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسجد میں خواتین کے لیے نماز پڑھنے کا ہر ممکن انتظام ہونا چاہیئے' واللہ اعلم [ع'ر]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی عورتوں کو (نماز پڑھنے کے لیے) مسجد آنے سے منع نہ کرو' اگرچہ ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں''. (ابو داود' الصلاۃ'

باب فی خروج النساء الی المسجد، ٥٦٧ امام حاکم ١/٢٠٩ امام ابن خزیمہ ١٦٨٤ اورامام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کا کمرے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔اوراس کا کوٹھڑی میں نماز پڑھنا کھلے مکان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے“.

(ابو داود، الصلاۃ، باب التشدید فی ذلك، ٥٧٠ اسے امام حاکم ١/٢٠٩ ابن خزیمہ ١٦٨٨ اورامام ذہبی نے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت مسجد میں آنا چاہے وہ خوشبو نہ لگائے۔

(مسلم، الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد حدیث ٤٤٣)

مقصد یہ ہے کہ مسجد جانے والی خاتون ہراس کام سے پرہیز کرے جس سے وہ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن سکتی ہو۔ (ع، ر)

صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم:

قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ ”اورنماز قائم کرو“ (البقرۃ: ٤٣).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی صفوں کو برابر کرو، بلاشبہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے“ (بخاری: ٧٢٣ ومسلم، الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف، ٤٣٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صف کو سیدھا کرنا نماز کے حسن میں سے ہے“ (بخاری، الاذان باب اقامۃ الصف من تمام الصلاۃ، ٧٢٢، مسلم، الصلاۃ باب تسویۃ الصفوف، ٤٣٥)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو (ایسا) برابر کرتے گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے ہوں۔ یہاں تک کہ ہم نے نبی رحمت ﷺ سے صفوں کا سیدھا کرنا سمجھ لیا۔ایک دن آپ (جماعت کے لئے) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص کو دیکھا اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا۔پس فرمایا: ”اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں اختلاف ڈال دے گا“.

(بخاری: الأذان، باب: تسویۃ الصفوف عند الإقامۃ: ٧١٧، مسلم: ٤٣٦)

مذکورہ حدیث کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اقامت ہو چکنے کے بعد جب صفیں سیدھی درست اور برابر ہو جائیں تو پھر امام کو تکبیر اولیٰ کہنی چاہیے۔

خبردار! صفیں ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ' دلوں کے اختلاف اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہو اور صفوں کے درمیان نزدیکی کرو' (یعنی دو صفوں کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑو) اور گردنیں برابر رکھو۔ (یعنی سب برابر جگہ پر کھڑے ہوؤ کہ گردنیں برابر ہوں)۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق میں شیطان دیکھتا ہوں جو صفوں کے شگافوں میں داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ بکری کا سیاہ بچہ ہے''۔

(ابو داود' الصلاۃ' باب تسویة الصفوف' ٦٦٧۔ اسے امام ابن حبان (۳۸۷) اور ابن خزیمہ (۱۵۴۵) نے صحیح کہا)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا: ''لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو۔ لوگو! اپنی صفیں درست کرو۔ لوگو! اپنی صفیں برابر کرو۔ سنو! اللہ کی قسم اگر تم نے صفیں سیدھی نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا۔ پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنا' گھٹنے سے گھٹنا اور کندھے سے کندھا چپکا دیتا تھا'' (ابو داود' الصلاۃ' باب تسویة الصفوف' ٦٦٢۔ ابن حبان (٣٩٦) نے اسے صحیح کہا)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو اور آپس میں نزدیک نزدیک کھڑے ہو تحقیق میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں'' (یہ آپ کا معجزہ تھا)' انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص (صفوں میں) اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔

(بخاری' الاذان باب الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی الصف ٧٢٥، مسلم: ٤٣٤)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف کے اندر آتے، ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور فرماتے تھے۔ ''آگے پیچھے مت ہوؤ۔ (ورنہ) تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے'' اور فرماتے تھے: ''تحقیق اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لیے (رحمت کی) دعا کرتے ہیں''.

(ابو داود، ٦٦٤۔ مستدرك حاكم ١/٥٧١، امام ابن حبان (٣٧٦) امام ابن خزیمہ اور امام نووی نے اسے صحیح کہا)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کرتے تھے جب صفیں برابر ہو جاتیں تو (پھر) آپ اللّٰہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے۔ (ابو داود، ٦٦٥)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفوں کو قائم کرو، کندھے برابر کرو، (صفوں کے اندر) ان جگہوں کو پر کرو جو خالی رہ جائیں، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، صفوں کے اندر شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو۔ اور جو شخص صف ملائے گا اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا، اور جو صف کو کاٹے گا اللہ بھی اپنی رحمت سے اس کو کاٹ دے گا'' (ابو داود ٦٦٦۔ اسے امام حاکم ۱/۲۱۳ امام ابن خزیمہ حدیث ۱۵۴۹ امام ذہبی اور نووی نے صحیح کہا)

اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جانے کا یہ مطلب ہے کہ اگر صف درست کرنے کے لئے کوئی تم کو آگے یا پیچھے کرے تو بڑی نرمی اور محبت سے آگے یا پیچھے ہو جاؤ۔ اگر صف سے کوئی نکل کر چلا جائے تو اس کی جگہ لے کر صف کو ملاؤ اللہ تم پر رحمت کرے گا۔ صف کے اندر (جان بوجھ کر) ایک دوسرے سے دور دور کھڑے ہونا صف کو کاٹنا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ مقتدی کو امام کی طرف ملنا چاہئے اگر دوسرا ساتھی نہیں ملتا تو وہی گناہ گار ہوگا دونوں طرف ملنے کی کوشش میں ٹانگیں بہت زیادہ کھولنا درست نہیں، صرف امام کی طرف ملنا چاہیے۔

صفوں کی ترتیب:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو نماز کے لیے جلدی آنے کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اگر انہیں عشا اور صبح کی نماز (باجماعت) کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے بھی (مسجد میں) آئیں اور اگر انہیں پہلی صف کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ اس کے لیے قرعہ ڈالیں (کہ کون پہلی صف میں کھڑا ہو)'' (بخاری: الأذان، باب: الصف الأول: ٧٢١، مسلم: ٤٣٧).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے اول صف کو پورا کرو۔ پھر اس کو جو پہلی کے نزدیک ہے، اگر کوئی کمی ہو تو آخری صف میں ہونی چاہیے''. (ابو داود' الصلاة باب تسوية الصفوف' ٦٧١ اسے امام ابن خزیمہ حدیث ۱۵۴۶۔ اور امام ابن حبان حدیث ۳۹۰ نے صحیح کہا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مردوں کی صفوں میں (ثواب کے لحاظ سے) سب سے بہتر' اول صف ہے۔ اور سب سے بری' آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے سب سے بری پہلی صف ہے اور سب سے بہتر آخری صف ہے''.

(مسلم' الصلاة' باب تسوية الصفوف' حديث ٤٤٠)

امام نووی فرماتے ہیں: ''یہ تب ہے جب خواتین بھی مردوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوں' کیونکہ اگر مرد آخری صف میں کھڑے ہوں اور ان کے متصل بعد خواتین کھڑی ہوں تو ان کا خیال ایک دوسرے کی طرف جا سکتا ہے۔ لیکن اگر مرد پہلی صفوں میں ہوں اور خواتین آخری صفوں میں ہوں جبکہ درمیان میں بچے ہوں تو پھر ایسا امکان نہیں رہے گا'' (ع' ر)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ (پہلی صف سے) پیچھے ہٹتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو (اپنی رحمت میں) پیچھے ڈال دے گا'' (مسلم' ٤٣٨)

❀❀❀❀

ستونوں کے درمیان صفیں:

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں (ستونوں کے درمیان صفیں بنانے) سے بچتے تھے۔

(ابو داود' الصلاۃ باب الصفوف بین السواری' ٦٧٣۔ اسے امام ترمذی نے حسن جبکہ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا:

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیا۔

(ابو داود' الصلاۃ باب الرجل یصلی وحدہ خلف الصف حدیث ٦٨٢۔ امام ابن حبان ۵/ ۵۷۵'۵۷۶۔ امام احمد' اسحاق اور ابن حزم نے اسے صحیح کہا)

اگر صف میں جگہ ہے تو پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی اور اگر صف میں جگہ نہیں ہے تو یہ اضطراری کیفیت ہو گی ایسی صورت میں اکیلے ہی کھڑے ہو جانا چاہیے نماز ہو جائے گی کیونکہ اگلی صف میں سے کسی مقتدی کو پیچھے کھینچنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

امام مالک' احمد' اوزاعی' اسحاق' اور ابو داود رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ صف سے آدمی نہ کھینچا جائے۔

علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اس وقت پہنچے جب امام نماز کی حالت میں ہو اور صف میں اسے کہیں کوئی جگہ نہ ملے تو وہ انتظار کرے یہاں تک کہ کوئی دوسرا شخص آ جائے چاہے وہ سات سال یا اس سے زیادہ عمر کا بچہ ہی کیوں نہ ہو پھر اس کے ساتھ صف بنا لے ورنہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو جائے۔

صف بندی کے مراتب:

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھتے اورفرماتے برابر ہوجاؤ اوراختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہوجائیں گے۔(اور) وہ لوگ جو بالغ اور(دینی اعتبار سے) عقل مند ہیں صف میں میرے قریب رہیں' پھر جوان سے قریب ہیں' پھر جوان سے قریب ہیں'' (مسلم' الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف حدیث ۴۳۲)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نماز کی جماعت کرائی' میں اورایک بچے نے اکٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی اورمیری ماں ام سلیم ہمارے پیچھے اکیلی ہی صف میں کھڑی ہوگئی۔ (بخاری' الاذان باب المرأۃ وحدھا تکون صفا' ۷۲۷۔ مسلم' المساجد' باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ' ۶۵۸).

اس سے معلوم ہوا کہ ایک خاتون بھی پیچھے نماز میں کھڑی ہوجائے تو اسے صف شمار کیا جائے گا۔(ع'ر)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے گھر میں' میں میری والدہ اور میری خالہ تھیں۔ آپ نے ہمیں نفل باجماعت پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اورعورتوں کو ہمارے پیچھے۔(مسلم' المساجد: ۴۴۰)

❀❀❀❀

امامت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن اچھی طرح (صحیح پڑھنا) جانتا ہو اور اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ (یعنی سب سے زیادہ احکام اور مسائل کی حدیثیں جانتا ہو) پھر اگر سنت کے علم میں بھی سب برابر ہوں تو پھر امامت وہ کرائے جس نے سب سے پہلے (مدینہ کی طرف) ہجرت کی۔ اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا۔ اور (بلا اجازت) کوئی شخص کسی کی جگہ امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے'' (مسلم، المساجد، باب من احق بالامامة؟ ٦٧٣)

نابالغ بچے اور نابینا کی امامت:

اگر کتاب اللہ کسی نابالغ بچے کو زیادہ یاد ہو تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔

عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ قرآن مجھے یاد تھا مجھے امام بنایا گیا حالانکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری، المغازی، باب: من شهد الفتح ٤٣٠٢)

اندھے کو امام بنانا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تھا۔ حالانکہ وہ نابینا تھے۔ (ابو داود، الصلاة، باب امامة الاعمى، ٥٩٥ امام ابن حبان (٣٧٠) نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی:

١- وہ غلام جو اپنے مالک سے بھاگ گیا ہو جب تک واپس نہ آ جائے.

٢- وہ عورت جس کا خاوند ناراض ہو لیکن وہ رات بھر سوتی رہے.

٣- وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرائے جبکہ لوگ اسے (اس کی بدعات، جہالت یا فسق کی بنا پر) ناپسند کرتے ہوں'' (ترمذی: الصلاة، باب: ما جاء فی من أم قوماء وهم كارهون: ٣٦٠).

نماز میں تخفیف:

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی بہت ہلکی اور بہت کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔ جب آپ (عورتوں کی صف میں) بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس ڈر سے نماز ہلکی کر دیتے کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔

(بخاری، الاذان باب من اخف الصلاة عند بکاء الصبی، ۷۰۸، مسلم: ۴۶۹)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں' نماز لمبی کرنے کے ارادے سے نماز میں داخل ہوتا ہوں۔ پھر (عورتوں کی صف میں) بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں کمی کر دیتا ہوں (ہلکی پڑھتا ہوں) کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو تکلیف ہوگی'' (بخاری، ۷۰۷)

لمبی نماز پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ:

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں صبح کی نماز (جماعت میں) اس وجہ سے نہیں آتا کہ فلاں شخص نماز کو لمبا کرتے ہیں ابومسعود نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا (لمبی نماز پڑھانے والوں پر) دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''تم (لمبی نمازیں پڑھا کر) لوگوں کو نفرت دلانے والے ہو' (سنو) جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو ہلکی پڑھاؤ اس لئے کہ ان (مقتدیوں) میں ضعیف' بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔ (بخاری، الاذان باب تخفیف الامام فی القیام واتمام الرکوع والسجود، ۷۰۲ ومسلم، الصلاۃ، باب امر الأئمة بتخفیف الصلاة فی تمام: ۴۶۶)

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی: ''جب تم لوگوں کی امامت کرو تو ان کو نماز ہلکی پڑھاؤ' کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے' مریض' کمزور اور کام کاج والے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اکیلے نماز پڑھو تو جس قدر چاہو لمبی پڑھو''

(مسلم، ٤٦٨)

ہلکی نماز کا یہ مطلب نہیں کہ رکوع، سجود، قومے اور جلسے کو درہم برہم کر کے رکھ دیا جائے۔ واضح ہو کہ ارکان نماز کی تعدیل اور طمانیت کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔ اور قرآن کی تلاوت کو نامناسب حد تک تیز کرنا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ ہلکی نماز کا مطلب یہ ہے کہ قراءت میں اختصار کیا جائے۔ مگر قیام زیادہ مختصر بھی نہ ہو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''افضل نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو'' (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب: أفضل الصلاۃ طول القنوت: ٧٥٦)

نماز کی طرف سکون سے آنا:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے لوگوں کی کھٹ پٹ سنی۔ نماز کے بعد آپ نے پوچھا: ''تم کیا کر رہے تھے؟'' انہوں نے عرض کی ہم نماز کی طرف جلدی آ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو۔ جب تم نماز کو آؤ تو آرام سے آؤ جو نماز تمہیں مل جائے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو بعد میں پورا کرو''.

(مسلم، المساجد، باب استحباب اتیان الصلاۃ بوقار و سکینۃ، ٦٠٣)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب فرض نماز کی تکبیر کہی جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون سے آؤ جو ملے پڑھو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کرلو کیونکہ جب تم نماز کا ارادہ کرتے ہو تو نماز ہی میں ہوتے ہو'' (مسلم، ٦٠٢)

اماموں پر وبال:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اماموں نے نماز اچھی طرح (ارکان کی تعدیل اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ) پڑھائی تو تمہارے لئے بھی ثواب ہے اور ان کیلئے بھی ثواب ہے اور اگر نماز پڑھانے میں خطا کی (یعنی رکوع و سجود کی عدم طمانیت، اور قومے جلسے کے فقدان سے نماز پڑھائی) تو تمہارے (مقتدیوں) کے لئے (تو) ثواب ہے اور

ان کے لئے وبال ہے'' (بخاري' الاذان باب اذا لم يتم الامام واتم من خلفه' ٦٩٤)

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی امام بے وضو یا بحالت جنابت نماز پڑھا دیتا ہے تو مقتدیوں کی نماز صحیح اور امام پر نماز کا اعادہ ہے خواہ اس نے یہ فعل ارادتاً کیا ہو یا لاعلمی کی بناپر''.

فاسق کوامامت سے ہٹانا:

اگر کسی کو مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار ہو تو وہ فاسق کو امامت سے ہٹا سکتا ہے.

ایک صحابی اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے ایک دفعہ اس نے قبلہ کی طرف تھوکا جبکہ رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ رہے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ''یہ تمہاری امامت نہ کرے'' پھر اس نے امامت کرنی چاہی تو اسے روک دیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا. اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں! تم نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی'' (أبو داود: الصلاة، باب: في كراهية البزاق في المسجد: ٤٨١).

اور اگر امام کے عقیدہ میں شرک اکبر یا کفر اکبر ہو تو اس کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جائے گی.

اگر امام مستور الحال ہے یعنی اس کے عقائد کے بارے میں علم نہیں ہے تو اس کے پیچھے ادا کی گئی نماز درست ہے.

کسی عذر کے سبب مقتدی امام کے پیچھے نماز ختم کرسکتا ہے:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص پانی اٹھانے والے دو اونٹ لے کر آیا، رات اندھیری ہو گئی تھی، اس نے معاذ کو (عشا کی) نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اس نے اپنے اونٹوں کو بٹھایا اور نماز میں شریک ہو گیا، معاذ رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ شروع کی اس نے سلام پھیرا اکیلے نماز پڑھی اور چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور عرض کی اے اللہ کے رسول! ہم محنت کرنے والی قوم ہیں، معاذ پہلے آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتا ہے پھر (تاخیر کے ساتھ)

ہمارے پاس آتا ہے پھراس نے سورۂ بقرۃ کی تلاوت شروع کر دی، آپ نے معاذ سے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو لوگوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے؟ کیا تو لوگوں کو نفرت دلاتا اور فتنہ کھڑا کرتا ہے، آپ نے تین بار فرمایا'' (بخاری: ۷۰۱، مسلم: ٤٦٥).

نماز پڑھا کر امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے:

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں: ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکتے تو ہماری طرف متوجہ ہوتے۔

(بخاری' الاذان، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم' ۸٤٥، مسلم: الرؤیا، باب: رویا النبی: ۲۲۷٥)

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اپنی داہنی طرف سے مڑتے ہوئے دیکھا ہے۔(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب جواز الانصراف من الصلاۃ عن الیمین و الشمال' ۷۰۸)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم اپنی نماز میں سے صرف دائیں طرف سے پھر کر شیطان کا حصہ مقرر نہ کرو۔ تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے بائیں طرف سے بھی پھرتے تھے۔(بخاری' الأذان' باب الانفتال و الانصراف عن الیمین و الشمال' ۸٥۲' مسلم' صلاۃ المسافرین' باب جواز الانصراف من الصلاۃ عن الیمین و الشمال ۷۰۸)

معلوم ہوا کہ امام کو پھرنے کے لئے صرف ایک طرف مقرر نہیں کر لینی چاہیئے۔ بلکہ کبھی دائیں طرف سے پھرا کرے کبھی بائیں طرف سے مگر اکثر دائیں طرف سے مڑنا چاہیئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دائیں طرف والی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں'' (أبو داود: ٦٧٦).

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم آپ کے دائیں طرف کھڑے ہونے کو پسند کرتے تھے تاکہ آپ ہماری طرف منہ کر کے بیٹھیں۔

(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب یمین الامام حدیث ۷۰۹)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو عورتیں سلام پھیرتے ہی کھڑی ہو کر چلی جاتیں اور آپ صحابہ کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھے رہتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اور آپ کے اٹھنے سے پہلے عورتیں گھروں میں داخل ہو چکی ہوتی تھیں [بخاری: الأذان، باب: التسليم: ۸۳۷، ۸۵۰].

امام کی اقتداء کے احکام:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام سے پہل نہ کرو! جب وہ تکبیر کہے، اس کے بعد تم تکبیر کہو۔ اور جب امام (وَلَا الضَّآلِّيْنَ) کہے تو تم اس کے بعد آمین کہو۔ اور جب امام رکوع کرے تم اس کے بعد رکوع کرو اور جب امام (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) کہے تو تم (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) کہو''.

(مسلم، الصلاة، باب: النهي عن مبادرة الإمام بالتكبير: ٤١٥).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے سے گر پڑے، آپ کی داہنی پہلو چھل گئی تو آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو، جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو'' [بخاری: ٦٨٩، مسلم: ٤١١].

امام بخاری فرماتے ہیں کہ حمیدی نے کہا آپ کا یہ فرمان کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو شروع کی بیماری میں تھا، موت کی آخری بیماری میں آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے، آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا، اور آپ کا جو فعل آخری ہو اسی کو لینا چاہیے'' (بخاری: الأذان، باب: إنما جعل الإمام ليؤتم به: ٦٨٩).

براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے پس جب آپ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہتے (تو ہم آپ کے پیچھے قومے میں کھڑے ہو جاتے تھے اور پھر) ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدہ میں جانے کے لئے) نہ جھکا تا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے'' (بخاری، الاذان باب متی یسجد من خلف الامام؟ ٦٩٠، ومسلم، الصلاۃ، باب متابعة الامام والعمل بعده، ٤٧٤)

حضرات! غور کیا آپ نے! کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قومے سے سجدے میں پہنچ کر اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے تھے اس وقت تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کھڑے رہتے تھے۔ کوئی پیٹھ تک نہ جھکاتا تھا اور ہمارا یہ حال ہے کہ امام قومے سے سجدہ میں آنے کے لئے ابھی (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) ہی کہتا ہے تو مقتدی امام کے سجدے میں پہنچنے سے پہلے ہی سجدے میں پہنچ جاتے ہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''امام سے پہلے رکوع کرو نہ سجدہ اور امام سے پہلے کھڑے ہو نہ پہلے سلام پھیرو'' (مسلم، الصلاۃ، باب تحریم سبق الامام برکوع او سجود و نحوهما، حدیث ٤٢٦)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی امام سے پہلے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتا ہے کیا وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح کر دے''.

(بخاری، الاذان باب اثم من رفع راسه قبل الامام، ٦٩١ ومسلم، ٤٢٧)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز میں کوئی بات درپیش ہو تو مرد مقتدی سبحان اللہ کہیں اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے'' (بخاری، العمل فی الصلاۃ، باب التصفیق للنساء، ١٢٠٣۔ مسلم، الصلاۃ، باب تسبیح الرجال و تصفیق المرأة اذا نابهما شئ فی الصلاۃ، ٤٢٢)

عورت سبحان اللہ کہنے کی بجائے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارے گی۔ واللہ اعلم (ع، ر)

مسور بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت میں قرآن کا کچھ حصہ چھوڑ دیا۔ ایک آدمی نے کہا: آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی تو آپ نے فرمایا: ''تو

نے مجھے یاد کیوں نہ کروایا؟''.

(ابو داود' الصلاۃ، باب الفتح علی الامام فی الصلاۃ' حدیث ۹۰۷۔ امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

عورت کی امامت:

پہلی صف کے وسط میں (دوسری عورتوں کے ساتھ' برابر) کھڑی ہو کر عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔

ام ورقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں'' (ابو داود' الصلاۃ'باب امامۃ النساء' ۵۹۲۔ اسے ابن خزیمہ (۱۶۷۶) نے صحیح کہا)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کراتیں اور صف کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔

(ابن ابی شیبہ' ۲/۸۹۔ امام ابن حزم نے اسے صحیح کہا)

امامت کے چند مسائل:

۱- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ میں (رمضان المبارک میں) رات کی نماز پڑھی اور حجرہ کی دیوار چھوٹی تھی لوگوں نے دیکھ لیا اور انہوں نے حجرہ سے باہر آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی''.

(بخاری: الأذان، باب: إذا کان بین الإمام وبین القوم حائط أو سترة: ۷۲۹).

معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کے درمیان اگر دیوار آ جائے تو کوئی حرج نہیں، بعض مساجد میں جمعہ کے دن بھیڑ ہونے کی بنا پر مسجد سے باہر سڑک پر نماز ادا کی جاتی ہے اگر مقتدی تکبیر کی آواز سن رہے ہیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

۲- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رات کی نماز میں نبی رحمت ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہوا۔ آپ نے پیچھے سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا۔ (بخاری' الاذان باب اذا قام الرجل عن یسار الامام ۷۲۶' مسلم' صلاۃ المسافرین' باب صلوۃ النبی ﷺ و دعائه باللیل' ۷۶۳).

اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت میں تکبیر (اقامت) نہیں ہے اور اگر اکیلے آدمی نے نماز شروع کی پھر دوسرا آ کر اس کے ساتھ آ ملا تو پہلا نمازی امامت کی نیت کر کے نماز جاری رکھے۔ واللہ اعلم۔ [ع، ر].

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنی دائیں جانب کر لیا۔ (مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه بالليل، ٧٦٦)

۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرنے کے لیے نکلتے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر تکبیر کہتے اور آپ کے (حجرہ سے) نکلنے کے بعد لوگ صف بندی کرتے تھے۔

(مسلم، المساجد، باب متى يقوم الناس للصلاة، ٦٠٦)

۴- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے ایام میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کرائی۔ ایک دن آپ نے تکلیف میں تخفیف پائی تو آپ دو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا سہارا لیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جماعت کرا رہے تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد محسوس کی تو پیچھے ہٹنا چاہا، آپ نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور بیٹھ کر نماز ادا کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے اور لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے۔ یہ ظہر کی نماز تھی۔ (بخاری: الاذان، باب: إنما جعل الإمام ليؤتم به: ٦٨٧، مسلم: الصلاة، باب: استخلاف الإمام إذا عرض له عذر: ٤١٨)

۵- جنگ تبوک میں ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے گئے آ کر وضو کیا جب پہنچے تو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ ان کے پیچھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے دونوں رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کرنے کی خاطر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ سلام کے بعد فرمایا تم لوگوں نے اچھا کیا۔ تم لوگ وقت مقررہ پر نماز پڑھا کرو۔ (مسلم، الصلاة باب تقديم الجماعة من يصلى بهم اذا تأخر الامام: ٢٧٤).

معلوم ہوا کہ افضل مقتدی بن سکتا ہے۔

۶- معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ (بخاری، الاذان باب اذا طول الامام و کان للرجل حاجة فخرج وصلی ۷۰۰، مسلم، الصلاۃ، باب القراء ة فی العشاء، ٤٦٥)۔

یہ نماز معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل اور مقتدیوں کے لیے فرض بن جاتی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام اور مقتدی کی نیت کا مختلف ہونا جائز ہے۔ (ع، ر)

۷- دو آدمیوں کی جماعت:

ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا۔ آپ نماز پڑھا چکے تھے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس پر کون صدقہ کرے گا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے آنے والے کے ساتھ با جماعت نماز پڑھی۔

(ابو داود، الصلاۃ، باب الجمع فی المسجد مرتین۔ ۵۷۴۔ امام ترمذی امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ مسجد میں پہلی جماعت ختم ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا جائز ہے اور جماعت کے لیے دو آدمی کافی ہیں اسی طرح اگر کوئی رمضان میں اس وقت مسجد میں آئے جب تراویح کی نماز شروع ہو چکی ہو اور اس نے عشا کی نماز نہ پڑھی ہو تو وہ عشاء کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی رکعتیں پوری کر لے تا کہ اس طرح اسے جماعت کا ثواب مل جائے۔



مساجد کے احکام

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے لیے ساری زمین کو مسجد اور مٹی کو پاک کرنے والی بنایا گیا ہے لہذا جہاں کہیں بھی نماز کا وقت آئے ادا کرلو''

(بخاری: التیمم: ۳۳۵، مسلم: ۵۲۱).

یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر خاص انعام ہے، اس امت سے قبل کسی بھی امت کو یہ سہولت حاصل نہیں تھی کہ نماز کا وقت آنے پر وہ جس جگہ بھی چاہیں نماز ادا کرلیں سوائے ان جگہوں کے جہاں منع کیا گیا ہے یعنی قبرستان، حمام اور اونٹوں کا باڑہ.

مسجد کی فضیلت :

عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسجد بنائے اور اس کا مقصود اللہ کی رضا مندی ہو' اللہ اس کے لیے بہشت میں گھر بنا تا ہے''.

(بخاری' الصلاۃ باب من بنی مسجدا' ۴۵۰ ومسلم' المساجد' باب فضل بناء المساجد و الحث علیھا' ۵۳۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کو مسجدیں بہت زیادہ محبوب ہیں۔اور بازار انتہائی ناپسند ہیں''.

(مسلم' المساجد' باب فضل الجلوس فی مصلاء بعد الصبح وفضل المساجد' ۶۷۱)

مطلب یہ ہے کہ مسجدیں دنیا کی تمام جگہوں سے اللہ کو زیادہ محبوب اور پیاری ہیں کیونکہ ان میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور بازار تمام جگہوں سے اللہ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہیں کیونکہ وہاں حرص' طمع' جھوٹ' مکر اور لین دین میں فریب وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ کسی دینی یا دنیوی ضرورت کے بغیر بازار میں کبھی نہ جائیں اور مسجدوں سے بہت محبت کریں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جو کوئی دن کے اول حصے

میں یا دن کے آخری حصہ میں مسجد کی طرف جائے' اللہ اس کے لیے بہشت میں مہمانی تیار کرتا ہے" (بخاری' الاذان باب فضل من غدا الی المسجد و من راح' ٦٦٢۔ ومسلم' المساجد' باب المشی إلی الصلاۃ تمحی به الخطایا: ٦٦٩)

بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین مساجد مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے علاوہ کسی دوسری جگہ کے لیے سفر اختیار نہ کرو"۔

(بخاری: باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکة والمدینة: ١١٨٩، مسلم: ١٣٩٧).

خانہ کعبہ (مسجد الحرام) میں ایک نماز دوسری مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔

(ابن ماجه' اقامة الصلاة' باب ماجاء فی فضل الصلاة فی المسجد الحرام ومسجد النبی ﷺ' ١٤٠٦)

رسول اللہ نے فرمایا مسجد نبوی میں ایک نماز دوسری مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے خانہ کعبہ کے۔ (بخاری' فضل الصلوة فی مسجد مکة و المدینة، ١١٩٠ ومسلم' الحج' باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدینة ١٣٩٤)

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے گھر میں وضو کیا پھر مسجد قبا گیا اور وہاں نماز پڑھی اس کو عمرہ کے برابر اجر ملے گا"۔

(ابن ماجه: إقامة الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة فی مسجد قباء: ١٤١٢).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر ہفتہ کو مسجد قبا میں پیدل یا سوار ہو کر جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے (بخاری: ١١٩٤، مسلم: ١٣٩٩).

تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ):

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد کے طور پر) پڑھو" (بخاری: الصلوة، باب: اذا دخل المسجد فلیرکع

رکعتین ٤٤٤. ومسلم: صلاة المسافرین، باب: استحباب تحیة المسجد برکعتین: ٧١٤)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے دیکھا تو میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔ (مسلم: ٧١٤)

پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں نہ آؤ:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لہسن یا پیاز کھائے تو وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے''.

(بخاری: الأذان، باب: ما جاء فی الثوم: ٨٥٥، مسلم: ٥٦٤).

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی ان خبیث درختوں (لہسن اور پیاز) کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہے تو ان کو پکا کر ان کی بو مار لو۔'' کیونکہ اس سے فرشتوں کو ایذا پہنچتی ہے اور آدمیوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ لوگ بولے لہسن حرام ہو گیا' حرام ہو گیا؟ آپ نے فرمایا لوگو میں وہ چیز حرام نہیں کر سکتا جس کو اللہ تعالی نے حلال کیا ہے لیکن لہسن کی بو مجھے بری لگتی ہے۔ (مسلم' المساجد' باب نهی من اکل ثوما او بصلا ٥٦٥)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کیا کسی کے تصور میں یہ بات آ سکتی ہے کہ سگریٹ پینے والا پیاز و لہسن کے حکم میں داخل نہیں؟ سب کو معلوم ہے کہ سگریٹ کی بدبو پیاز و لہسن کی بو سے کہیں زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے، ان دونوں کے کھانے میں کوئی ضرر بھی نہیں جب کہ سگریٹ پینے کے بہت سے نقصانات ہیں اور کوئی فائدہ نہیں''

اگر کسی کو مرض کی بنا پر لہسن یا پیاز استعمال کرنا پڑتا ہو تو وہ ان کو استعمال کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو سینے کے ایک مرض کی بنا پر لہسن کھا کر مسجد آنے کی

اجازت دی تھی۔(ابو داود، الاطعمة، باب فی اکل الثوم، ٣٨٢٦۔ اسے ابن خزیمہ (١٦٧٢) اور ابن حبان نے صحیح کہا)

مسجد میں تھوکنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے۔ میں نے دیکھا کہ نیک اعمال میں راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بھی ہے اور برے اعمال میں مسجد میں تھوکنا بھی ہے جس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو" (مسلم، المساجد، باب النهی عن البصاق فی المسجد، ٥٥٣).

یعنی آج کل مساجد سے تھوک کو پانی یا کپڑے وغیرہ سے صاف کیا جائے گا۔(ع،ر)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے کی دیوار پر بلغم دیکھا آپ لوگوں کے آگے کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے (نماز ہی میں) اس کو کھرچ ڈالا، جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے اس کو چاہئے کہ نماز میں اپنے سامنے بلغم نہ ڈالے۔

(بخاری: الأذان، باب: هل یلتفت لا ینزل به: ٧٥٣، مسلم: ٥٤٧).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے قبلہ کی طرف مسجد میں بلغم دیکھا، آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا اور آپ کے چہرہ مبارک پر ناخوشگواری کے آثار تھے، گویا آپ کو یہ تھوکنا سخت ناگوار گزرا، پھر آپ نے فرمایا: "نماز میں انسان اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے بیچ میں ہوتا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے، پھر آپ نے اپنی چادر کا کونا لیا اس میں تھوکا اور کپڑے کو مل دیا اور فرمایا کہ ایسا کرے" (بخاری، الصلوة، باب حك البراق بالید من المسجد: ٤٠٥، مسلم: ٥٥١).

اس وقت مسجدیں کچی ہوتی تھیں آجکل تھوکنا ہو تو چادر کے پلو میں تھوک کر مل دے۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس پر مٹی ڈال کر دبا دینا ہے" (بخاری، الصلوة باب کفارة البزاق فی المسجد، ٤١٥، مسلم ٥٥٢)

مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم وضو کر کے مسجد جانے کے لیے گھر سے نکلو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو بے شک اس وقت تم نماز ہی میں ہوتے ہو''

(ابوداود، الصلاۃ، ماجاء فی الهدی فی المشی الی الصلاۃ، ٥٦٢) اسے امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔اس کی سند حسن ہے/مرعاۃ).

یعنی تمہیں برابر نماز کا ثواب مل رہا ہوتا ہے۔

کعب بن عجرہ سے روایت ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو تم نماز ہی کی حالت میں ہو جب تک نماز کا انتظار کر رہے ہو''

(مسند احمد (٤/٢٤٤، ١٨٣١٠، اس کی سند جید (قوی) ہے، بلوغ الامانی).

انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کی ممانعت نماز ادا کرنے سے پہلے ہے کیونکہ نماز ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں انگلیاں انگلیوں میں ڈالیں[بخاری: ٤٨٢].

مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طائف کے رہنے والے دو آدمیوں سے کہا (جو مسجد نبوی میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے): ''اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟'' (بخاری، الصلوۃ، باب رفع الصوت فی المساجد: ٤٧٠)

مسجد میں خرید و فروخت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں کچھ بیچتا یا خریدتا دیکھو تو کہو:

(لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ). ''اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے''.

(ترمذی، البیوع، باب النهی عن البیع فی المسجد، ١٣٢٤۔ اسے امام حاکم (٥٦/٢) اور امام ذہبی نے صحیح کہا).

اور جس وقت تم کسی شخص کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو تم کہو:

(لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ).

''اللہ تجھے وہ چیز نہ لوٹائے''، پس بے شک مسجدیں اس مقصد کے لیے تو نہیں بنائی گئیں''.

(مسلم: المساجد، باب: النهى عن نشد الضالة فى المسجد: ٥٦٨).

مسجد میں سونا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مسجد نبوی میں سو جاتے تھے حالانکہ وہ کنوارے نوجوان تھے۔(بخاری، الصلوة، باب نوم الرجال فى المسجد، ٤٤٠، مسلم: فضائل صحابة، باب: من فضائل ابن عمر: ٢٤٧٩)

مسجد میں مشرک داخل ہوسکتا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا تھا (حالانکہ وہ اس وقت مشرک تھے)۔

(بخاری، الصلاة، باب دخول المشرك المسجد، ٤٦٩، مسلم: الجهاد ١٧٦٤)

مسجد میں شعر پڑھنا:

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد کے پاس سے گزرے اور حسان شعر پڑھ رہے تھے (عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو غصہ سے دیکھا) حسان کہنے لگے کہ میں مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور تم سے جو افضل ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود ہوتے تھے، پھر حسان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ابو ہریرہ! تمہیں اللہ کی قسم کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا اے حسان تو اللہ کے رسول کی طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ! روح القدس سے حسان کی مدد کر، ابو ہریرہ نے جواب دیا بیشک (آپ نے فرمایا)(بخاری: بداء الخلق، باب: ذكر الملائكة: ٣٢١٢، مسلم: ٢٤٨٥).

مسجد میں گفتگو کرنا:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں بیٹھا کرتے تھے، آپ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد سورج کے نکلنے تک مسجد میں بیٹھتے، جب سورج طلوع ہوتا تو آپ (جانے کے لیے) کھڑے ہوتے، ہم (مسجد میں) زمانہ جاہلیت کے معاملات کا ذکر کرتے (گفتگو کے دوران) ہم ہنستے بھی تھے اور مسکراتے بھی۔

(مسلم: المساجد، باب: فضل الجلوس فی مصلاۃ: ٦٧٠).

مسجد جانے کی فضیلت:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کے لیے نکلتا ہے پس اس کو حج کا احرام باندھنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے'' (ابو داود' الصلاۃ' باب فضل المشی الی الصلاۃ' ٥٥٨۔ اس کی سند حسن ہے)

یاد رہے کہ جن پر بیت اللہ کا حج فرض ہو چکا ہو' جب تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں ان سے فرضیت ساقط نہ ہو گی خواہ ساری عمر باوضو ہو کر پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں' اس لیے اللہ کی بخشش اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اپنے گھر یا بازار میں تنہا نماز پڑھنے سے (کم از کم) پچیس درجے زیادہ ہے۔ پس جب وہ اچھی طرح وضو کر کے مسجد جائے تو اس کے ہر قدم سے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ" ''اے اللہ! اس پر اپنی رحمت اتار۔ اے اللہ اس کی توبہ قبول کر''۔ جب تک وہ کسی کو ایذا نہیں دیتا یا وہ حدث نہیں کرتا فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب تک نمازی نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز ہی میں ہوتا

ہے۔(بخاری، البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، ۲۱۱۹۔ مسلم، المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ ۶۴۹)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے گرد کچھ مکان خالی ہوئے۔ بنوسلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے بنوسلمہ اپنے (موجودہ) گھروں میں ٹھہرے رہو (مسجد کی طرف آتے وقت) تمہارے ہر قدم (کا ثواب) لکھا جاتا ہے''۔

(مسلم، المساجد، باب فضل کثرۃ الخطا الی المساجد، ۶۶۵)

مسجد کا نمازی، اللہ کے سائے میں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'سات شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن (حشر میں) اپنے سائے میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (پہلا) عادل حاکم (دوسرا) وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے (تیسرا) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، جس وقت نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو اس کی طرف دوبارہ آنے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔ (چوتھا) وہ دو شخص جو (صرف) اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ (جب) ملتے ہیں تو اسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہیں تو اسی کی محبت میں۔ (پانچواں) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور (افراط محبت یا خشیت سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔ (چھٹا) وہ شخص کہ جسے کسی خاندانی، خوبصورت عورت نے (برائی کے لیے) بلایا۔ (یعنی دعوت گناہ دی) پھر اس شخص نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (ساتواں) وہ شخص کہ جس نے اللہ کے نام پر کچھ دیا پھر اس کو چھپایا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (یعنی خیرات کو بالکل مخفی رکھتا ہے)۔

(بخاری، الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد، ۶۶۰ ومسلم، الزکاۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، ۱۰۳۱)

مساجد میں خوشبو:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: ’’محلوں میں مسجدیں بناؤ۔ (یعنی جہاں نیا محلّہ آباد ہو وہاں مسجد بھی بناؤ) اور انہیں پاک صاف رکھو اور خوشبو لگاؤ‘‘

(ابوداود، الصلاة، باب اتخاذ المساجد فی الدور، ٤٥٥۔ ابن ماجه، المساجد، باب تطهیر المساجد، و تطییبها، ٧٥٨، ٧٥٩۔ اسے امام ابن خزیمہ (۳۹۴) اور ابن حبان (٣٠٦) نے صحیح کہا)

مسجد کے نمازیوں کے لیے خوشخبری:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’اندھیروں میں (نماز کے لیے) مسجد کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری سنا دو‘‘.

(ابن ماجه، المساجد، باب المشی الی الصلاة، ٧٨٠۔ امام حاکم (۱/۲۱۲) اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’تمام روئے زمین مسجد ہے (یعنی سب جگہ نماز جائز ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے‘‘ (ابوداود، الصلاة، باب فی المواضع التی لا تجوز فیها الصلاة، ٤٩٢۔ ترمذی، الصلاة، باب ما جاء ان الارض کلها مسجد الا المقبرة والحمام، ٣١٧۔ اسے امام حاکم (۱/۲۵۱) امام ابن خزیمہ (۷۹۱) ابن حبان (۳۳۸، ۳۳۹) ذہبی اور ابن حزم نے صحیح کہا)

مسجد کے معنی ہیں سجدے کی جگہ، نماز کی جگہ۔ جب قبرستان میں سجدہ اور نماز منع ہوئی تو نماز اور سجدہ کے لیے مسجد (سجدہ کی جگہ) بنانا بھی منع ہوئی۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کی دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مسجد میں داخل ہو تو یہ پڑھو:

(اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ).

’’اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے‘‘.

جب تم مسجد سے نکلو تو یہ پڑھو: (اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ).
''یا اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں''.

(مسلم، صلاۃ المسافرین باب ما یقول اذا دخل المسجد: ۷۱۳).

فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

''بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ''.

''اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اور (دعا کرتا ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ پر سلامتی ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''.

اور جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے:

''بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ''.

''اللہ کے نام سے (مسجد سے باہر آتا ہوں) اور (دعا کرتا ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ پر سلامتی ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل (وکرم) کے دروازے کھول دے'' (ابن ماجه: المساجد، باب: الدعاء عند دخول المسجد: ۷۷۱، اسے امام ترمذی (۳۱۵) نے حسن لغیرہ کہا).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت رسول اللہ ﷺ پر سلام کہو'' (ابن ماجه، المساجد، باب الدعاء عند دخول المسجد، ۷۷۳۔ امام ابن خزیمہ (۴۵۲) اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو شیطان کہتا ہے کہ اس نے باقی دن مجھ سے محفوظ کر لیا:

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ''.

''میں شیطان مردود سے عظمت والے اللہ' اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ چاہتا ہوں'' (ابو داود' الصلاۃ' باب ما یقول الرجل عند دخولہ المسجد' ٤٦٦)

فجر کی نماز کے لیے مسجد جاتے ہوئے دعا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب موذن نے صبح کی نماز کے لیے اذان دی تو آپ نماز کے لیے نکلے اور آپ فرما رہے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْراً وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْراً وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْراً وَمِنْ فَوْقِیْ نُوْراً وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْراً وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوراً وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْراً وَمِنْ بَیْنِ یَدَیْ نُوْراً وَمِنْ خَلْفِیْ نُوْراً وَاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوراً وَأَعْظِمْ لِیْ نُوراً".

''اے اللہ! میرے دل، میری زبان، میری سماعت اور میری بصارت کو (ایمان کے نور سے) منور فرما، میرے اوپر، میرے نیچے، میرے دائیں اور بائیں، میرے سامنے اور پیچھے (ہر طرف) نور پھیلا دے، اور میری روح کو نور سے بھر دے اور میری (ہدایت کے) نور کو بڑھا دے''(مسلم: صلاۃ المسافرین، باب: الدعا فی صلاۃ اللیل: ٧٦٣).



نماز کی سنتوں کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”قیامت کے دن بندے کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب ہوا اور نجات پا گیا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام ہوا اور خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا، اگر اس کے فرضوں سے کچھ ناقص ہوا تو اللہ فرمائے گا کہ میرے بندے کی نفل دیکھو اور پھر ان نفلوں سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی اسی طرح اس کے باقی اعمال کا حساب ہوگا“ (أبو داود: الصلاۃ، باب: قول النبی ﷺ کل صلاۃٍ لا یتمها صاحبها تتم من تطوعه: ٨٦٤، ترمذی: ٤١٣، نسائی: ٤٦٥).

نفل اور سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہیں:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے علاوہ باقی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے“ (بخاری: ٧٣١، مسلم: ٧٨١).

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ نے فرمایا کہ: ”کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد کے کس قدر قریب ہے اس کے باوجود فرائض نماز کے علاوہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے“

(ابن ماجه، اقامة الصلاة، باب ماجاء فی التطوع فی البیت، ١٣٧٨۔ امام بوصیری اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’جب تم مسجد میں نماز پڑھو تو نماز کا کچھ حصہ (نوافل، سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو، اللہ اس نماز کے سبب گھر میں بھلائی دے گا۔

(مسلم، صلوۃ المسافرین، باب استحباب صلوۃ النافلة فی بیته، ٧٧٨)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں پڑھو (جیسے قبرستان نماز سے خالی ہوتے ہیں ایسے ہی) اپنے گھروں کو قبرستان نہ

بناؤ'' (بخاری: ٤٣٢، مسلم: ٧٧٧).

موکدہ سنتیں: بہشت میں گھر:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دن اور رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے۔

(مسلم، صلوٰۃ المسافرین باب فضل السنن الراتبۃ: ٧٢٨)

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفلوں کا حال دریافت کیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر آپ نکلتے اور لوگوں کے ساتھ (ظہر کے فرض) پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ آپ لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت (سنت) پڑھتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعات (تہجد کی) نماز پڑھتے، ان میں وتر بھی ہوتا تھا اور جب صبح نمودار ہوتی تو (نماز فجر سے پہلے) دو رکعت (سنت) پڑھتے۔ (مسلم صلوٰۃ المسافرین، باب جواز النافلہ قائماً و قاعداً: ٧٣٠)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعتیں یاد کیں ظہر سے پہلے دو رکعت، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشا کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔ (بخاری، التہجد، باب الرکعتین قبل الظہر: ١١٨٠، مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض و بعدھن، ٧٢٩)

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت کی حفاظت کی اس پر جہنم کی آگ حرام ہے''.

(أبو داود: التطوع، باب: الأربع قبل الظهر وبعده: ١٢٦٩).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعتیں (پڑھی جاتی) ہیں۔

(ابو داود' ابواب التطوع' باب فی صلاۃ النہار' ۱۲۹۵ ۔ امام ابن خزیمہ (۱۲۱۰) اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

معلوم ہوا چار رکعات سنت بھی دو' دو کر کے ادا کرنی چاہئیں۔

عصر سے پہلے چار رکعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'جو شخص عصر سے پہلے چار رکعات (سنت) پڑھے' اللہ اس پر رحمت کرے'' (ترمذی' الصلاۃ' باب ماجاء فی الاربع قبل العصر' ۴۳۰ وابو داود' ابواب التطوع' باب الصلاۃ قبل العصر' ۱۲۷۱ ۔ اسے ابن خزیمہ (۱۱۹۳) ابن حبان (۶۱۶) اور نووی نے صحیح کہا)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور دو رکعت کے بعد تشہد اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے تھے (ترمذی: ۴۲۹، ترمذی نے حسن کہا).

مغرب سے پہلے دو رکعتیں:

عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مغرب کی (فرض) نماز سے پہلے نماز پڑھو، آپ نے تین بار فرمایا اور تیسری بار کہا جس کا دل چاہے، یہ اس لیے فرمایا کہ آپ ناپسند کرتے تھے کہ لوگ اس کو سنتِ موکدہ بنالیں''.

(بخاری: أبواب التهجد، باب: الصلاة قبل المغرب: ۱۱۸۳).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں موذن مغرب کی اذان کہتا' ہم سب ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ لوگ اس کثرت سے دو رکعتیں پڑھتے کہ اجنبی یہ گمان کرتا کہ مغرب کی جماعت ہو چکی ہے (مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب رکعتین قبل صلاۃ المغرب' ۸۳۷)

مرثد بن عبداللہ رحمہ اللہ عقبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ''کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ابو تمیم رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں؟ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے پوچھا: اب کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگے کہ مصروفیت۔

(بخاری' التهجد' باب الصلاۃ قبل المغرب' ۱۱۸۴)

جمعہ کے بعد کی سنتیں:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہو تو چار رکعات ادا کرو''

(مسلم' الجمعۃ' باب الصلاۃ بعد الجمعۃ' ۸۸۱)

معلوم ہوا کہ جمعہ کے بعد چار رکعات سنتیں پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی دو رکعتیں بھی پڑھ لے تو جائز ہوگا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے بعد کچھ نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر آتے اور دو رکعتیں پڑھتے، پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔(بخاری' الجمعۃ' باب الصلاۃ بعد الجمعۃ و قبلھا' ۹۳۷' ومسلم' الجمعۃ' باب الصلاۃ بعد الجمعۃ' ۸۸۲)

بعض علماء نے یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں چار سنتیں (دو دو کرکے) پڑھے اور اگر گھر میں آ کر پڑھے تو دو سنتیں پڑھے۔ (مرعاۃ المفاتیح)

فجر کی سنتوں کی فضیلت:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''فجر کی دو سنتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے' اس سے بہتر ہیں اور مجھے فجر کی دو رکعت (سنتیں) ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں''

(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر' ۷۲۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوافل (سنن) میں سے کسی چیز پر اتنی محافظت اور مداومت نہیں کرتے تھے جس قدر فجر کی دو سنتوں پر کرتے تھے (بخاری' التھجد' باب تعاھد رکعتی الفجر' ۱۱۶۹ مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر' ۷۲٤)

رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو سنتیں پڑھتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے تھے۔(بخاری' الاذان' باب من انتظر الاقامۃ' ۶۲۶' مسلم' صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل ۷۳۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف میں سے بعض مسجد کی بجائے گھر میں دائیں پہلو لیٹنا مستحب جانتے

تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ذکرنہیں ملتا کہ آپ مسجد میں دائیں پہلو لیٹتے تھے‘‘ (فتح الباری).

سنتوں کی قضا:

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، میں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ’’بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ (احکام دین سیکھنے کے لیے) آئے تھے ان کے ساتھ (میری مصروفیت نے) مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعت سنتوں سے باز رکھا پس یہ وہ دونوں تھیں (جو میں نے عصر کے بعد ادا کی ہیں) (بخاری: السھو: ۱۲۳۳، مسلم: ۸۳٤).

فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد پڑھ سکتے ہیں:

اگر آپ ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور آپ نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اس وقت سنتیں مت پڑھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی‘‘۔

(مسلم‘ صلاۃ المسافرین‘ باب کراھیة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن فی اقامة الصلاۃ‘ ۷۱۰)

ایسی صورت میں آپ جماعت میں شامل ہو جائیں اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ’’صبح کی (فرض) نماز دو رکعتیں ہیں (تم نے مزید دو رکعتیں کیسی پڑھی ہیں؟)‘‘ اس شخص نے جواب دیا۔ میں نے دو رکعتیں سنت (جو فرضوں سے پہلے ہیں) نہیں پڑھی تھیں۔ ان کو اب پڑھا ہے۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: ’’پھر کوئی حرج نہیں‘‘ (أبو داود: التطوع، باب: من فاتتهُ متی یقضیھا: ۱۲۶۷، ابن ماجه: ۱۱۵٤، ابن خزیمة‘ ۱۱۱۶۔ اسے ابن حبان (۶۲۴) حاکم (۱/۲۷۴۔۲۷۵) اور ذہبی نے صحیح کہا)

ایک شخص مسجد میں آیا‘ رسول اللہ ﷺ صبح کے فرض پڑھ رہے تھے۔ اس نے مسجد کے

ایک کونے میں دو رکعت سنت پڑھی۔ پھر جماعت میں شامل ہو گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''تو نے فرض نماز کس کو شمار کیا جو اکیلے پڑھی تھی اس کو یا جو ہمارے ساتھ جماعت سے پڑھی ہے؟ (مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهية الشروع في نافلة... ٧١٢)

معلوم ہوا کہ فرض ہوتے وقت سنتوں کا پڑھنا درست نہیں ہے۔

نفل نماز:

کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے نمازوں کی رکعتوں کو کم کر دیا ہے یعنی فرائض اور سنتیں گن لی ہیں اور نفل چھوڑ دیے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نوافل اپنی خوشی اور مرضی کی عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کیا' اس لیے ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم اپنے نفلوں کو فرضوں کا ضروری اور لازمی ضمیمہ بنا ڈالیں۔ فرضوں کے ساتھ آپ کی نفل عبادت یعنی سنتیں آ گئی ہیں جن سے نماز پوری اور مکمل ہو گئی ہے، نوافل ہم ممنوعہ اوقات کے سوا دن اور رات کے سب اوقات میں ادا کر سکتے ہیں.

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے نماز کے متعلق خبر دیجیے تو آپ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھ، پھر سورج طلوع اور اونچا ہونے تک نماز سے رک جا اس لیے کہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں، پھر نماز پڑھ یقیناً نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور سورج کے سیدھا سر پر ہونے کے وقت نماز سے رک جا اس لیے کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور پھر سورج ڈھلنے کے بعد پڑھ اس لیے کہ نماز کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پھر نماز عصر پڑھ، پھر اس کے بعد غروب آفتاب تک ٹھہر جا اس لیے کہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں'' (مسلم: الصلاة، باب: إسلام عمرو بن عبسة: ٨٣٢).

❀ ❀ ❀ ❀

تہجد اور وتر

فضیلت:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تہجد ضرور پڑھا کرو' کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روش ہے اور تمہارے لیے اپنے رب کے قرب کا وسیلہ' گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ اور (مزید) گناہوں سے بچنے کا سبب ہے''.

(ابن خزیمہ' حدیث ۱۱۳۵' اسے حافظ عراقی نے حسن امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اٹھا۔ پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی عورت کو جگایا۔ پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی۔ پھر اگر عورت (غلبہ نیند کے باعث) نہ جاگی' تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اور اس عورت پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اٹھی پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا۔ پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی۔ اگر خاوند (غلبہ نیند کے باعث نہ جاگا) تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے'' (ابو داود' التطوع باب قیام اللیل' ۱۳۰۸۔ اسے امام حاکم (۱/۳۰۹) امام ابن خزیمہ' (۱۱۴۸) امام ذہبی اور امام نووی نے صحیح کہا)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل' تہجد کی نماز ہے۔ اور رمضان کے روزوں کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں'' (مسلم' الصیام' باب فضل صوم المحرم' ۱۱۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ رات بڑی لمبی ہے اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ کھل جاتی

ہے۔اور وہ شاد مان اور پاک نفس ہو کر صبح کرتا ہے' ورنہ اس کی صبح خبیث اور سست نفس کے ساتھ ہوتی ہے'' (بخاری' التهجد' باب عقد الشيطان على قافية الراس اذا لم يصل بالليل' ١١٤٢' مسلم صلاة المسافرين' باب الحث على صلوة الليل' ٧٧٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات کو جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ''کوئی ہے جو مجھے پکارے' میں اس کی دعا قبول کروں۔کوئی ہے جو مجھ سے مانگے' میں اس کو دوں۔کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے' میں اس کو بخش دوں'' (بخاری' التهجد' باب الدعاء والصلاة من آخر الليل' ١١٤٥ ـ مسلم صلاة المسافرين' باب الترغيب فى الدعاء والذكر فى آخر الليل' ٧٥٨)

نبی رحمت ﷺ کا شوق تہجد:

مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (رات کو تہجد میں) اتنا لمبا قیام کیا کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔آپ سے سوال ہوا: آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ مغفور ہیں؟ آپ نے فرمایا: 'کیا پھر (جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے انعام' مغفرت کی دولت اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے) میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' (بخاري: التفسير، باب: ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر: ٤٨٣٦' ومسلم: صفات المنافقين، باب: اكثار الاعمال والاجتهاد فى العباده: ٢٨١٩)

نیند سے جاگتے وقت کی دعا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (بستر سے تہجد کے لیے) اٹھتے تو (یہ) پڑھتے: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) دس بار ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) دس بار ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ)) دس بار ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) دس بار ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) دس بار ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) دس بار اور پھر (اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ) دس بار۔(أبو داود: الأدب: ٥٠٨٥)، پھر کہتے (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ) (ابوداود'

الصلاة، باب ما یستفتح به الصلاة من الدعاء، ٧٦٦۔ اسے امام ابن حبان (٦٤٩) نے صحیح کہا)۔

''اللہ سب سے بڑا ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ اپنی تعریف سمیت (ہر عیب سے) پاک ہے، میں، نہایت ہی پاکیزہ بادشاہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔ اے اللہ! میں دنیا و آخرت کی تنگیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے معاف فرما، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے رزق دے اور عافیت سے نواز''۔

پھر (وضو وغیرہ کر کے) تہجد شروع کرتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو نیند سے جاگے اور کہے:

"لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"۔

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہت اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ سب سے بڑا ہے، بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے'' پھر کہے: ((اَللّٰـهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) ''اے اللہ! مجھے بخش دے'' (یا کوئی اور دعا کرے) تو قبول ہوگی۔ اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو (وہ بھی) قبول کی جائے گی''۔

(بخاری، التهجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، ١١٥٤)

رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے اٹھے، تو آپ نے بیٹھنے کے بعد سورت آل عمران کی آخری دس آیات (١٨٩-٢٠٠) پڑھیں: (بخاری، العمل فی الصلاة، باب استعانة الید فی الصلاة اذا کان من امر الصلاة، ١١٩٨ و مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة النبی ﷺ و دعائه باللیل ٧٦٣)

﴿اِنَّ فِـيْ خَـلْـقِ السَّـمٰـوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْـلِ وَالـنَّـهَـارِ لَاٰيَـاتٍ لِّاُوْلِـي

الْأَلْبَابِ☆ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوْدًا وَعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ☆ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ☆ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلإِيْمَانِ اَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّآتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ☆ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ☆ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّآتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ☆ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ☆ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ☆ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ☆ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَناً قَلِيْلاً أُوْلٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ☆ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ☆﴾

''زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں، رات اور دن کے باری باری آنے میں، یقیناً ان عقل مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں (پھر بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:) ''اے اللہ ہمارے پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو (اس عیب سے) پاک ہے پس اے ہمارے رب ہمیں آگ کے عذاب سے بچا تو نے جسے آگ میں ڈالا اسے درحقیقت بڑی ذلت و رسوائی میں ڈال دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اے ہمارے

رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا (اور کہتا تھا) ''اپنے رب پر ایمان لاؤ'' سو ہم ایمان لے آئے' پس اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے رب! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے کئے ہیں انہیں ہمارے ساتھ پورے فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈال بے شک تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں ہے'' پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا) میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ مرد ہو یا عورت' تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو لہذا جن لوگوں نے (میری خاطر) ہجرت کی' اپنے گھروں سے نکالے گئے' میری راہ میں ستائے گئے اور (میرے لیے) لڑے اور مارے گئے میں ان کے سب قصور معاف کر دوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں یہ اللہ کے ہاں ان کی جزا ہے اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے اے نبی! (دنیا کے) ملکوں میں کافر لوگوں کا (عیش و عشرت سے) چلنا پھرنا تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے اور اہل کتاب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب کو بھی مانتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور اس کتاب کو بھی جو (اس سے قبل خود) ان کی طرف اتاری گئی تھی' وہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے' یہی ہیں وہ لوگ جن کا اجر ان کے رب کے پاس (محفوظ) ہے یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے اے ایمان والو! صبر سے کام لو' باہم صبر کی تلقین کرو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''.

تہجد کی دعائے استفتاح:

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے بعد یہ) پڑھتے:

”أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ“.

”الٰہی! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے (سب کو) تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے (اس سب) کی بادشاہت تیرے لیے ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو ہی روشن کرنے والا ہے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان میں ہے، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو ہی بادشاہ ہے زمین و آسمان کا۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو حق ہے اور (دنیا و آخرت کے متعلق) تیرا وعدہ حق ہے۔ (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے۔ تیرا کلام حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم حق ہے۔ تمام انبیاء حق ہیں اور محمد ﷺ حق ہیں قیامت حق ہے۔ الٰہی! میں تیرے سامنے جھک گیا، میں تیرے ساتھ ایمان لایا، میں نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا، میں نے صرف تیری طرف رجوع کیا۔ صرف تیری ہی مدد سے (دشمنوں سے) جھگڑتا ہوں۔ میں نے صرف تجھے ہی اپنا حاکم مانا، سو تو میرے اگلے پچھلے اور ظاہر و پوشیدہ (سارے کے سارے) گناہ معاف کر

دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے“.

(بخاری: التهجد، باب: التهجد بالليل ١١٢٠، ومسلم: صلاة المسافرين، باب: صلاة النبی ودعائه بالليل: ٧٦٩).

رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی کیفیت:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کا حسن اور طول بیان نہیں ہوسکتا۔

(بخاری، التهجد، باب قیام النبی ﷺ بالليل فی رمضان وغیرہ، ١١٤٧)

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تہجد میں (اتنا لمبا) قیام کیا کہ اس ایک آیت کو (عجز والحاح سے بار بار) پڑھتے صبح کردی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدة: ١١٨).

”اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ یقیناً تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کردے تو یقیناً تو غالب (اور) حکمت والا ہے“.

(نسائی، الافتتاح، باب ترديد الاية ٢/١٧٧ (١٠١٠) اسے حاکم ۱/۲۴۱ اور ذہبی نے صحیح کہا)

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ کو تہجد پڑھتے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں سورت فاتحہ کے بعد آپ نے سورة البقرة پڑھی۔ پھر رکوع کیا۔ آپ کا رکوع آپ کے قیام کی مانند تھا۔ (یعنی قیام کی طرح رکوع بھی کافی طویل کیا) پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا۔ آپ کا قومہ آپ کے رکوع کی مانند تھا۔ آپ کا سجدہ آپ کے قومہ کی مانند تھا۔ آپ دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سجدے کی مانند بیٹھے تھے۔ (یعنی سجدے کی طرح جلسہ میں بھی دیر لگائی اور خوب اطمینان کیا) پس آپ نے چار رکعتوں میں سورة البقرة، سورة آل عمران، سورة النساء اور سورة المائدة پڑھیں۔ (ابوداود: الصلاة، باب: ما يقول فی رکوعه و سجوده ٨٧٤۔ امام حاکم نے صحیح کہا)

سبحان اللہ! یہ تھی نبی رحمت ﷺ کی نماز تہجد۔ صرف چار رکعات میں سوا سات پارے پڑھے۔ پھر رکوع، قومے، سجدے اور جلسے کی درازی اور ان میں تسبیحوں اور دعاؤں کو کثرت سے

پڑھنا آپ پر ختم تھا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفلی نماز میں شریک ہوا۔ آپ نے (سورۂ فاتحہ کے بعد) سورۃ البقرۃ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیات پڑھ کر رکوع میں جائیں گے مگر آپ پڑھتے چلے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ سورت بقرہ کو دو رکعتوں میں تقسیم کریں گے لیکن آپ پڑھتے رہے۔ آپ نے سورۃ البقرۃ ختم کر کے سورۃ النساء شروع کرلی، پھر اسے ختم کر کے سورۃ آل عمران کو پڑھنا شروع کر دیا اس کو بھی ختم کر ڈالا۔ آپ نہایت آہستگی سے پڑھتے جاتے تھے۔ جب ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں سبحان اللہ کہنے کا حکم ہوتا، تو سبحان اللہ کہتے۔ اگر کچھ مانگنے کا ذکر ہوتا تو سوال کرتے، اگر پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا تو ((اعوذ باللہ)) پڑھتے۔ آل عمران ختم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔ (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل، ۷۷۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل عمران کی تلاوت "النساء" کے بعد کی حالانکہ "آل عمران" ترتیب میں "النساء" سے پہلے ہے۔

طاقت سے بڑھ کر مشقت کی ممانعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (بطور سوال) دریافت کیا: "مجھے بتلایا گیا ہے کہ تم ساری رات نفل پڑھتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں کمزور اور طبیعت سست ہو جائے گی۔ اس لیے روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ رات کو قیام کرو اور نیند بھی، ایک ماہ میں ایک بار قرآن پاک ختم کر لیا کرو، انہوں نے عرض کی میں اس سے زیادہ تلاوت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "تو بیس دن میں ختم کر لیا کرو" انہوں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سات دن میں ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ کیونکہ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔ تمہارے ملاقاتیوں کا

تم پر حق ہے۔تمہارے بدن کا تم پر حق ہے۔اور شاید تمہاری عمر زیادہ ہو(اور تم یہ کام بڑھاپے میں نہ کر سکو) عبداللہ بن عمر جب بوڑھے ہوئے تو آرزو کرتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ کی رخصت قبول کر لیتا'' (بخاری: فضائل القرآن، باب: فی کم یقرا القرآن؟ (٥٠٥٤) ومسلم' الصیام' باب النھی عن صوم الدھر... ١١٥٩)

پھر آپ ﷺ نے انہیں قرآن پاک تین دن میں ختم کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: ''قرآن پاک سے اس شخص کو کچھ سمجھ حاصل نہیں ہوسکتی جو تین دن سے کم مدت میں قرآن پاک ختم کرتا ہے'' (ترمذی' القراءات' باب ١١ ٢٩٤٩' وسنن ابی داود' شھر رمضان، باب: فی کم یقرا القرآن ؟ ١٣٩٠۔ امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے اندر دوستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی رسی دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے وہ (رات کو نفل) نماز پڑھتی رہتی ہیں پھر جب سست ہو جاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اس رسی کو پکڑ لیتی ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھول ڈالو ہر شخص اپنی خوشی کے موافق نماز پڑھے پھر جب سست ہو جائے یا تھک جائے تو آرام کرے''.

(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب فضیلة العمل الدائم: ٧٨٤).

اس سے معلوم ہوا کہ جائز لذتوں سے کنارہ کشی اور جسمانی تکالیف پر مشتمل صوفیانہ ریاضتوں اور مجاہدات کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے' [ع' ر]

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اتنا عمل اختیار کرو جس قدر تمہیں طاقت ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا لیکن تم عمل کرنے سے تھک جاؤ گے''.

(مسلم' صلاۃ المسافرین' باب فضیلة العمل الدائم ... ٧٨٥)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کے نوافل میں دو سو آیات تلاوت کرتا ہے وہ اطاعت گزار مخلص لوگوں میں شمار ہوتا ہے'' (سنن دارمی' فضائل القرآن باب من قرا بماتی آیة ٣٤٥١'

اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

آپ ﷺ کی تین دعائیں:

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں کہ آپ تمام رات بیدار رہے اور نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی۔ جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو خباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آج رات جس طرح آپ نے نوافل پڑھے اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کو اس طرح نماز ادا کرتے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ''تم نے درست کہا۔ نماز ایسی عبادت ہے جس میں اللہ کے ساتھ اشتیاق بڑھایا جاتا ہے اور اس کے عذاب سے پناہ مانگی جاتی ہے، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کئے جن میں سے دو قبول ہوئے۔ ایک سوال یہ کہ اللہ میری امت کو سابقہ امتوں کی طرح برباد نہ کرے اس کو اللہ نے قبول فرمایا۔ دوسرا سوال یہ کہ میری (ساری) امت پر (بیک وقت) دشمنوں کو غلبہ حاصل نہ ہو، یہ بھی قبول کر لیا گیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ امت محمدیہ میں اختلاف رونما نہ ہو، لیکن اسے قبول نہیں کیا گیا'' (ترمذی، الفتن، باب ما جاء فی سوال النبی ﷺ ثلاثا فی أمته ۲۱۷۵، ابن حبان (۱۸۳۰) امام ترمذی نے اسے حسن غریب صحیح کہا)

تہجد میں قراءت:

رسول اللہ ﷺ رات کے نوافل میں کبھی سری (آہستہ) اور کبھی جہری (بلند آواز سے) قراءت فرماتے۔ (ترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی قراءة اللیل، ۴۴۹۔ ابن ماجه، إقامة الصلاة، باب ما جاء فی القراءة فی صلاة اللیل، ۱۳۵۴)

جب آپ گھر میں نوافل ادا کرتے تو حجرہ میں آپ کی قرأت سنائی دیتی تھی۔

(ابو داود، باب رفع الصوت بالقرأة فی صلاة اللیل، ۱۳۲۷)

آپ ﷺ ایک رات باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آہستہ قراءت سے

نوافل پڑھ رہے ہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نوافل میں اونچی آواز سے قرأت کر رہے ہیں۔ جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: 'اے ابوبکر رات میں تیرے پاس سے گزرا' تو پست آواز سے نوافل پڑھ رہا تھا۔؟'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس (اللہ) سے میں سرگوشی کر رہا تھا اس تک میری آواز پہنچ رہی تھی۔ پھر آپ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: ''رات میرا تیرے پاس سے گزر ہوا' تو اونچی آواز کے ساتھ نفل پڑھ رہا تھا'' تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں سوئے ہوؤں کو بیدار کرنا چاہتا تھا (کہ وہ بھی تہجد پڑھیں) اور شیطان کو بھگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس پر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذرا اونچی آواز سے اور عمر رضی اللہ عنہ کو ذرا نیچی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا۔ (ابو داود: التطوع، باب: باب رفع الصوت بالقراءة فی صلاۃ اللیل' حدیث ۱۳۲۹۔ امام ابن خزیمہ' امام ابن حبان' امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

قیام اللیل کا طریقہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بالعموم وتر پڑھنے کا طریقہ' عائشہ رضی اللہ عنہا یوں بیان فرماتی ہیں کہ: ''نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے۔ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے'' (مسلم' صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی فی اللیل ۷۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو' دو رکعتیں ہے۔ جب صبح (صادق) ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو' یہ (ایک رکعت' پہلی ساری) نماز کو طاق بنا دے گی'' (بخاری' الوتر' باب ماجاء فی الوتر' ۹۹۰ ومسلم' صلاۃ المسافرین صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل ۷۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم رات کو نوافل پڑھنا شروع کرو تو پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کرو'' (مسلم' صلاۃ المسافرین باب صلاۃ النبی ودعائہ باللیل: ۷۶۸)

آپ نے رات کا قیام کیا پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں' پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں پھر ان سے ہلکی' دو طویل رکعتیں پڑھیں' پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پھر ان

سے ہلکی دو رکعتیں پھر ایک رکعت وتر پڑھا۔ یہ تیرہ رکعتیں ہوئیں۔ آپ کی ہر دو رکعتیں پہلے والی دو رکعتوں سے ہلکی ہوتی تھیں۔ (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل و قیامہ، حدیث ۷۶۵)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کبھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (بخاری، التہجد، باب کیف صلاۃ النبی ﷺ ۱۱۳۹)

نماز وتر کا وقت:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر اول شب میں، بیچ میں اور آخر میں سب وقت ادا کیے ہیں۔ (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل ۷۴۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے خطرہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا وہ اول شب ہی وتر پڑھ لے پھر سو جائے۔ اور جس کو یقین ہو کہ وہ رات کو اٹھ جائے گا وہ آخر میں وتر پڑھے اس لیے کہ آخر رات کی قرأت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

(مسلم، صلاة المسافرين، باب: من خاف أن لا يقوم من أقر الليل فليُوتر أولهُ: ۷۵۵)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو رات کو نماز پڑھے تو وتر کو سب سے آخر میں ادا کرے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ یہی حکم فرماتے تھے (مسلم: ۷۵۱)

پانچ، تین اور ایک وتر:

ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔ پس جو شخص پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (پانچ) رکعات پڑھے اور جو کوئی تین رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (تین رکعات) پڑھے اور جو کوئی ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو (ایک) رکعت (وتر) پڑھے'' (ابوداود، الوتر، باب کم الوتر؟ ۱۴۲۲۔ ابن ماجہ: إقامة الصلاة، باب: ماجاء فی الوتر بثلاث و خمس و سبع و تسع، ۱۱۹۰۔ امام حاکم (۱/۳۰۲، ۳۰۳) امام ذہبی اور ابن حبان (۶۷۰) نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ رات کو (کل) تیرہ رکعات پڑھتے اور ان میں پانچ رکعات وتر پڑھتے

تھے (اوران پانچ وتروں میں) کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے مگر آخر میں۔

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، ۷۳۷)

معلوم ہوا کہ وتروں کی پانچوں رکعتوں کے درمیان تشہد کے لیے کہیں نہیں بیٹھنا چاہیے۔ بلکہ پانچوں رکعتیں پڑھ کر قعدہ میں التحیات درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔

تین وتروں کی قراءت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ﴿الْفَلَقِ﴾ اور ﴿النَّاس﴾ پڑھتے تھے''.

(ترمذی: الصلاۃ، باب: ما جاء فیما یقرأ به فی الوتر: ٤٦٣ . امام ذہبی اور ابن حبان (٦٧٥) نے اسے صحیح کہا).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین وتر نہ پڑھو پانچ یا سات وتر پڑھو اور مغرب کی مشابہت نہ کرو'' (دار قطنی، ٢/٢٥، ٢٧، حاکم، ذہبی اور ابن حبان (٦٨٠) نے اسے صحیح کہا)

اگر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے اور پھر ایک رکعت پڑھی جائے تو مغرب کی مشابہت نہیں ہوگی۔

وتر کی ایک رکعت:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ (ابن ماجہ: إقامة الصلاۃ، باب: ما جاء فی الوتر برکعة: ١١٧٧، امام بوصیری نے اسے صحیح کہا)

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو اور ایک رکعت میں سلام سے فصل کرتے۔ (ابن حبان، ٦٧٨۔ حافظ ابن حجر نے اسے قوی کہا ہے).

یعنی تین وتر بھی اس طرح پڑھتے کہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور پھر اٹھ کر تیسری رکعت الگ پڑھتے' (ع، ر)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وتر پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (انہوں نے) درست کام کیا وہ فقیہ اور صحابی ہیں۔

(بخاری، فضائل الصحابة، باب: ذکر معاویة رضی اللہ عنہ: ٣٧٦٥)

امام مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فصل (وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھنے) والی احادیث زیادہ ثابت ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''وتر' آخر رات میں ایک رکعت ہے''.

(مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل مثنی مثنی، ٧٥٢)

وتر کی نو رکعتیں:

سعد بن ہشام نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتلائیں، تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتی۔ پھر جب اللہ چاہتا آپ کو رات کو اٹھاتا۔ پھر آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور نو رکعات نماز (وتر) پڑھتے، آٹھویں رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھتے (اور اس سے قبل ٢، ٤، ٦ رکعت کے بعد التحیات نہ پڑھتے تھے) پھر سلام پھیرے بغیر (التحیات پڑھ کر) کھڑے ہو جاتے، پھر نویں رکعت پڑھتے اور (اس کے بعد آخری قعدے میں) بیٹھ جاتے۔ پس اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے (یعنی آخری قعدہ کی معروف دعا پڑھتے) پھر سلام پھیرتے'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کو پہنچے (تو) آپ سات رکعات وتر پڑھتے تھے۔ آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اپنی نماز پر ہمیشگی کریں۔ جب نیند یا بیماری کا غلبہ ہوتا اور رات کو قیام نہ کر سکتے تو دن میں بارہ رکعات نفل پڑھتے اور میں نہیں جانتی کہ آپ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا ساری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہوں. (مسلم، صلاة المسافرین، باب جامع صلاة اللیل، ٧٤٦)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نبی رحمت ﷺ نے (ایک سلام کے ساتھ) نو وتر پڑھے۔اور آپ ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات نہیں بیٹھتے تھے بلکہ صرف آٹھویں رکعت میں تشہد پڑھتے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے۔اور پھر آخری رکعت کے آخر میں حسب معمول تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے۔اور اگر آپ رات کا قیام نہ کر سکتے تو دن میں بارہ رکعت ادا فرماتے تھے۔

ایک رات میں کئی وتر پڑھنے کی ممانعت:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''ایک رات میں دو بار وتر (پڑھنا جائز) نہیں'' (ابو داود: الوتر، باب: فی نقض الوتر ١٤٣٩. ابن خزیمہ (١١٠١) اور امام ابن حبان (٦٧١) نے صحیح اور حافظ ابن حجر نے حسن کہا)

وتروں کے سلام کے بعد ذکر:

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں سے سلام پھیر کر تین بار یہ پڑھتے: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسُ)) ''پاک ہے بادشاہ، نہایت پاک''۔

(ابوداود، الوتر، باب فی الدعاء بعد الوتر، ١٤٣٠ ۔ نسائی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: نوع آخر من القرائة فی الوتر: ١٧٣٠. اسے امام ابن حبان (٦٧٧) نے صحیح کہا)

وتر کی قضا:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے تو اسے جب یاد آئے یا جاگ آئے تو وہ وتر پڑھ لے''۔

(أبو داود: الوتر، باب: فی الدعاء بعد الوتر ١٤٣١. امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کا وظیفہ یا کوئی دوسرا معمول چھوڑ کر سو گیا اور پھر اسے نماز فجر سے ظہر تک کے درمیان ادا کر لیا تو اسے رات ہی کے وقت ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا'' (مسلم: صلاة المسافرین، باب: جامع صلاة اللیل ومن نام عنه أو مرض ٧٤٧)

ہمیں اپنا وظیفہ پورا کرنا چاہیے کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے خواہ تھوڑا ہی ہو'' (بخاری، الرقاق، باب القصد و المداومة علی العمل، ٦٤٦٤ ـ مسلم، صلاة المسافرین، باب فضیلة العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ، ٧٨٢)

نبی رحمت ﷺ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو فرمایا: ''اے عبداللہ! تو فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کا قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا'' (بخاری، التهجد، باب ما یکرہ من ترك قیام اللیل لمن کان یقوم ١١٥٢، مسلم: الصیام، باب: النهی عن صوم الدهر: ١١٥٩)

دعائے قنوت:

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے اور دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے'' (نسائی: قیام اللیل، باب: ذکر اختلاف ألفاظ الناقلین لتحبر أبی بن کعب فی الوتر: ١٦٩٩، ٣/٢٣٥ ـ ابن ماجه، إقامة الصلاة، باب ما جاء فی القنوت قبل الرکوع و بعده، ١١٨٢) اسے ابن ترکمانی اور ابن السکن نے صحیح کہا)

عبداللہ بن مسعود اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، اسے ابن ترکمانی نے صحیح اور حافظ ابن حجر نے حسن کہا)

وتر میں رکوع کے بعد قنوت کی تمام روایات ضعیف ہیں اور جو روایات صحیح ہیں ان میں صراحت نہیں کہ آپ ﷺ کا رکوع کے بعد والا قنوت، قنوت وتر تھا یا قنوت نازلہ۔ لہٰذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت رکوع سے قبل کیا جائے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں ان کو قنوت وتر میں کہوں:

''اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ إِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضیٰ عَلَیْكَ وَإِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ

وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ“.

”اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے رشد و ہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی ہے، اور جن لوگوں کو تو نے اپنا دوست بنایا ہے ان میں مجھے بھی شامل کر کے اپنا دوست بنا لے۔ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور جس شر و برائی کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے اس سے مجھے محفوظ رکھ اور بچا لے۔ یقیناً تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو دوست بنا وہ کبھی ذلیل و خوار اور رسوا نہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جسے تو دشمن کہے، اے ہمارے رب! تو (بڑا) ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے“.

(ابو داود، الوتر، باب القنوت فی الوتر، ١٤٢٥ ۔ ترمذی: الصلاة، باب: ماجاء فی القنوت فی الوتر ٤٦٣ ۔ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام ابن خزیمہ (۲/۱۵۱، ۱۵۲ حدیث ۱۰۹۵) نے صحیح کہا).

تنبیہات:

دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے البتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے آثار ملتے ہیں۔

((رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ)) کے بعد ((نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ)) کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موجود نہیں ہیں۔ بلکہ یہ دعا میں اضافہ ہے۔

((صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ)) : ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان میں قیام اللیل کرتے اور قنوت میں نبی ﷺ پر درود بھیجتے تھے۔ اس طرح معاذ انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔ (صحيح ابن خزيمة ١١٠٠)، لہذا آخر میں ((صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ)) پڑھنا جائز ہے۔

قنوت نازلہ

جنگ، مصیبت اور غلبہ دشمن کے وقت دعائے قنوت پڑھنی چاہیے۔ اسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں (رکوع کے بعد) قنوت کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ“.

”اے اللہ! ہمیں اور تمام مومن مردوں، مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے۔ ان کی (باہمی) اصلاح فرما دے۔ اپنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! کافروں کو اپنی رحمت سے دور کر جو تیری راہ سے روکتے، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔ اے اللہ! ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب اتار جسے تو مجرم قوم سے نہیں ٹالا کرتا“ (بیہقی (۲/ ۲۱۰، ۲۱۱) اورانہوں نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا یا نیک دعا کا ارادہ فرماتے تو آخری رکعت کے رکوع کے بعد ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) کہنے کے بعد دعا فرماتے۔ (بخاری، التفسیر، باب (لیس لك من الامر شيء) ۴۵۶۰، مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوة، ۶۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک پانچوں نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے پیچھے آمین کہتے تھے۔

(ابو داود، الوتر، باب القنوت في الصلوات، (۱۴۴۳) اسے حاکم، حافظ ذہبی اور امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا)

قیام رمضان

''جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں'' (بخاری، صلوٰۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ۲۰۰۸ ومسلم، صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان ۷۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے تین رات قیام رمضان کیا:

ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (رمضان المبارک کے) روزے رکھے، (شروع میں) آپ نے ہمارے ساتھ مہینے میں سے کچھ بھی قیام نہ کیا یہاں تک کہ ۲۳ ویں رات کو آپ نے تہائی رات تک قیام رمضان کیا۔ پھر آپ نے ۲۴ ویں رات چھوڑ کر ۲۵ ویں رات کو آدھی رات تک قیام کیا پس میں نے عرض کی کہ کتنا اچھا ہو کہ اگر آپ ہمیں باقی رات بھی نفل پڑھاتے آپ نے فرمایا: ''جو شخص امام کے ساتھ قیام (رمضان) کرتا ہے اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے'' پھر ۲۶ ویں رات کو چھوڑ کر ۲۷ ویں شب کو اپنے اہل خانہ اور اپنی عورتوں کو اور سب لوگوں کو جمع کر کے قیام کیا یہاں تک کہ ہمیں فلاح ختم ہونے کا ڈر ہوا۔ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ فلاح کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا سحری.

(ابوداود، ابواب شھر رمضان، باب فی قیام شھر رمضان، ۱۳۷۵۔ ترمذی، الصوم، باب ماجاء فی قیام شھر رمضان، ۸۰۶۔ نسائی، ۳/۸۳، ۱۳۶۴۔ اسے امام ابن حبان (۹۱۹) اور امام ابن خزیمہ (۲۲۰۶) نے صحیح کہا)

آپ ﷺ نے (تین رات کے قیام کے بعد) فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ تمہارا معمول برابر قائم ہے۔ تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تم پر (یہ نماز) فرض نہ کر دی جائے (اس لیے میں گھر سے نہیں نکلا) پس تم اپنے اپنے گھروں میں (رمضان کی راتوں کا) قیام کرو۔ آدمی کی نفل نماز گھر میں افضل ہوتی ہے'' (بخاری، الاذان باب: ما یجوز من الغضب والشدة لأمر الله: ۶۱۱۳، مسلم: صلاۃ

المسافرین، باب استحباب صلاۃ النافلة فی بیته ۷۸۱)

رسول اللہ ﷺ (نے تین شب قیام رمضان کرا کے) لوگوں سے فرمایا: ''تم اپنے گھروں میں رمضان کی راتوں کا قیام کرو'' گھروں وغیرہ میں فرداً فرداً پڑھنے کے متعلق امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باجماعت قیام رمضان (دوبارہ) شروع کرایا مگر یہ بھی فرمایا کہ: رات کا آخری حصہ (جس میں لوگ سو جاتے ہیں) رات کے ابتدائی حصہ سے (جس میں لوگ قیام کرتے ہیں) بہتر ہے۔ (بخاری، صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ومسلم، صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان و ھو التراویح، ۷۵۹).

اس طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد ساری امت کا عمل رہا اور جس چیز کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجموعی تائید حاصل ہو جائے وہ بدعت نہیں ہوا کرتی، نیز اجماع امت کی وجہ سے بھی یہ بدعت نہیں ہے ویسے بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ہیں جن کی سنت اختیار کرنے کا حکم خود نبی اکرم ﷺ فرما گئے تھے (ابوداود، السنة، باب فی لزوم السنة، ٤٦٠٧ وترمذی، العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع ٢٦٨٦).

لہذا جب کسی خلیفہ راشد کی سنت کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین قبول کر لیں تو وہ باقی امت کے لیے حجت بن جاتی ہے اس لحاظ سے بھی پورے رمضان میں قیام اللیل کا باجماعت اہتمام بدعت نہیں ہے۔ دراصل عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے جو بدعت کہا ہے تو اس سے مراد بدعت کا لغوی معنی ہے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنی بدعات کو جائز ثابت کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی بدعتی ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ نعوذ باللہ من تلك الخرافات۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے آمین (ع، ر)

قیام رمضان : گیارہ رکعت

ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی رات والی نماز کیسی تھی؟ صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (بالعموم) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے'' (بخاری، صلاۃ التراویح، باب: فضل من قام رمضان: ۲۰۱۳، ومسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، ۷۳۸)

''جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آٹھ رکعات قیام رمضان پڑھائیں پھر وتر پڑھائے۔

(ابن خزیمۃ، ۱۰۷۰۔ ابن حبان ۹۲۰۔ ابو یعلی الموصلی ۱۸۰۲۔ امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت قیام رمضان پڑھائیں۔(موطا امام مالک، الصلاۃ فی رمضان، باب ماجاء فی قیام رمضان ۱/۱۱۵۔ ضیاء المقدسی اور شیخ البانی نے اسے صحیح کہا).

ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کے قراء کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

امیر المومنین عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے ۲۰ رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں۔

سحری اور نماز فجر کا درمیانی وقفہ:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہو گئے (اور نماز پڑھی)۔ سحری سے فراغت اور نماز میں داخل ہونے کا وقفہ اتنا تھا جتنی دیر میں کوئی شخص قرآن حکیم کی پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھ لیتا ہے''.

(بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر، ۵۷۵، مسلم: الصیام، باب: فضل السحور: ۱۰۹۷)

نماز جمعه

جمعہ بہترین دن:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن' جس پر سورج طلوع ہو کر چمکے' جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اسی دن جنت میں داخل کیے گئے' اسی دن جنت سے (زمین پر) اتارے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی'' (مسلم' الجمعة' باب فضل يوم الجمعة' ٨٥٤)

ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے، اللہ کے نزدیک بڑا دن ہے اور یہ اللہ کے نزدیک عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بھی بڑا ہے، اس میں پانچ باتیں ہیں:

۱- اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

۲- اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا۔

۳- اس دن آدم علیہ السلام فوت ہوئے۔

۴- اس میں ایک گھڑی ہے جو بندہ اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے وہ اس کو دے دیتا ہے جب تک وہ حرام چیز کا سوال نہ کرے۔

۵- اس دن قیامت قائم ہوگی، کوئی مقرب فرشتہ نہ آسمان میں، نہ زمین میں، نہ ہوا میں، نہ پہاڑ میں اور نہ دریا میں مگر وہ جمعہ سے ڈرتے ہیں''۔

(ابن ماجه: إقامة الصلاة، باب: فی فضل الجمعة: ١٠٨٤ . بوصیری نے حسن کہا)۔

جمعہ کی فرضیت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾.

''اے اہل ایمان! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللّٰہ کے ذکر (خطبہ اور نماز) کی طرف دوڑو اور (اس وقت) کاروبار چھوڑ دو۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے'' (الجمعة : ٩).

ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعہ چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے''. (ابو داود: الصلاة، باب: التشديد فى ترك الجمعة، ١٠٥٢، ترمذى ٤٩٩، اسے حاکم (١/٢٨٠) ابن خزیمہ ١٨٥٨) ابن حبان (٥٥٤) اور امام ذہبی نے صحیح کہا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافل ہو جائیں گے'' (مسلم، الجمعة، باب التغليظ فى ترك الجمعة، ٨٦٥)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو بلا عذر جمعہ میں نہیں آتے۔ (مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد فى التخلف عنها، ٦٠٥)

معلوم ہوا کہ جمعہ کا چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے، اس پر شدید وعید ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ اس میں ہرگز سستی نہیں کرنی چاہیے۔ جب خطیب منبر پر چڑھے، اور اذان ہو جائے تو سارے کاروبار حرام ہو جاتے ہیں۔

جمعہ کی فضیلت:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن مسجد میں حاضر ہو خاموشی اور سکون کے ساتھ خطبہ سنے، کسی مسلمان کی گردن نہ پھلانگے، کسی کو تکلیف نہ دے تو یہ عمل اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک اور تین دن مزید اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر نیکی کے لیے دس گنا ثواب ہے'' (أبو داود: الصلاة،

باب: الکلام والإمام یخطب: ۱۱۱۳).

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے روز خوب اچھی طرح نہائے، اور پا پیادہ (مسجد میں) جائے کسی سواری پر سوار نہ ہو، امام کے نزدیک ہو کر دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی لغو بات نہ کرے تو اس کو ہر قدم پر ایک برس کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہو گا''.

(ترمذی: الجمعة، باب: ما جاء فی فضل الغسل یوم الجمعة: ٤٩٦۔ أبو داود: الطهارة، باب: فی الغسل یوم الجمعة: ٣٤٥. ابن حبان (۵۵۹) امام حاکم (۱/۲۸۱، ۲۸۲) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کو نہائے اور جس قدر پاکی حاصل ہو سکے کرے، (مونچھیں کترائے، ناخن کٹائے، زیر ناف بال مونڈے اور بغلوں کے بال دور کرے، وغیرہ) پھر تیل یا اپنے گھر سے خوشبو لگائے اور (جمعہ کے لیے) مسجد کو جائے۔ (وہاں) دو آدمیوں کے درمیان راستہ نہ بنائے (بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے) پھر اپنے مقدر کی نماز پڑھے۔ پھر دوران خطبہ خاموش رہے تو اس کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں'' (بخاری، الجمعه باب الدهن للجمعة ۸۸۳)

جمعہ میں پہلے آنے والوں کا ثواب:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر (ثواب لکھنے کے لیے) ٹھہرتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے کا نام لکھ لیتے ہیں پھر اس کے بعد آنے والے کا (اسی طرح نمبر وار لکھتے جاتے ہیں) جو شخص نماز جمعہ کے لیے اول وقت مسجد میں جاتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ پھر جو بعد میں آتا ہے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کو دنبہ بھیجنے والے کے برابر۔ اس کے بعد آنے والے کو مرغی اور اس کے بعد آنے والے کو انڈا صدقہ کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے۔ پھر جب امام، خطبہ

دینے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے دفتر (لکھے ہوئے اوراق) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔

(بخاری، الجمعة، باب الاستماع الی الخطبة ۹۲۹۔ مسلم: الجمعة، باب: فضل التهجير يوم الجمعة ۸۵۰)

جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو مسلمان اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ وقت قلیل ہوتا ہے'' (بخاری، الجمعة، باب الساعة التی فی یوم الجمعة، ۹۳۵، مسلم، الجمعة، باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة: ۸۵۲).

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کی قبولیت کی گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز کے خاتمہ تک ہے'' (مسلم: ۸۵۳).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس گھڑی کو عصر کے بعد تلاش کرو'' (أبو داود: ۱۰۴۸).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس گھڑی کو جمعہ کے دن عصر سے غروب آفتاب تک تلاش کرو'' (ترمذی: ۴۸۹).

جمعہ کے متفرق مسائل:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام، عورت، بچے اور بیمار کے علاوہ جمعہ پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے'' (ابوداود: الصلاة، باب: الجمعة للمملوك والمرأة: ۱۰۶۷۔ امام نووی نے اسے صحیح کہا).

(۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مسجد نبوی کے بعد جو سب سے پہلا جمعہ پڑھا گیا وہ بحرین کے گاؤں جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں تھا۔

(بخاری: الجمعة، باب: الجمعة فی المدن و القری: ۸۹۲)

اس سے ثابت ہوا کہ گاؤں میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے اگر لوگ گاؤں میں جمعہ نہیں

پڑھیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ''نقیع الخضمات'' کے علاقہ میں بنو بیاضہ کی بستی ''ھزم النبیت'' (جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی) میں جمعہ قائم کیا، ان کے ساتھ چالیس نمازی تھے۔ (أبو داود: الجمعة، باب: الجمعة فی القری: ١٠٦٩ حاکم (١/٢٨١) امام ابن خزیمہ (١٧٢٤) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیان بسنے والے لوگوں کو جمعہ پڑھتے دیکھتے تو اعتراض نہ کرتے۔ (عبدالرزاق ٣/ ١٧٠، حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

(٣) حنین کے دن بارش ہورہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا: ''آج اپنی اپنی قیام گاہوں میں نماز پڑھنے کا اعلان کردو اور وہ جمعہ کا دن تھا'' (أبو داود: الصلاة، باب: الجمعة فی الیوم المطیر: ١٠٥٧، ١٠٥٩، اسے امام حاکم (١/٢٩٣) امام ابن خزیمہ (١٨٦٣) امام ابن حبان (٤٣٩، ٤٤٠) اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ بارش کے روز جمعہ کی نماز پڑھنی واجب نہیں۔ یعنی اگر بارش کے روز جمعہ پڑھ لیا جائے تو جائز ہے اور بارش کے باعث اگر جمعہ چھوڑ کر ظہر پڑھ لی جائے تو جمعہ چھوڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

(٤) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج کے دن دو عیدیں (عید اور جمعہ) اکٹھی ہوگئی ہیں۔ جو شخص صرف عید پڑھنا چاہے تو اسے وہ کافی ہے، لیکن ہم (عید اور جمعہ) دونوں پڑھیں گے۔

(أبو داود: الصلاة، باب: إذا وافق یوم الجمعة یوم عید: ١٠٧٣۔ اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا).

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے دن عید ہوئی۔ تو انہوں نے نماز عید پڑھائی جمعہ نہ پڑھایا۔ اس واقعہ کی خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انہوں نے فرمایا: ان کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے۔ (نسائی، صلاة العیدین، باب الرخصة فی التخلف عن الجمعة لمن شهد العید: ١٥٩٢، أبو داود: ١٠٧١. امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' 'اگر گنجائش ہوتو جمعہ کے لیے روزانہ استعمال ہونے والے کپڑوں کے علاوہ کپڑے بناؤ'' (ابن ماجہ: لإقامة الصلاة، باب: ما جاء في الزينة يوم الجمعة: ١٠٩٦، أبو داود: ١٧٨. امام ابن حبان اور امام ابن خزیمہ (۱۷۶۵) نے اسے صحیح کہا)

(٦) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدت کی سردی میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے تھے۔اور شدت کی گرمی میں دیر سے پڑھتے تھے۔(بخاری' الجمعة' باب اذا اشتد الحريوم الجمعة: ٩٠٦)

(۷) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:''(امام کے ساتھ) جتنی نماز پالو وہ پڑھو اور جو رہ جائے اسے پورا کرو'' (مسلم' المساجد' باب استحباب اتيان الصلاة بوقار وسكينة' ٦٠٢)

اس حدیث کی رو سے نماز جمعہ کی دوسری رکعت کے سجدہ یا تشہد کو پانے والا (سلام پھرنے کے بعد اٹھ کر) دو رکعتیں ہی پڑھے گا (چار نہیں) کیونکہ اس کی فوت شدہ نماز دو رکعتیں ہیں چار رکعتیں نہیں۔

دوران خطبہ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو:

رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے۔اور دو رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھ گئے۔ نبی رحمت ﷺ نے پوچھا:''کیا تم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ انہوں نے عرض کی:''نہیں یا رسول اللہ!'' آپ ﷺ نے حکم دیا:''کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو'' پھر آپ نے (ساری امت کے لیے) حکم دے دیا:''جب تم میں سے کوئی ایسے وقت مسجد میں آئے کہ امام خطبہ (جمعہ) دے رہا ہو تو اسے دو مختصر سی رکعتیں پڑھ لینی چاہئیں''

(بخاری' الجمعة' باب اذا رای الامام رجلا جاء و هو يخطب... ٩٣٠، ١١٦٦، مسلم' الجمعة' باب التحية والامام يخطب ٨٧٥)

معلوم ہوا امام خطبہ میں مقتدی سے کلام کر سکتا ہے اور اس کو کوئی حکم بھی دے سکتا ہے۔

جمعہ سے پہلے نوافل کی تعداد مقرر نہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے غسل کیا۔ جمعہ میں آیا جتنی تقدیر میں تھی نماز پڑھی خطبہ سے فارغ ہونے تک چپ رہا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی اس کے جمعہ سے گذشتہ جمعہ تک اور ۳ دن کے اور گناہ معاف ہو گئے۔ اور جو کنکریوں سے کھیلے اس نے فضول کام کیا (مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع و انصت فی الخطبة: ٨٥٧).

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ سے پہلے رکعتیں مقرر نہیں ہیں بلکہ امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے جس قدر ہو سکے نوافل ادا کرتا رہے۔ مگر دو رکعت ضروری ہیں۔

گردنیں نہ پھلانگو:

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آنے لگا تو آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: ''بیٹھ جاؤ! تم نے (لوگوں کو) ایذا دی اور دیر لگائی'' (ابوداود: الصلاة، باب من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة: ١١١٨۔ امام حاکم (١/ ٢٨٨) امام ابن خزیمہ (١٨١٦)، ابن حبان (٥٧٢) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے لیے آنے والوں کو چاہیے انہیں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔

خطبہ جمعہ کے مسائل:

(١) رسول اللہ ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے، ان کے درمیان بیٹھتے.

(بخاری، الجمعه باب العقده بین الخطبتین یوم الجمعه ٩٢٨، مسلم: ٨٦١).

رسول اللہ ﷺ خطبہ میں قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔ (مسلم: ٨٦٢).

آپ ﷺ کی نماز بھی اوسط درجے کی اور خطبہ بھی اوسط درجے کا ہوتا تھا۔

(مسلم، الجمعة، باب تخفیف الصلاة و الخطبة: ٨٦٦)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''آدمی کی لمبی نماز اور مختصر خطبہ اس کی دانائی کی علامت ہے۔

پس نماز طویل کرو اور خطبہ مختصر کرو اور بعض بیان جادو ہوتے ہیں''۔

(مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة: ٩٦٩)

(۲) نبی اکرم ﷺ خطبہ جمعہ میں سورة قٓ کی تلاوت فرماتے تھے۔ (مسلم: ٨٧٢)

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جمعہ کے خطبہ میں جب تو اپنے پاس بیٹھنے والے کو (از راہ نصیحت) کہے ''چپ رہو'' تو بلاشبہ تو نے بھی لغو (کام) کیا'' (بخاری، الجمعة، باب الانصات يوم الجمعة، والامام يخطب، ٩٣٤ ومسلم، الجمعة، باب فی الانصات يوم الجمعة فی الخطبة، ٨٥١)

اس سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ (سامعین کو آپس میں) کسی قسم کی بات کرنا جائز نہیں ہے۔ بڑی خاموشی سے خطبہ سننا چاہیے۔ البتہ خطیب اور مقتدی ضرورت کے وقت ایک دوسرے سے مخاطب ہو سکتے ہیں۔

(۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے جمعہ کے وقت اونگھ آئے وہ اپنی جگہ بدل لے'' (ترمذی: الجمعة، باب: ما جاءَ فیمن نعس یوم الجمعة: ٥٢٦. امام ترمذی نے حسن صحیح کہا)۔

(۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھے۔ نافع سے پوچھا گیا کیا صرف جمعہ میں منع ہے؟ فرمانے لگے جمعہ میں اور اس کے علاوہ بھی۔ (بخاری، الجمعة، باب لا يقيم الرجل اخاه يوم الجمعة ويقعد فی مكانه: ٩١١، مسلم: ٢١٧٧)۔

(۶) عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشیر بن مروان کو جمعہ کے دن منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو ہلاک کرے۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ میں صرف ایک ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔

(مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة و الخطبة ٨٧٤)

(۷) نبی رحمت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور آپ کے ہاتھ میں عصا یا کمان

تھی۔ (ابو داود، الصلاۃ، باب: الرجل یخطب علی قوس، ۱۰۹۶۔ امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا)

(۸) ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے (اور وہ سرخ قمیص پہنے ہوئے تھے، وہ مشکل سے چل رہے تھے) رسول اللہ ﷺ منبر پر سے اترے انہیں اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے سچ کہا: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''بیشک تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں'' میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا جو مشکل سے چل رہے تھے پس مجھ سے صبر نہ ہوا حتیٰ کہ میں نے اپنا کلام منقطع کیا اور انہیں اٹھایا'' (ترمذی: المناقب، باب: مناقب الحسن والحسین: ۳۷۷٤).

معلوم ہوا امام اپنا خطبہ چھوڑ کر کسی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔

(۹) نبی رحمت ﷺ نے دوران خطبہ گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی، الجمعۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ الاحتباء والامام یخطب ٥١٤۔ امام ترمذی نے اسے حسن کہا)

گوٹ مارنا اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ ہاتھ یا کپڑے کے ساتھ رانوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھیں۔ اس طرح بیٹھنے سے عموماً نیند آ جاتی ہے پھر آدمی خطبہ نہیں سن سکتا۔ علاوہ ازیں اس حالت میں آدمی اکثر گر پڑتا ہے۔ نیز شرمگاہ کے بے حجاب ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

(۱۰) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے۔ جو شخص یہ کہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے غلط بیانی کی۔

(مسلم، الجمعۃ، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاۃ وما فیھما من الجلسۃ ۸٦۲)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس خبیث کی طرف دیکھو، بیٹھے ہوئے خطبہ دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾ (الجمعۃ ۱۱).

''اور جب یہ لوگ کوئی سودا بکتا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ اٹھتے ہیں اور آپ کو (خطبے میں) کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں''.

(مسلم، الجمعة، باب فی قوله تعالی: واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا الیها و ترکوك قائما: ٨٦٤)

معلوم ہوا کہ بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔ کیونکہ صحابی رضی اللہ عنہ نے آیت سے آپ کے خطبہ میں کھڑے ہونے پر استدلال کیا۔

(١١) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ اس کے دونوں سرے آپ نے کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔

(مسلم، الحج، باب جواز دخول مکة بغیر احرام، ١٣٥٩)

(١٢) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنانے سے منع فرمایا۔ (ابوداود، الصلاة، باب التحلق یوم الجمعة قبل الصلاة، ١٠٧٩، ترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة البیع والشراء و انشاد الشعر فی المسجد، ٣٢٢، امام ترمذی نے حسن۔ امام ابن خزیمہ (١٨١٦) نے اسے صحیح کہا)

لہٰذا جو علماء اذان اور دو خطبوں سے پہلے تقریر کرتے ہیں انہیں اس عمل کو ترک کر دینا چاہیے.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور جوش میں آ جاتے تھے۔ گویا کہ آپ ہمیں کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام ہم پر حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے کہ: ''میں اور قیامت ساتھ ساتھ اس طرح بھیجے گئے ہیں'' آپ اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملاتے۔

(مسلم، الجمعة، باب تخفیف الصلاة والجمعة، ٨٦٧)

ظہر احتیاطی کی بدعت:

بعض لوگ نماز جمعہ کے علاوہ ''ظہر احتیاطی'' پڑھتے اور اس کا فتویٰ بھی دیتے ہیں، حالانکہ

رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک اور آپ کے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے جمعہ کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ نماز جمعہ ادا کر لینے کے بعد (احتیاطًا) ظہر کے فرض پڑھنے والے اور پڑھنے کا حکم دینے والے اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ معاذ اللہ' کیا رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا اور لوگوں کو بتانا بھول گئے تھے جو بعد میں آنے والے لوگوں نے ایجاد کر کے تکمیل دین کی ہے؟ احتیاطی پڑھنے والو! اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔

(محض) جمعہ کے دن روزہ رکھنا:

نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کا دن روزہ کے لیے اور جمعہ کی شب (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات) کو عبادت کے لیے خاص کرنے سے منع فرمایا۔

(مسلم' الصیام' باب کراھیة صیام یوم الجمعة منفردا: ١١٤٤)

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت:

آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے"

(ابو داود: الصلاة، باب: فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة' ١٠٤٧۔ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

جمعہ کی اذان:

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام' خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور لوگ زیادہ ہو گئے تو زوراء (جگہ) پر ایک اور اذان دی جانے لگی۔ (زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام ہے)۔(بخاری: الجمعة، باب: الأذان یوم الجمعة: ٩١٢).

جمعہ کے دن پہلی اذان کا پس منظر یہ ہے کہ عہد نبوت میں مدینہ منورہ اور اس کی آبادی کا حجم نسبتًا مختصر تھا' لوگوں کو آسانی سے اذان کا علم ہو جاتا تھا' عہد عثمانی میں جب آبادی زیادہ ہو گئی تو تمام لوگ اذان کی آواز نہیں

سن پاتے تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ گونا گوں مصروفیات کا شکار' کئی لوگ مسجد میں بروقت پہنچنے سے قاصر ہو گئے اس کا انتظامی حل یہ نکالا گیا کہ پہلے مسجد سے باہر بازار کے اندر' زوراء کے مقام پر اذان دی جاتی' اس سے کچھ ہی دیر بعد مسجد نبوی میں (دوسری) اذان ہو جاتی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام بدعت نہیں ہے کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے ہیں' ان کے دور میں مدینہ منورہ میں جب پہلی دفعہ اس اذان کی ضرورت محسوس کی گئی تو انہوں نے اسے شرعی حکم کے طور پر نہیں' محض انتظامی حل کے طور پر جاری کیا تھا جسے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی خاموش تائید حاصل تھی اور ظاہر ہے کہ جس چیز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمومی اتفاق ہو جائے وہ بدعت نہیں ہوا کرتی۔ واللہ اعلم (ع'ر)۔

مسجد کے اندر امام کے خطبہ سے پہلے صرف ایک اذان ہے۔ مسجد میں دی جانے والی دو اذانوں کا ثبوت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے بھی نہیں ملتا۔ لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔



نماز عیدین

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدنیہ منورہ تشریف لائے تو سال میں دو دن مقرر تھے جن میں لوگ کھیلتے اور خوشیاں مناتے تھے. آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت سے ہم ان میں کھیلتے چلے آ رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے بدلہ میں دو بہتر دن عطا فرمائے ہیں وہ عید الفطر اور عید الأضحیٰ کے دن ہیں''

(أبو داود: الصلاة، باب: صلاة العيدين: ١١٣٤).

نبیشہ الھذ لی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایام تشریق یعنی: ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذوالحجہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں''.

(مسلم: الصيام، باب: تحريم صوم أيام التشريق: ١١٤١).

معلوم ہوا کہ عید الأضحیٰ اور ایام تشریق کے دنوں میں کھانے پینے میں وسعت کرنا اور مباح کھیل کود میں کوئی حرج نہیں.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بچیاں دف بجا کر جنگ بعاث کا قصہ جو انصار نے اشعار میں لکھا تھا (جنگ بعاث اوس اور خزرج کے درمیان حالت کفر میں ہوئی تھی) گا رہی تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! انہیں کچھ نہ کہو بے شک آج عید کا دن ہے۔ بلاشبہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے''.

(بخاری' العيدين' باب سنة العيدين لاهل الاسلام' ٩٥٢' مسلم' صلاة العيدين ٨٩٢)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پڑھنے والی چھوٹی بچیاں ہوں' آلات موسیقی میں سے صرف دف (یا اس سے کم تر کوئی آلہ) ہو نیز اشعار خلاف شریعت نہ ہوں اور عید کا موقع ہو تو ایسے اشعار پڑھنے یا سننے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مفاد پرست گویوں نے اس حدیث شریف سے اپنا الو سیدھا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی

چنانچہ انہوں نے بچیوں سے ہر عمر کی پیشہ ور گلوکارہ ثابت کردی' دف سے جملہ آلات موسیقی جائز قرار دیئے' اچھے اشعار سے گانوں کا جواز کشید کیا اور عید کے دن سے ''روح کی غذائیت'' ڈھونڈ نکالی اور یہ نہ سوچا کہ اللہ خالق و مالک ہے اس نے اپنے بندوں کے لیے جواز کی جو حد چاہی مقرر کر دی اور اس سے تجاوز کو حرام کر دیا۔ (ع' ر)

مسائل واحکام:

(۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جمعہ' عرفہ' قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے'' (بیہقی ۳/۲۷۸' اس کی سند صحیح ہے)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالك' العیدین' باب العمل فی غسل العیدین والنداء فیهما والاقامة۔ (۱/۱۷۷) اس کی سند اصح الأسانید ہے)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن غسل کے مسئلہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر سے استدلال اور جمعہ کے غسل پر قیاس کیا گیا ہے۔

(۲) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عید الفطر کی نماز کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔ (بخاری: الزكاة، باب: فرض صدقة الفطر: ۱۵۰۳ ومسلم: الزكاة، باب: الأمر بإخراج زكاة الفطر قبل الصلاة: ۹۸٦).

عیدگاہ میں پہنچ کر صدقۃ الفطر ادا کرنا صحیح نہیں ہے' بلکہ اسے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کرنا چاہیے۔

(۳) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی آپ نے بغیر اذان اور تکبیر کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی'' (مسلم: ۸۸۵).

جابر بن عبداللہ الأنصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز عید کے لیے اذان ہے نہ تکبیر' پکارنا ہے نہ کوئی اور آواز۔ (بخاری: ۹٦۰، مسلم: صلاة العیدین: ۸۸٦)

(۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں سوائے عید کی دو رکعتوں کے نہ پہلے نفل پڑھے نہ بعد میں۔ (بخاری: العیدین، باب: الخطبة بعد العید: ۹٦٤، ومسلم:

صلاة العیدین، باب: ترک الصلاة قبل العید وبعدها فی المصلی: ٨٨٤).

(۵) نبی رحمت ﷺ عیدالفطر میں کچھ کھا کر نماز کو نکلتے۔ اور عیدالاضحیٰ میں نماز پڑھ کر کھاتے۔ (ترمذی: الجمعة، باب: ماجاء فی اکل یوم الفطر قبل الخروج ٥٤٢۔ ابن ماجه، الصیام، باب فی الاکل یوم الفطر قبل ان یخرج ١٧٥٦۔ ابن حبان (٥٩٣)، ابن خزیمة (١٤٢٦) ابن القطان، حاکم (۱/۲۹۴) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے روز طاق کھجوریں کھا کر عیدگاہ جایا کرتے تھے۔

(بخاری، العیدین، باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج: ٩٥٣)

(٦) انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب شہر جا کر عید کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکتے تو اپنے غلاموں اور بچوں کو جمع کرتے اور اپنے غلام عبداللہ بن ابی عتبہ کو شہر والوں کی نماز کی طرح نماز پڑھانے کا حکم دیتے۔ (بخاری، العیدین، باب اذا فاته العید یصلی رکعتین (تعلیقاً) بیهقی، ٣/٣٠٥)

(٧) رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سوار آیا اس نے گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا تھا تو آپ نے ہمیں روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور دوسرے دن عید کی نماز پڑھی، کیونکہ رؤیت ہلال کی خبر اتنی دیر میں پہنچی کہ نماز عید کا وقت نکل چکا تھا۔ (ابو داود: الصلاة، باب: إذا لم یخرج الإمام للعید من یومه یخرج من العید: ١١٥٧. ابن حزم اور بیہقی نے اسے صحیح کہا).

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کسی عذر کی بنا پر نماز عید فوت ہو جائے تو وہ اگلے دن عید کی نماز کے لیے نکلیں.

(٨) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "عید کے دن سودان ڈھالوں اور نیزوں سے کھیلتے تھے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اسے دیکھنا چاہتی ہو میں نے کہا ہاں! مجھے آپ نے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میں ان حبشیوں کا تماشا دیکھ رہی تھی جو عید کے دن مسجد میں جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کر رہے تھے" (بخاری: الصلاة، باب: أصحاب الحراب فی المسجد: ٤٥٤. مسلم: العیدین، باب:

الرخصة فی اللعب: ٨٩٢).

(۹) عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عیدالفطر کے روز نماز کے لیے گئے۔ امام نے نماز میں تاخیر کر دی تو وہ فرمانے لگے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اس وقت نماز سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے' راوی کہتا ہے کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔

(ابو دواد' الصلاة، باب: وقت الخروج الی العید: ١١٣٥' اسے امام حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

(۱۰) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عیدگاہ آنے جانے کا راستہ تبدیل فرمایا کرتے تھے'' (بخاری: العیدین، باب: من خالف الطریق إذا رجع یوم العید: ٩٨٦).

عیدگاہ میں عورتیں:

(۱۱) ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (سب عورتوں کو حتیٰ کہ) حیض والیوں اور پردہ والیوں کو (بھی) دونوں عیدوں میں (گھروں سے نکالیں) تاکہ وہ (سب) مسلمانوں کی جماعت (نماز) اور ان کی دعا میں حاضر ہوں۔ اور فرمایا حیض والیاں جائے نماز سے الگ رہیں۔ (یعنی وہ نماز نہ پڑھیں) لیکن مسلمانوں کی دعاؤں اور تکبیروں میں شامل رہیں۔ تاکہ اللہ کی رحمت اور بخشش سے حصہ پائیں۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو (تو پھر وہ کیسے عیدگاہ میں جائے؟) فرمایا: ''اس کو اس کی ساتھ والی عورت چادر اڑھا دے۔ (یعنی کسی دوسری عورت سے چادر عاریتاً لے کر چلے)'' (بخاری: صلاة، باب: وجوب الصلاة فی الثیاب: ٣٥١. مسلم: صلاة العیدین، باب: ذکر إباحة خروج النساء فی العیدین إلی المصلی: ٨٩٠).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف جاتے۔ آپ کی عیدگاہ مسجد نبوی سے ہزار ذراع کے فاصلہ پر تھی۔ یہ عیدگاہ البقیع کی طرف تھی۔ (بخاری مع الفتح: ٢/٤٦٥، حدیث: ٩٧٦، کتاب العیدین).

تکبیرات عید:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تکبیرات کے پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے جو صحیح ترین روایت مروی ہے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔''

(۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن (۹ ذوالحجہ) کی فجر سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک تکبیرات کہتے۔ (بیهقی (۳/۲۷۹) امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

(۲) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدالفطر کے دن گھر سے عیدگاہ تک تکبیرات کہتے۔

(بیهقی (۳/۲۷۹) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما موقوفاً محفوظ ہے)

(۳) امام زہری کہتے ہیں کہ لوگ عید کے دن اپنے گھروں سے عیدگاہ تک تکبیرات کہتے، پھر امام کے ساتھ تکبیرات کہتے۔ (مصنف ابن ابی شیبة ۱/۴۸۹)

(۴) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۹ ذوالحجہ کو نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ نماز عصر تک ان الفاظ میں تکبیرات کہتے:

''اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ''.

''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ صاحب جلال ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ ہی کے لیے ساری تعریف ہے''.

(ابن أبی شیبة: ۱/۴۸۹، ۴۹۰. اسے امام حاکم (۱/۲۹۹) اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا).

(۵) سلمان رضی اللہ عنہ یوں تکبیرات کہتے:

''اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا'' (بیهقی، ۳/۳۱۶).

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس بارے میں صحیح ترین قول سلمان رضی اللہ عنہ کا ہے.

تنبیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الفاظ تکبیرات کی صراحت دارقطنی میں یوں آئی ہے:

''اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ''.

اس حدیث کو امام ذہبی نے سخت ضعیف بلکہ موضوع (من گھڑت) کہا ہے۔ لہٰذا ان الفاظ

کو آپ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے۔

نماز عید کا طریقہ:

رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جاتے' سب سے پہلے نماز پڑھتے' پھر خطبہ دیتے جبکہ لوگ صفوں میں بیٹھے رہتے۔ خطبہ میں لوگوں کو نصیحت اور وصیت کرتے اور حکم دیتے پھر واپس لوٹتے۔ (بخاری' العیدین' باب الخروج الی المصلی بغیر منبر' ٩٥٦۔ مسلم' صلاۃ العیدین' ٨٨٩)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الأضحیٰ کی نماز کی اول رکعت میں سات تکبیرات کہتے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات کہتے.

(أبو داود: الجمعة، باب: التكبير في العيدين: ١١٤٩، ترمذی: ٥٣٦، اسے امام احمد اور علی بن مدینی نے صحیح کہا)

ہر تکبیر پر رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں۔ امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پڑھیں' پھر امام اونچی آواز سے قرأت پڑھے' اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے نماز عیدین کی زائد تکبیرات میں رفع الیدین کرنے پر جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر اس تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے جو رکوع میں جانے سے پہلے کہتے' یہاں تک کہ آپ کی نماز مکمل ہو جاتی۔ (ابو داؤد' الصلاۃ' باب رفع اليدين في الصلاة' ٧٢٢۔ ابن الجارود نے اسے صحیح کہا۔ مسند احمد (۲/۱۳۳'۱۳۴' ۶۱۷۵) اور دار قطنی (۱/۲۸۹)

رسول اللہ ﷺ' ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین پہلے نماز پڑھتے پھر خطبہ دیتے۔

(بخاری' العیدین' باب الخطبة بعد العيد، مسلم' صلاۃ العیدین' حدیث ٨٨٤)

عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ میں منبر کا اہتمام مروان بن حکم کے عہد میں کیا گیا. (بخاری: العیدین: ٩٥٦، مسلم: صلاۃ العیدین: ٨٨٩).

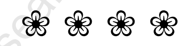
ایک شخص نے مروان کے اس فعل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ''تم نے عید کے روز منبر لا کر

سنت کی مخالفت کی کیونکہ اس روز اسے نہیں لایا جاتا تھا، اور تم نے خطبہ کو نماز سے پہلے پڑھ کر (سنت کی مخالفت کی) (ابوداود، الصلاۃ، باب: الخطبۃ یوم العید: (۱۱۴۰) ابن ماجۃ، اقامۃ الصلوٰۃ، باب ماجاء فی صلوۃ العیدین، (۱۲۷۵)

عیدالاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھ کر قربانی کرنی چاہیے:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز کے بعد قربانی کی اس کی قربانی ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ کو اپنا لیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی اس کی قربانی نہیں ہوگی وہ محض گوشت کی ایک بکری ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے ذبح کی ہے'' (بخاری، العیدین، باب الخطبۃ بعد العید ۹۶۵۔ مسلم، الاضاحی، باب وقتھا، ۱۹۶۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی کی وہ نماز کے بعد دوسری قربانی کرے'' (بخاری، العیدین، باب کلام الامام والناس فی خطبۃ العید، ۹۸۵ مسلم، الاضاحی، باب وقتھا ۱۹۶۰)



نماز سفر

سفر میں ظہر' عصر اور عشاء کی چار چار فرض رکعتوں کو دو، دو پڑھنا قصر (کم کرنا) کہلاتا ہے۔ فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔ جو شخص سفر کے ارادے سے اپنے گھر سے چلے اور گاؤں یا شہر کی آبادی سے نکل جائے تو وہ از روئے شریعت مسافر ہے۔ اور اپنی فرض نماز میں قصر کرسکتا ہے۔

سفر کی مسافت:

رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسنگ کی مسافت پر نکلتے تو نماز دو رکعتیں پڑھتے۔

(مسلم: ٦٩١)

اس حدیث میں راوی حدیث نے پوری ایمانداری سے کام لیتے ہوئے تین میل یا تین فرسنگ کہا ہے۔ یعنی راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ تین میل کی مسافت پر قصر کرتے تھے یا تین فرسنگ (نو میل) پر۔ پس مسافر کو چاہیے کہ اپنے شہر کی حدود سے نکلنے کے بعد اگر منزل مقصود ۹ میل یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہو تو مسافر قصر کرسکتا ہے.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔ (بخاری' الحج' باب من بات بذی الحلیفة حتی اصبح ١٥٤٧، ومسلم' صلاة المسافرین' باب صلاة المسافرین و قصرها' ٦٩٠ واللفظ لمسلم)

ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ نبی رحمت ﷺ مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو ذوالحلیفہ پہنچ کر نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ پس آپ نے وہاں عصر میں قصر کرلی۔

مسافر بغیر خوف کے قصر کرے:

یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (النساء: ۱۰۱).

''اور جب تم سفر میں ہو اور اگر تمہیں کفار سے خوف ہو تو نماز قصر کرلو تم پر کوئی گناہ نہیں''۔

آج ہم امن میں ہیں نماز قصر کیوں کریں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا جیسے تمہیں تعجب ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ''(امن کی حالت میں قصر کی اجازت دینا) اللہ کا احسان ہے اسے قبول کرو''۔

(مسلم، صلوٰۃ المسافرین، باب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا: ٤٨٦)

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں قصر نماز پڑھائی حالانکہ ہم تعداد میں زیادہ اور حالت امن میں تھے۔

(بخاری: الحج، باب: الصلاۃ بمنیٰ: ١٦٥٦. مسلم: صلاۃ المسافرین، باب: قصر الصلاۃ بمنیٰ: ٦٩٦)

قصر کی حد:

اگر کوئی مسافر کسی علاقے میں متردد ٹھہرے کہ آج جاؤں گا یا کل۔ تو نماز قصر کرتا رہے۔ خواہ کئی مہینے لگ جائیں۔ انس رضی اللہ عنہ عبدالملک بن مروان کے ہمراہ دو ماہ (بحیثیت متردد مسافر) شام میں رہے اور نماز دو رکعتیں پڑھتے رہے۔ (بیہقی ٣/١٥٢)

ابو جمرہ نصر بن عمران سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ ہم غزوہ کی غرض سے خراسان میں طویل قیام کرتے ہیں۔ کیا ہم پوری نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: دو رکعتیں ہی پڑھا کرو خواہ تمہیں (کسی جگہ متردد مسافر کی حیثیت سے) دس سال قیام کرنا پڑے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

اور اگر انیس دن تک ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نماز میں قصر کرے۔ اور اگر انیس روز سے زائد ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پھر نماز پوری پڑھنی چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر کیا۔ پھر آپ انیس دن ٹھہرے اور دو دو رکعتیں نماز پڑھتے رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر ہم کسی منزل میں انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں۔ اور جب اس (انیس دن) سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو چار رکعات پڑھتے ہیں۔ (بخاری، تقصیر الصلاۃ، باب ماجاء فی التقصیر: ۱۰۸۰)

سفر میں اذان اور جماعت:

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو سفر پر جا رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ: ''جب تم سفر پر جاؤ اور نماز کا وقت ہو جائے تو اذان اور اقامت کہو پھر تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرائے''۔

(بخاری، الاذان، باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعۃ والاقامۃ: ٦٣٠)

سفر میں دو نمازیں جمع کرنا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے اور مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔

(بخاری: تقصیر الصلاۃ، باب: الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء: ۱۱۰۷).

جمع کی دو صورتیں ہیں:

جمع تقدیم: یعنی ظہر کے ساتھ عصر اور مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا۔

جمع تاخیر: یعنی عصر کے ساتھ ظہر اور عشاء کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر اگر رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو اس وقت جمع فرما لیتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسی طرح اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تو مغرب اور عشاء اسی وقت پڑھ لیتے اور اگر سورج غروب ہونے سے

پہلے سفر شروع کرتے تو مغرب کو موخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے۔

(أبو داود: صلاة السفر، باب: الجمع بين الصلاتين: ۱۲۲۰، ترمذی: الجمعة، باب: فی الجمع بين الصلاتين: ۵۵۳، اسے امام ابن حبان (۴/۴۱۳، ۴۱۴) نے صحیح کہا).

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز میں تاخیر کرتے یہاں تک کہ عشا کا وقت داخل ہو جاتا پھر آپ مغرب اور عشا کو اکٹھا پڑھتے“ (بخاری: تقصير الصلوٰة، باب: يصلى المغرب ثلاثا فی السفر: ۱۰۹۱، ومسلم: صلوٰة المسافرين، باب: جواز الجمع بين الصلوٰتين فی السفر: ۷۰۳).

سفر میں سنتوں کا بیان:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں رہا۔ مگر آپ نے دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کی روح قبض فرما لی۔ اور میں ابو بکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہمراہ، سفر میں رہا۔ ان سب نے سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ اور اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی تمہارے لیے بہتر ہے“ (بخاری، تقصير الصلاة، باب من لم ير يتطوع فی السفر دبر الصلاة: ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين و قصرها: ۶۸۹)

ابن عمر رضی اللہ عنہما دو رکعتیں (یعنی نماز قصر) پڑھ کر اپنے بستر پر چلے جاتے تھے۔ حفص کہتے ہیں میں نے کہا چچا جان! اگر اس کے بعد آپ دو رکعتیں (سنت) پڑھ لیا کریں تو کیا حرج ہے؟؟ فرمایا: اگر مجھے یہ کرنا ہوتا تو (فرض) نماز ہی پوری پڑھ لیتا۔

(مسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلاة بمنى: ۶۹۴)



دو نمازوں کا جمع کرنا

(۱) حج کے دوران میدان عرفات میں:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''عرفہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے'' (بخاری: الحج، باب: الجمع بين الصلاتين بعرفة: ١٦٦٢).

(۲) مزدلفہ میں:

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا'' (بخاری: الحج، باب: من جمع بينهما ولم يتطوع: ١٦٧٤، مسلم: ١٢٨٧).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں سے نماز مغرب اور عشاء جمع کیں اور درمیان میں سنتیں نہیں پڑھیں۔(مسلم' الحج' باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ١٢١٨)

(۳) بارش یا خوف کے علاوہ کسی ضرورت کے تحت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ حالانکہ وہاں (دشمن کا) خوف تھا اور نہ ہی بارش. ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو دشواری میں نہیں رکھنا چاہتے تھے. (بخاری: مواقيت الصلاة، باب: تأخير الظهر إلى العصر: ٥٤٣، مسلم: صلاة المسافرين، باب: الجمع بين الصلاتين فی الحضر: ٧٠٥).

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں عصر کے بعد ہمیں خطبہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے۔ کسی نے کہا کہ نماز (مغرب) کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا' مجھے سنت نہ سکھاؤ' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوظہر وعصر اور مغرب وعشاء ملا کر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ مجھے شبہ پیدا ہوا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے ان کی تصدیق کی۔ (مسلم: ٧٠٥).

بیماری کی شدت میں اگر مریض کو نمازوں کی وقت پر ادائیگی میں تکلیف ہوتی ہو یا جان، مال یا عزت کا خوف ہو تو نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں.

اس کا ایک طریقہ ابوشعثاء جابر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ظہر کو اس کے آخری وقت میں پڑھا اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھ کر دونوں نمازوں کو جمع کیا، اسی طرح مغرب کو آخری وقت میں اور عشاء کو اول وقت میں پڑھ کر دونوں نمازوں کو جمع کیا (بخاری: ١١٧٤).

یعنی کہ ناگزیر قسم کے حالات میں حالت اقامت میں بھی دو نمازیں جمع کر کے پڑھی جاسکتی ہیں۔ تاہم شدید ضرورت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں۔ جیسے کاروباری لوگوں کا عام معمول ہے کہ وہ سستی یا کاروباری مصروفیت کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کر لیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں' بلکہ سخت گناہ ہے۔ ہر نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھنا ضروری ہے' سوائے ناگزیر حالات کے۔ (ص' ی)



نماز استخارہ کا بیان

جب کسی کو کوئی (جائز) امر درپیش ہو اور وہ اس میں متردد ہو کہ اسے کروں یا نہ کروں' یا جب کسی کام کا ارادہ کرے تو اس موقع پر استخارہ کرنا سنت ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام کاموں کے لیے اسی طرح استخارہ کی دعا سکھاتے تھے جس طرح قرآن حکیم کی کوئی سورت سکھاتے تھے. آپ فرماتے:

''جب کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل ادا کرے پھر فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِيْ بِهِ''.

''اے اللہ! تحقیق میں (اس کام میں) تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور (حصول خیر کے لیے) تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں' بے شک تو (ہر چیز پر) قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں۔ تو (ہر کام کے انجام کو) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین' میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر کر اور آسان کر پھر اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میرے دین' میری زندگی اور میرے

انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس (کام) کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں (کہیں بھی) ہو۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔' نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنی حاجت بیان کرو'' (بخاری: التهجد، باب: ما جاء فی التطوع مثنی مثنی: ۱۱٦۲).

بعض لوگ خود استخارہ کرنے کی بجائے دوسروں سے استخارہ کرواتے ہیں یہ روش ایک وبا کی شکل اختیار کرگئی ہے جس نے جگہ جگہ دوسروں کے لیے استخارہ کرنے والے سپیشلسٹ پیدا کر دیئے ہیں حالانکہ اپنے لیے خود استخارہ کرنے کی بجائے کسی اور سے استخارہ کروانا صرف خلاف سنت ہی نہیں بلکہ کاہن اور نجومی کی تصدیق کرنے کے مترادف ہے خصوصاً جبکہ استخارہ کروانے والا اس نیت سے استخارہ کرواتا ہے کہ مجھے ان ''بزرگوں'' سے کوئی پکی خبر یا واضح مشاہدہ ملے گا جسے بعد میں وہ من وعن سچا جان کر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ حالانکہ استخارے کے لیے نہ تو یہ لازمی ہے کہ یہ سونے سے پہلے کیا جائے اور نہ یہ لازمی ہے کہ خواب میں کوئی واضح اشارہ ہوگا۔ سیدھی سی بات ہے کہ ضرورت مند خود استخارہ کرے اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا مزید تسلی چاہتا ہے تو کسی اچھے شخص سے مشورہ کر لے پھر وہ جو کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس میں بہتری پیدا کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ (محمد عبدالجبار)

جب آپ یہ مسنون استخارہ کر کے کوئی کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور اس میں بہتری کی صورت پیدا کرے گا اور برائی سے بچائے گا۔

استخارہ رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی آپ چاہیں کر سکتے ہیں' سوائے اوقات مکروہہ کے۔



نماز کسوف : (سورج اور چاند گرہن کی نماز)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چانداور سورج کا گرہن آثار قدرت ہیں۔کسی کے مرنے' جینے (یا کسی اور وجہ) سے نمودار نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ (اپنے) بندوں کو عبرت دلانے کے لیے ظاہر فرماتا ہے۔ اگر تم ایسے آثار دیکھو تو جلد از جلد دعا' استغفار اور یاد الٰہی کی طرف رجوع کرو''

(بخاری' الکسوف' باب الذکر فی الکسوف ۱۰۵۹، ومسلم' الکسوف' باب ذکر الندا بصلاۃ الکسوف' ۹۱۲)

اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ سورج یا چاند اسی وقت گرہن ہوتے ہیں جب کوئی اہم شخصیت پیدا ہو یا وفات پائے یا دنیا میں کوئی اہم واقعہ رونما ہو' نبی اکرم ﷺ نے اسی باطل عقیدے کی نفی فرمائی۔یعنی سورج یا چاند کے گرہن ہونے کا تعلق کائنات کے واقعات سے نہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہے اور وہ اللہ جو تمہارے سامنے انہیں بے نور کر سکتا ہے وہ قیامت کے قریب بھی انہیں بے نور کر کے لپیٹ دینے پر قادر ہے۔لہذا اس سے ڈرتے رہو۔واللہ اعلم (ع'ر)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا: ((الصلاۃ جامعۃ)) ''نماز جمع کرنے والی ہے۔(تمہیں بلا رہی ہے)(بخاری' الکسوف' باب النداء بـ''الصلاۃ جامعۃ'' فی الکسوف' ۱۰۴۵' ومسلم' ۹۱۰)

سورج گرہن کی نماز کا طریقہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔آپ نے با جماعت دو رکعات نماز پڑھی۔آپ نے سورۃ البقرۃ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا (رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے لہذا اس موقع پر نئے سرے سے فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی، واللہ اعلم [ع،ر]). پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا۔ پھر (قومہ کر کے) دو سجدے کیئے۔ پھر

کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا، پھر دو رکوع کئے پھر دو سجدے کر کے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا، پھر خطبہ دیا جس میں اللہ کی تعریف اور ثنا بیان کی اور فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔ (دوران نماز) میں نے جنت دیکھی، اگر میں اس میں سے ایک انگور کا خوشہ لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ (بھی) دیکھی، اس سے بڑھ کر ہولناک منظر میں نے (کبھی) نہیں دیکھا۔ (اور) میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی عرض کی گئی یا رسول اللہ کیا وجہ ہے (عورتیں زیادہ جہنم میں کیوں ہیں) آپ نے فرمایا: وہ کفر کرتی ہیں عرض کی گئی کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں، اگر تو ایک مدت تک ان کے ساتھ اچھائی کرتا رہے پھر ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرے تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی،' (بخاری، الکسوف، باب صلاۃ الکسوف جماعۃ ۱۰۵۲۔ مسلم، الکسوف، باب ما عرض علی النبی ﷺ فی صلاۃ الکسوف من امر الجنۃ والنار، ۹۰۷).

اس سے معلوم ہوا کہ کسی محسن کی احسان فراموشی گناہ کبیرہ ہے۔ جب کسی بندے کی احسان فراموشی کبیرہ گناہ ہے تو جو خالق کی احسان فراموشی کرتا ہے اس کا گناہ کس قدر خطرناک ہوگا؟ اللہ ہم سب کو ہدایت دے آمین۔ (ع، ر)

سورج اور چاند کے گہنائے جانے پر آپ ﷺ گھبرا اٹھتے اور نماز پڑھتے، اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ کے زمانے میں (ایک دفعہ) سورج گرہن ہوا تو آپ گھبرا گئے اور گھبراہٹ میں اہل خانہ میں سے کسی کا کرتہ لے لیا۔ بعد میں چادر مبارک آپ کو پہنچائی گئی۔ اسماء رضی اللہ عنہا بھی مسجد میں گئیں اور عورتوں کی صف میں کھڑی ہوگئیں۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ ان کی نیت بیٹھنے کی ہوگئی لیکن انہوں نے ادھر ادھر اپنے سے کمزور عورتوں کو کھڑے دیکھا تو وہ بھی کھڑی رہیں۔ (مسلم: ۹۰۶).

آپ کا گھبرانا اللہ کے ڈر کی وجہ سے تھا۔ جب آپ اللہ کے پیارے نبی ہو کر گھبرا اٹھتے تھے تو افسوس ہے ان امتیوں پر جو بار ہا گناہوں کے باوجود ایسے مواقع پر اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ (ع،ر)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سخت گرمی کے دن سورج گرہن ہوا، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ساتھ لے کر نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے۔ (مسلم: ٩٠٤)

اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ مجھے (عورتوں کی صف میں کھڑے کھڑے) غش آ گیا۔ میں نے برابر میں اپنی مشک سے پانی لے کر سر پر ڈالا۔

(بخاری، الجمعة، باب من قال فی الخطبة بعد الثناء: (اما بعد) ٩٢٢، ومسلم: ٩٠٥)

قارئین کرام غور فرمایا آپ نے! کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر انہماک اور اہتمام سے سورج گرہن کی نماز پڑھتے تھے، لیکن ہم نے کبھی اس نماز کی طرف توجہ نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عورتیں بھی سورج گرہن کی نماز پڑھتی تھیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم مسجد میں سورج گرہن کی نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور ہماری عورتیں بھی ضرور مساجد میں جا کر نماز میں شامل ہوں۔



نماز استسقاء

اگر قحط سالی ہو جائے' مینہ نہ برسے تو اس وقت مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دن تجویز کر کے سورج نکلتے ہی پرانے کپڑے پہن کر عاجزی اور گریہ زاری کرتے ہوئے آبادی سے باہر کسی کھلی جگہ میں نکلیں اور منبر بھی رکھا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہنے' خشوع اور آہستگی سے چلتے ہوئے' عاجزی اور گریہ زاری کرتے ہوئے نکلے اور نماز (استسقاء) کی جگہ پہنچے۔

(ابو داؤد' صلاة الاستسقاء' ١١٦٥۔ ترمذی' الجمعة' باب ماجاء فی صلاة الاستسقاء' ٥٥٧۔ امام ترمذی' امام ابن خزیمہ (حدیث ١٤٠٥' ١٤٠٨' ١٤١٩) امام ابن حبان (حدیث ٦٠٣) امام حاکم (١/٣٢٦) اور امام نووی نے اسے صحیح کہا)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا۔ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا تو آپ نکلے اور منبر پر بیٹھے' اللہ کی بڑائی اور حمد بیان کی' پھر فرمایا: ''تم نے اپنے علاقوں میں قحط سالی اور بروقت بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو حکم ہے کہ تم اس کو پکارو اور اس نے تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے'' پھر فرمایا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ - اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ''.

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اے اللہ تو (سچا) معبود ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو سخی اور بے پرواہ ہے اور ہم (تیرے) محتاج اور فقیر (بندے) ہیں ہم پر

بارش برسا اور جو بارش تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک پہنچنے کا ذریعہ بنا" (ابوداود' الاستسقاء' باب رفع الیدین فی الاستسقاء' ۱۱۷۳۔ امام حاکم (۱/ ۲۶۸) ابن حبان (۶۰۴) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا).

اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین ﷺ اور ان کے پاک باز صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اپنا سخی اور داتا صرف اللہ ہی کو سمجھتے تھے' وہ اسی کے در کے محتاج' اسی سے ڈرنے والے براہ راست اسی سے دعائیں مانگتے رہے۔ قرآن مجید نے بھی اسی عقیدے کی تعلیم دی ہے (فاطر ۳۵/ ۱۴ و ۱۵) لہذا ہم گناہ گاروں کو بھی چاہیے کہ کتاب وسنت کے مطابق صرف اللہ ہی کو اپنا سخی اور داتا مانیں اور اس سے براہ راست دعائیں مانگیں۔ یہی نبی اکرم ﷺ سے سچی محبت اور ان کی اطاعت کا تقاضا ہے۔ (ع' ر)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے علاوہ کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے' ہاتھوں کو دراز کیا' حتیٰ کہ بغلیں دکھائی دیں۔ (بخاری' الاستسقاء' باب رفع الامام یدہ فی الاستسقاء' ۱۰۳۱۔ مسلم' صلاۃ الاستسقاء' باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء ۸۹۵).

رسول اللہ ﷺ بارش کے لیے دعا کر رہے تھے آپ کھڑے ہوئے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو چہرہ کے سامنے کیا ہوا تھا اور ہاتھ سر سے اونچے نہیں تھے. (ابوداود' الاستسقاء باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء' ۱۱۶۸۔ امام ابن حبان (حدیث: ۶۰۱ و ۶۰۲) نے اسے صحیح کہا)

آپ ﷺ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف تھی۔ (مسلم: ۸۹۵)

پھر امام لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے قبلہ رخ ہو جائے۔ (اور ہاتھ اٹھائے رکھے) اور مندرجہ ذیل دعائیں بڑی عاجزی سے رو رو کر پڑھے۔ اور سب لوگ بھی بڑے خضوع سے آبدیدہ ہو کر ہاتھوں کو الٹا کر کے اٹھائیں اور دعا مانگیں۔ دعائیں یہ ہیں:

"اَللّٰھُمَّ أَسْقِنَا' اَللّٰھُمَّ أَسْقِنَا' اَللّٰھُمَّ أَسْقِنَا".

''اے اللہ ! ہمیں پانی پلا' اے اللہ! ہمیں پانی پلا' اے اللہ! ہمیں پانی پلا''.

(بخاری' الاستسقاء: ١٠١٣)

"اَللّٰهُمَّ أَسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَّرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَآرٍ عَاجِلاً غَيْرَ آجِلٍ".

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا' ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو ہماری تشنگی بجھا دے۔ ہلکی پھواریں بن کر غلہ اگانے والی' نفع دینے والی ہو نہ کہ نقصان پہنچانے والی' جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر لگانے والی'' (ابو داود: ١١٦٩۔ امام ابن خزیمة (١٤١٦) امام حاکم (١/ ٣٢٧) اور ذہبی نے اسے صحیح کہا)

"اَللّٰهُمَّ أَسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَأَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ".

''اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر' اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کر دے'' (ابو داود: ١١٧٦) اس کی سند حسن ہے)

صلوٰۃ استسقاء میں ایک اہم مسئلہ چادر کا پلٹنا ہے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے' آپ نے اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کی اور قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے لگے پھر اپنی چادر کو پلٹا پھر ان کو دو رکعتیں نماز پڑھائی اور اس میں بلند آواز سے قراءت کی۔

(بخاری' الاستسقاء' باب کیف حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظهره الی الناس' ١٠٢٥ ومسلم' صلاة الاستسقاء ٨٩٤)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سیاہ چادر تھی آپ نے اس کا نچلا حصہ اوپر لانا چاہا مگر مشکل پیش آئی تو آپ نے اسے اپنے کندھوں پر ہی الٹ دیا۔

(ابو داود' صلاة الاستسقاء' حدیث ١١٦٤۔ امام ابن خزیمہ (١٤١٦) اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

یعنی چادر پلٹتے وقت چادر کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہو کر چادر کو پلٹا، اس کے اندر کا حصہ باہر کی طرف کیا اور صحابہ

کرام نے بھی آپ کے ساتھ چادروں کو پلٹا۔(مسند احمد ٤/٤١، ١٦٥٧٩) (ابن دقیق العید نے اسے صحیح کہا).

نبی اکرم ﷺ نے نماز عید کی طرح لوگوں کو دو رکعتیں نماز استسقاء پڑھائی۔

(ترمذی، الجمعة، باب ماجاء فی صلوٰۃ الاستسقاء، (٥٥) وابوداود، الاستسقاء (١١٦٥) اسے امام ترمذی، امام ابن خزیمہ (١٤٠٥) اور امام نووی نے صحیح کہا)

عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی(مسند الامام احمد ٤/١٦٥٨٠)

جمہور کا عمل اسی پر ہے مگر خطبہ نماز سے پہلے بھی جائز ہے۔

(ابن خزیمة، جماع ابواب صلوٰۃ الاستسقاء باب الخطبة قبل صلوٰۃ الاستسقاء حدیث ١٤٠٧)

عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں (استسقاء) کی پڑھائیں اور ان میں تلاوت بلند آواز سے کی اور نماز استسقاء بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائی۔ (بخاری، الاستسقاء، باب الدعاء فی الاستسقاء قائمًا: ١٠٢٢)

ابن بطال نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز استسقاء میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔



نماز اشراق و چاشت (ضحی)

ضحیٰ کے معنی ہیں دن کا چڑھنا اور اشراق کے معنی ہیں طلوع آفتاب۔ پس جب آفتاب طلوع ہوکر ایک نیزے کے برابر بلند ہو جائے تو اس وقت نوافل کا پڑھنا نماز اشراق کہلاتا ہے۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس نماز کو صلاۃ الاوابین بھی کہا گیا ہے۔ (یعنی اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز).

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ضحیٰ کی نماز پڑھتے دیکھا تو کہا بیشک یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس وقت کے علاوہ نماز پڑھنا افضل ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے جس وقت اونٹ کے بچے کے پاؤں گرم ہوں''.

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ الاوابین حین ترمض الفصال: ۷۴۸)

مغرب اور عشا کے درمیان پڑھی جانے والی نماز کو جس روایت میں صلاۃ الأوابین کہا گیا ہے وہ روایت مرسل یعنی ضعیف ہے.

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر آدمی پر لازم ہے کہ اپنے (جسم کے) ہر بند (جوڑ) کے بدلے صدقہ خیرات کرے۔ پس سبحان اللّٰہ کہنا صدقہ ہے، الحمد للّٰہ کہنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللّٰہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے۔ اور ان سب چیزوں سے ضحیٰ کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں'' (مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی و ان اقلھا رکعتان: ۷۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے آدم کے بیٹے خالص میرے لیے چار رکعتیں اول دن میں پڑھ (یعنی اشراق کی) میں تجھ کو اس دن کی شام تک کفایت کروں گا''.

(ابوداود، التطوع، باب صلاۃ الضحی، حدیث ۱۲۸۹ وترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی صلاۃ الضحی:

٤٧٤) (حافظ ذہبی نے اسے حسن اور قوی الا سناد جبکہ امام ابن حبان نے صحیح کہا).

کفایت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ تیرے کام سنواروں گا۔ واللہ اعلم (ع، ر)

معاذہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ نماز ضحیٰ کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چار رکعتیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا آپ (اس سے) زیادہ (بھی) پڑھتے'' (مسلم: ٧١٩)

ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن غسل کیا اور آٹھ رکعات نماز ضحیٰ پڑھیں۔ (بخاری، التہجد، باب صلاۃ الضحی فی السفر: ١١٧٦، و مسلم: الحیض، باب: تستر المغتسل بثوب: ٣٣٦)

معلوم ہوا کہ چاشت (ضحیٰ) کی رکعتیں دو، چار یا آٹھ ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے میرے پیارے دوست نبی رحمت ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی، جب تک میں زندہ رہوں گا ان کو نہیں چھوڑوں گا: ہر (عربی) مہینہ (میں ۱۳، ۱۴ اور ۱۵) کے تین روزے، چاشت کی دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

(بخاری، التہجد، باب صلاۃ الضحی فی الحضر، ١١٧٨، ومسلم: ٧٢١)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک کام کو چھوڑ دیتے حالانکہ آپ کو اس کا کرنا پسند ہوتا تھا، آپ اس بات سے ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کام کو کرنے لگ جائیں پھر وہ ان پر فرض ہو جائے''.

(بخاری: أبواب التہجد، باب: تحریض النبی علی صلاۃ اللیل: ١٢٨، مسلم: ٧١٨).

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نماز چاشت کے فرض ہونے کا خوف ختم ہو گیا، جس خوف کی بنا پر رسول اکرم ﷺ کبھی چاشت کی نماز ادا کرتے اور کبھی نہ کرتے، اب یہ نماز ہمارے لیے مستحب ہے.

فجر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور سورج نکلنے کے بعد دو رکعت پڑھنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر سورج نکلنے تک بیٹھا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا (سورج نکلنے کے بعد) دو رکعت نماز پڑھی اس کے لیے حج اور عمرہ کے برابر ثواب ہے‘‘ آپ نے فرمایا: ’’پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا‘‘ (ترمذی: الجمعة، باب: ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاۃ الصبح حتی تطلع الشمس: ٥٨٦).

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز ادا کرتے تو سورج کے طلوع ہونے تک مسجد میں بیٹھتے، جب سورج طلوع ہوتا تو آپ جانے کے لیے کھڑے ہوتے‘‘ (مسلم: ٦٧٠).



نماز تسبیح

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے چچا عباس! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو (درج ذیل عمل کی وجہ سے) دس اچھی خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ کہ جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ ذوالجلال آپ کے اگلے پچھلے' پرانے نئے' انجانے میں اور جان بوجھ کر کیے گئے تمام چھوٹے بڑے' پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما دے؟ (وہ یہ) کہ:

آپ چار رکعات نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب آپ اس قرأت سے فارغ ہو جائیں تو قیام کی حالت میں ہی یہ کلمات پندرہ بار پڑھیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ''۔

پھر آپ رکوع میں جائیں (تسبیحات رکوع سے فارغ ہوکر) رکوع میں ہی انہی کلمات کو دس بار دہرائیں۔ پھر آپ رکوع سے اٹھ جائیں اور (سمع الله لمن حمده / وغیرہ سے فارغ ہوکر) دس بار یہی کلمات پڑھیں۔ پھر سجدہ میں جائیں (سجدہ کی تسبیحات اور دعائیں پڑھنے کے بعد) یہی کلمات دس بار پڑھیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور اس جلسہ میں جو دعائیں ہیں وہ پڑھ کے) دس بار انہی کلمات کو دہرائیں اور پھر (دوسرے) سجدے میں چلے جائیں۔ (پہلے سجدے کی طرح) دس بار پھر اس تسبیح کو ادا کریں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور جلسۂ استراحت میں کچھ اور پڑھے بغیر) دس بار اس تسبیح کو دہرائیں۔ ایک رکعت میں کل ۷۵ تسبیحات ہوئیں اسی طرح چاروں رکعات میں یہ عمل دہرائیں۔

اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو نماز تسبیح روزانہ ایک بار پڑھیں' اگر آپ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو

ہفتہ میں ایک بار پڑھیں۔ یہ بھی نہ کر سکتے ہوں تو مہینے میں ایک بار پڑھیں۔ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار، اگر آپ سال میں بھی ایک بار ایسا نہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھیں'' (ابوداود، ابواب التطوع، باب صلاة التسبیح، ۱۲۹۷۔ ابن ماجة، اقامة الصلاة، باب ماجاء فی صلاة التسبیح، ۱۳۸۶، امام ابن خزیمة (۱۲۱۶) اور حاکم (۱/۳۱۸) نے اسے صحیح کہا)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کثرت طرق کی بنا پر حسن درجہ کی ہے، شیخ البانی فرماتے ہیں کہ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کی تقویت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ حق ہے کیونکہ اس کے بہت سے طرق ہیں۔ علامہ مبارک پوری اور شیخ احمد شاکر نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ جبکہ خطیب بغدادی، امام نووی اور ابن صلاح نے اسے صحیح کہا ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث شریف میں نماز تسبیح کو باجماعت ادا کرنے کا ذکر نہیں ہے صرف انفرادی عمل کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا جان کو اس کی ترغیب دی ہے لہذا جو مسلمان نماز تسبیح ادا کرنا چاہے اسے چاہیے کہ پہلے نماز تسبیح کا طریقہ سیکھے، پھر اسے تنہائی میں اکیلا پڑھے۔ اور یہ رویہ بھی انتہائی مہلک ہے کہ بندہ فرض نمازوں پر تو توجہ نہ دے مگر نماز تسبیح (باجماعت) ادا کرنے کے لیے ہمہ وقت بے تاب رہے، لہذا فرض نمازوں کے تارک کو پہلے سچی توبہ کرنی چاہیے پھر وہ نماز تسبیح پڑھے تو اسے یقیناً فائدہ ہوگا ان شاء اللہ العزیز (ع، ر)

نوٹ: نماز تسبیح میں تسبیحات، تشہد میں التحیات سے پہلے پڑھیں۔ بخلاف دوسرے ارکان کے۔

نماز تسبیح کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی سند سخت ضعیف ہے اس کے راوی عبدالقدوس بن حبیب کو حافظ ہیثمی نے متروک اور عبداللہ بن مبارک نے کذاب کہا ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀

صلاۃ التوبہ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے، پھر وضو کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے'' (أبو داود: الوتر، باب: فی الاستغفار: ۱۵۲۱، ترمذی: ۴۰۶، ترمذی نے حسن کہا).

لیلۃ القدر کے نوافل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کیا اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری: الإیمان، باب: قیام لیلة القدر من الإیمان: ۳۵، مسلم: الصلاة المسافرین، باب: الترغیب فی قیام رمضان: ۷۶۰).

پندرھویں شعبان کے نوافل

پندرھویں شعبان کی رات (شب برأت) کے نوافل کے لیے قیام کرنے اور جاگنے کا اہتمام کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔ اسی طرح صرف پندرہ شعبان کو روزہ رکھنے والی روایت سخت ضعیف ہے۔



احکام الجنائز

بیمار پرسی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱) (جب ملے تو اسے سلام کہے یا اس کے) سلام کا جواب دے۔ (۲) جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (۳) جب مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔ (۴) جب دعوت دے تو اسے قبول کرے۔ (۵) اگر وہ چھینک پر (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) کہے' تو جواب میں ((یَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) کہے. (بخاری' الجنائز باب الامر باتباع الجنائز: ۱۲۴۰ ـ مسلم' السلام' باب من حق المسلم للمسلم رد السلام: ۲۱۶۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں (دو پہر سے پہلے) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں (دو پہر کے بعد) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں نیز اس کے لیے بہشت میں باغ ہے'' (ترمذی' الجنائز' باب ماجاء فی فضل العیادۃ: ۹۶۹' وابوداود' الجنائز' باب فی فضل العیادۃ علی وضوء: ۳۰۹۹ ـ اسے ابن حبان (۷۱۰) امام حاکم (۱/۳۴۱'۳۴۲) اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میوے چنتا ہے''.

(مسلم' البر والصلۃ' باب فضل عیادۃ المریض: ۲۵۶۸)

بیماری سے گناہ دور ہوتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے'' (بخاری' المرضی' باب ماجاء فی کفارۃ المرض: ۵۶۴۵)

آپ نے فرمایا: ''مسلمان کو رنج، دکھ، فکر اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کانٹا (بھی) لگتا ہے تو وہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے''.

(بخاری: ٥٦٤٠، مسلم، البر والصلة، باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرض أو حزن...: ٢٥٧٢)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں''.

(بخاری، المرضی، باب شدة المرض: ٥٦٤٧ ومسلم: ٢٥٧١)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''بخار (ہو جائے تو اس) کو برا نہ کہو کیونکہ بخار آدمی کے گناہ اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے'' (مسلم: ٢٥٧٥)

نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ مسافر اور مریض کو ان اعمال کے برابر اجر دیتا ہے جو وہ گھر میں اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا''.

(بخاری، الجهاد والسير، باب يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الاقامة: ٢٩٩٦)

بیماری میں صبر کی فضیلت:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جب میں کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) میں آزماتا ہوں (اسے بینائی سے محروم کرتا ہوں) پھر اگر وہ صبر کرے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دوں گا'' (بخاری، المرضی، باب فضل من ذهب بصره: ٥٦٥٣)

عطاء روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تجھے جنتی عورت دکھلاؤں۔ میں نے کہا دکھلاؤ تو ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ کالی عورت آئی اور عرض کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو صبر کرے گی تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہے تو دعا کیے دیتا ہوں'' وہ کہنے لگی ''میں صبر کروں گی'' پھر کہا ''میرا ستر کھل جاتا ہے اللہ سے دعا کریں کہ وہ نہ

کھلے۔(تا کہ میں بے پردہ نہ ہوؤں)'' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

(بخاری' المرضی' باب فضل من یصرع من الریح: ۵۶۵۲۔ مسلم' البر والصلة' باب ثواب المومن فیما یصیبه' من مرض او حزن: ٢٥٧٦٦)

عیادت کی دعائیں:

جب مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی مندرجہ ذیل دعائیں اس کے حق میں کریں:

پہلی دعا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے الّا یہ کہ اس کی موت کا وقت ہی آ چکا ہو''.

''أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ''.

''میں عظیم و برتر اللہ' عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا سے نوازے''.

(ابوداود' الجنائز' باب الدعاء للمریض عندالعیادة: ۳۱۰۶۔ اسے ابن حبان' امام حاکم (۱/۳۴۲' ۴/۴۱۶) اور امام نووی نے صحیح کہا)

دوسری دعا:

رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس سے یہ کلمات کہے: ''لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ''.

''ڈر نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ نے چاہا تو (یہی بیماری تجھے گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے'' (بخاری: المرضیٰ، باب: عیادة الأعراب:٥٦٥٦)

تیسری دعا:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مریض (کے جسم) پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

”اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا“.

”اے انسانوں کے رب! بیماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی“ (بخاری: الطب، باب: مسح الراقی الوجع بیده الیمنی: ٥٧٥٠، ومسلم: السلام، باب: استحباب رقیة المریض: ٢١٩١).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی مسلمان کو تکلیف (مصیبت یا نقصان) پہنچے تو وہ یہ کہے: ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اللّٰهُمَّ أَجُرْنِي فِي مُصِيْبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا“.

”ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر اور نعم البدل (دونوں) عطا فرما“ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس سے اچھی چیز عنایت فرما دیتا ہے۔ (مسلم، الجنائز، باب مایقال عند المصیبة: ٩١٨)

چوتھی دعا معوذات کا دم:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو اپنے آپ پر معوذات سے (قرآن کی آخری دو سورتیں) دم کرتے اور اپنے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرتے۔ جب آپ بہت بیمار ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی حالت میں پھونکتی اور آپ ہی کا ہاتھ آپ پر پھیرتی کیونکہ آپ کے ہاتھ مبارک میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی۔ (بخاری، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات: ٥٠١٦، ومسلم، السلام، باب رقیة المریض: ٢١٩٢)

پانچویں دعا:

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسم کے درد کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو پھر بسم اللہ کہو اور سات دفعہ یہ کلمات پڑھو: ”أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ“.

”میں اللہ اور اس کی قدرت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا (محسوس کرتا) ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں“.

(عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کردی۔

(مسلم، السلام، باب استحباب وضع یده علی موضع الالم مع الدعاء: ٢٢٠٢)

چھٹی دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا کرتے تھے:

”أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ“.

”میں تم دونوں کو اللہ کے پورے کلمات کے ساتھ (اس کی) پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ہر نظر بد کی برائی سے“.

پھر فرمایا: ”تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام (بھی) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے (اللہ کی) پناہ طلب کیا کرتے تھے (انہیں دم کرتے تھے)“.

(بخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء: ٣٣٧١).

ساتویں دعا:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو جبریل علیہ السلام نے (یہ) پڑھ کر (آپ پر دم کیا):

”بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ

يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ".

"اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے، ہر نفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ پر دم کرتا ہوں" (مسلم، السلام، باب الطب و المرض و الرقی: ٢١٨٦)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ (۱) اپنے آپ پر خود دم کرنا (۲) جو دم کروانے آئے اسے دم سکھانا کہ وہ خود ہی اپنے آپ پر دم کرے۔ (۳) مریض کے مطالبے کے بغیر اسے دم کرنا (۴) یا مریض کا کسی سے دم کروانا سب جائز ہے، لیکن افسوس کہ مسلمان صرف آخری جائز (دم کروانا) پر ہی عمل کرتے ہیں اپنے آپ کو دم کرنے کی سنت تقریباً مفقود ہو چکی ہے کیونکہ اس میں ایک آدھ دعا یاد کرنی پڑتی ہے۔ یاد رکھئے، براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگنا انتہائی سعادت کی بات ہے، یہ عین عبادت ہے اور مریض کی دعا تو ویسے بھی بہت قبول ہوتی ہے لہذا اسے چاہیے کہ نہ صرف خود دم کرے بلکہ استغفار کو معمول بنائے اس سے تکلیف سے جلد نجات ملے گی یا درجات بڑھیں گے نیز خوب دعائیں کرے اللہ قبول کرے گا ان شاء اللہ۔ (ع، ر)



تجہیز و تکفین

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ گزرا آپ نے فرمایا: ''راحت پانے والا ہے یا اس سے اوروں نے راحت پائی'' مومن بندہ دنیا کے رنج ومصیبت سے راحت پاتا ہے اور اس ایذاء سے اللہ کی رحمت کی طرف آرام پاتا ہے اور فاجر بندہ سے انسان، شہر، درخت اور جانور راحت پاتے ہیں'' (بخاری: الرقاق، باب: سکرات الموت: ٦٥١٢، مسلم: ٩٥٠).

عالم نزع میں تلقین:

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں (لا الـه الا الـله) کی تلقین کرو'' (مسلم، الجنائز، باب تلقین الموتی (لا اله الا الله) حدیث ٩١٦، ٩١٧).

یعنی ان کے قریب (لا الـه الا الله) پڑھو تا کہ اسے سن کر وہ بھی پڑھیں لیکن افسوس کہ جہلا زندہ، قریب المرگ کو تو اس کی تلقین نہیں کرتے البتہ موت کے بعد چارپائی کو کندھا دیتے وقت کہتے جاتے ہیں ''کلمہ شہادت' حالانکہ خیر القرون کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ کام نہیں کیا پھر یہ آج ہمارے دین کا حصہ کیسے بن سکتا ہے؟ (ع، ر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس کا آخر کلام (لا الـه الا الله) ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا''

(ابوداود، الجنائز، باب فی التلقین: ٣١١٦۔ اسے (حاکم ١/ ٣٥١، ٥٠٠) اور ذہبی نے صحیح کہا).

کیونکہ اس نے آثار موت دیکھ کر نہیں بلکہ اللہ سے ڈر کر (لا اله الا الله) پڑھا لیکن چند ہی لمحوں بعد اللہ کی قضا آ گئی اور (لا اله الا الله) اس کی زندگی کا آخری کلام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے آمین۔ (ع، ر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ اس وقت تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں'' (مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المریض والمیت: ٩١٩)

اللہ تعالیٰ کے بارے میں نیک گمان رکھنا واجب ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس حال میں موت آنی چاہیے کہ تم اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھتے ہو'' (مسلم: الجنة، باب: الأمر بحسن الظن بالله تعالیٰ عند الموت: ۲۸۷۷).

مکہ یا مدینہ میں مرنے کی تمنا کرنا:

حفصہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَةً فِی سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ'' ''اے اللہ! مجھے شہادت کی موت دے اور مجھے مدینہ رسول میں موت دے'' (بخاری: أبواب فضائل المدینه: ۸۹۰).

موت کی آرزو کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موت کی آرزو نہ کرو۔ اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو گے اور اگر بدکار ہو تو شاید توبہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو گے'' (بخاری، التمنی، باب مایکرہ من التمنی: ۷۲۳۵)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: نہ موت کی آرزو کرو نہ موت کی دعا کرو، کیونکہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی لمبی عمر سے اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں'' (مسلم، الذکر و الدعاء باب کراھیة تمنی الموت: ۲٦۸۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو مسافر بلکہ راہی ہے'' چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے، جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر۔ جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر۔ تندرستی کو بیماری اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان۔

(بخاری، الرقاق، باب قول النبی ﷺ کن فی الدنیا کانك غریب: ٦٤١٦)

خودکشی سخت گناہ ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ چبھو کر اپنی جان دیتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا

اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہے گا“ (بخاری، الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس: ١٣٦٥، مسلم: ١٠٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان خود لی اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کردی“.

(بخاری: ٣٤٦٣، مسلم: الإیمان، باب: غلظ تحریم قتل الإنسان نفسه: ١١٣).

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جس نے خودکشی کی تھی“. [مسلم: الجنائز، باب: ترك الصلاة علی القاتل نفسه: ٩٧٨].

لہذا معزز اہل علم اس کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں تاکہ باقی لوگوں کو عبرت حاصل ہو(ع،ر).

میت کو بوسہ دینا:

جس کا کوئی قریبی دوست، عزیز فوت ہو جائے تو اس کو میت کا فرط محبت سے بوسہ لینا جائز ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر آپ کا بوسہ لیا تھا۔

(بخاری: الجنائز، باب: الدخول علی المیت بعد الموت إذا أدرج فی کفنه: ١٢٤١).

میت پر چادر ڈالنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ایک دھاری دار یمنی چادر سے آپ کو ڈھانپ دیا تھا“ (بخاری: الجنائز، باب: الدخول علی المیت بعد الموت: ١٢٤١).

فوت ہونے والے کے دوستوں اور رشتے داروں کو اس کے مرنے کی اطلاع دینا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے مرنے کی اس دن خبر دی جس دن وہ فوت ہوا“ (بخاری: ١٢٤٥).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ میں پہلے زید پھر جعفر اور پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کی اطلاع دی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے“ (بخاری: الجنائز، باب: الرجل ینعی إلی أهل المیت: ١٢٤٦).

میت کی آنکھیں بند کرنا:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آئے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، پھر آپ نے ان کو بند کیا اور فرمایا: کہ جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں'' (مسلم: الجنائز، باب: فی أغماض المیت: ۹۲۰).

میت کو جلد دفن کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کو جلد دفن کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو جس طرف تم اسے بھیج رہے ہو وہ اس کے لیے فائدہ مند ہے اور اگر وہ برا ہے تو اس کو اپنی گردنوں سے اتار دو گے''

(بخاری' الجنائز' باب السرعة بالجنازة: ۱۳۱۵۔ مسلم' الجنائز' باب الاسراع بالجنازة: ۹۴۴)

میت کا غسل:

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب کو نہلا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''اس کو ۳' ۵ یا ۷ بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار (پانی میں) کچھ کافور بھی ملا لو۔ اور غسل سے فراغت پر مجھے اطلاع کر دینا غسل دائیں طرف اعضائے وضو سے شروع کرو'' (ام عطیہ کہتی ہیں) ہم نے (غسل کے بعد) اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان کو پیچھے ڈال دیا۔(بخاری' الجنائز' باب یجعل الکافور فی الاخر: ۱۲۵۸، مسلم' الجنائز' باب فی غسل المیت: ۹۳۹).

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتیں ہی غسل دیں گی۔

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ''اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو میں تمہیں غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا''. (ابن ماجة' الجنائز' باب ماجاء فی غسل الرجل امراته و غسل المراة زوجها: ۱۴۶۵)

یاد رہے کہ غسل میت کا طریقہ بھی تقریباً غسل جنابت والا ہے البتہ غسل کے دوران اکرام میت کا بہت خیال رکھنا چاہیے، تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) وفات کے فوراً بعد میت کا منہ اور آنکھیں بند کی جائیں' بازو' ٹانگیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بھی سیدھی کر دی جائیں نیز قمیص اور بنیان وغیرہ اتار کر چادر سے میت کا بدن ڈھانپ دیا جائے۔ میت کے بازو' گلے' یا پنڈلی میں کوئی تعویذ دھاگہ یا کڑا وغیرہ ہو تو اسے اتار دیں۔

(۲) پانی اور بیری کے پتے ابال لیے جائیں پھر نیم گرم پانی استعمال کیا جائے لکڑی کا ایک تختہ ایسی جگہ رکھا جائے جہاں پانی کا نکاس، اور گندگی کو ٹھکانے لگانا آسان ہو' میت کو اس تختے پر لٹایا جائے۔ ناف سے گھٹنوں تک کی جگہ کپڑے سے ڈھانپ دی جائے اور دوران غسل' سوائے مجبوری کے میت کی شرمگاہ پر نظر پڑے اور نہ ہی کپڑے کے بغیر اسے ہاتھ لگے۔

(۳) اگر جسم زخمی ہو اور اس پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوں تو احتیاط سے پٹیاں کھول کر روئی اور نیم گرم پانی سے آہستہ آہستہ زخم دھوئے جائیں۔ ہر کام کی ابتدا دائیں طرف سے کریں سوائے اس کے کہ صرف بائیں جانب توجہ کی مستحق ہو۔

(۴) ناف کی طرف ہاتھ سے میت کا پیٹ دو یا تین دفعہ دبایا جائے (تاکہ اندر کی گندگی امکانی حد تک خارج ہو جائے) پھر بائیں ہاتھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ (جو کفن کے ساتھ بنایا جاتا ہے) پہن کر پہلے مٹی کے تین ڈھیلوں اور پھر پانی سے اس کا استنجا کریں۔ اگر زیر ناف بالوں کی صفائی باقی ہو تو کر لی جائے۔

(۵) ناک' دانت' منہ کا خلال اور کانوں میں اچھی طرح گیلی روئی پھیر کر ان کی الگ سے صفائی کر لی جائے تاکہ بعد میں وضو کے دوران تین دفعہ سے زیادہ نہ دھونا پڑے۔

(۶) بسم اللہ پڑھ کر میت کو مسنون وضو کرایا جائے (سر کا مسح اور پاؤں رہنے دیں) تین دفعہ اچھی طرح سر دھوئیں۔

(۷) حسب ضرورت صابن استعمال کرتے ہوئے پورے جسم کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ اچھی طرح دھوئیں۔ آخری دفعہ نہلاتے وقت پانی میں کچھ کافور ملا لیں۔ سب سے آخر میں پاؤں دھوئیں۔ (محمد عبدالجبار' عفی اللہ عنہ)

میت کا کفن

مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینا مسنون ہے:

رسول اللہ ﷺ کو تین (سفید) کپڑوں میں کفن دیا گیا اس میں کرتہ تھا نہ عمامہ۔

(بخاری: الجنائز، باب: الثیاب البیض للکفن: ١٢٦٤، مسلم: ٩٤١).

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے استعمال ہوتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کے کفن کا پانچواں کپڑا وہ ہے جو قمیص کے نیچے رہتا ہے، اس سے عورت کا ستر اور رانیں باندھی جاتی ہیں (بخاری: الجنائز، باب: کیف الاشعار للمیت).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احرام کی حالت میں ایک شخص کی گردن اس کے اونٹ نے توڑ ڈالی تو آپ نے فرمایا کہ ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اسے کفن دو'' (بخاری: ١٢٦٥، مسلم: ١٢٠٦).

اور یہ دو کپڑے وہ ہیں جن میں اس نے احرام باندھا ہوا تھا.

(النسائی: الجنائز، باب: کیف یکفن المحرم إذا مات: ١٩٠٤).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہدا کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو خون آلود (کپڑوں سمیت) دفن کیا جائے اور نہ وہ غسل دیئے گئے اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی'' (بخاری: الجنائز، باب: الصلاة علی الشهيد: ١٣٤٣).

مرنے سے پہلے اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر تحفہ میں لائی. آپ کو اس وقت چادر کی ضرورت تھی آپ نے لے لی اور اس کا تہہ بند بنایا، ایک صحابی (عبدالرحمٰن بن عوف) کہنے لگے کیا عمدہ چادر ہے آپ مجھ کو دے دیجئے. آپ نے

چادر انہیں دے دی، لوگوں نے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا آپ کو خود ضرورت تھی، عبدالرحمٰن کہنے لگے: اللہ کی قسم میں نے پہننے کے لیے نہیں مانگی بلکہ میں اس کو اپنا کفن بناؤں گا، پھر وہ چادر ان کا کفن بنی'' (بخاری: الجنائز، باب: من استعد الکفن فی زمن النبی: ۱۲۷۷).

میت کا سوگ:

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ تین دن بعد انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس کو ملا۔ پھر کہا مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے' سوائے شوہر کے جس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔

(بخاری: الجنائز، باب: حد المرأة علی غیر زوجها: ۱۲۸۲، مسلم: ۱۴۸۷).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا فوت ہو گیا۔ تیسرے دن انہوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ''ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور (کی وفات) پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا ممنوع ہے''.

(بخاری: ۱۲۷۹).

میت پر رونا:

اگر میت کو دیکھ کر رونا آئے اور آنسو جاری ہوں تو منع نہیں' اس لیے کہ یہ بے اختیار رونا ہے جو جائز ہے۔ نبی رحمت ﷺ سعد بن عبادہ کی بیہوشی پر روئے صحابہ بھی آپ کو دیکھ کر روئے پس آپ نے فرمایا سنو: ''اللہ تعالیٰ آنکھ کے رونے اور دل کے پریشان ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں کرتا بلکہ زبان (کے چلانے اور واویلا کرنے) سے عذاب کرتا ہے''.

(بخاری' الجنائز' باب البکاء عند المریض: ۱۳۰۴ ومسلم' الجنائز' باب البکاء علی المیت: ۹۲۴)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا' (اللہ کے ہاں) وہ صبر معتبر ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔

(بخاری' الجنائز' باب الصبر عند الصدمة الاولی: ۱۳۰۲ ومسلم' الجنائز' باب فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الاولی: ۹۲۶)

یعنی واویلا اور بین کرنے کے بعد صبر کرنا‘ صبر نہیں ہے۔ اصل صبر یہ ہے کہ مصیبت کے وقت تسلیم ورضا کا مظاہرہ کیا جائے اور اظہار غم کے فطری طریقے کے علاوہ اور کچھ نہ کیا جائے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار پیٹے‘ گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے“ (یعنی نوحہ اور واویلا کرے)

(بخاری‘ الجنائز‘ باب لیس منا من شق الجیوب: ١٢٩٤، ومسلم‘ الایمان باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب: ١٠٣)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں بیزار ہوں اس سے جو (موت کی مصیبت میں) سر کے بال نوچے اور چلا کر روئے اور اپنے کپڑے پھاڑے“ (بخاری: الجنائز‘ باب: ما ینهی من الحلق عند المصیبة: ١٢٩٦، مسلم: الایمان، باب: تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب: ١٠٤).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے (اس) مومن بندے کے لیے بہشت ہے جس کے پیارے کو میں اہل دنیا سے قبض کرتا ہوں اور وہ (اس کی موت پر) صبر کرتا ہے۔ (بخاری‘ الرقاق باب العمل الذی یبتغی به وجه الله‘ حدیث ٦٤٢٤)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں جنہیں میری امت کے لوگ بھی کریں گے۔ (۱) (اپنے) حسب پر فخر کرنا۔ (۲) (دوسرے کے) نسب پر طعن کرنا۔ (۳) ستاروں کے ذریعے پانی طلب کرنا۔ (۴) نوحہ کرنا‘ (اور یہ بھی فرمایا) ”اگر نوحہ کرنے والی عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس پر گندھک کا کرتا اور خارش کی اوڑھنی ہوگی“ (مسلم‘ الجنائز‘ باب: التشدید فی النیاحة: ٩٣٤)

اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ ستاروں کی نقل وحرکت اور طلوع وغروب کا بارش اور دیگر زمینی واقعات وحوادث کے ساتھ گہرا تعلق ہے آج کل علم نجوم بھی انہی شرکیہ خرافات سے عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین، [ع، ر]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم جب حالت نزع میں تھے تو آپ نے اسے اٹھایا اور فرمایا: ”آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمگین ہے مگر اس کے باوجود ہم کچھ نہیں کہیں گے سوائے اس

(بات) کے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اور اللہ کی قسم اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کے سبب غمگین ہیں'' (بخاری: الجنائز، باب: قول النبی ﷺ: ''انا بك لمحزونون'': ١٣٠٣، مسلم: الفضائل، باب: رحمته ﷺ الصبیان والعیال: ٢٣١٥).

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محبوب کی محبت میں آ کر اپنے فیصلے نہیں بدلتا بلکہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ وہ کسی کی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے نہ کسی کی محبت سے مغلوب۔ غفور رحیم ہے تو ہر ایک کے لیے اور اگر بے نیاز ہے تو سب کے لیے۔ (ع، ر)

رسول اللہ ﷺ کا نواسہ فوت ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے والوں پر ہی رحمت کرتا ہے'' (بخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اھله علیه: ١٢٨٤، مسلم، الجنائز، باب البکاء علی المیت: ٩٢٣)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اللہ کی رضامندی کی خاطر صبر کرے تو وہ جہنم کی آگ سے آڑ بنیں گے ایک عورت نے پوچھا اگر دو بچے مر جائیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''دو بچے بھی'' ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ اس سے مراد وہ بچے ہیں جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔ (بخاری، العلم باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم: ١٠١، مسلم، البر والصلة، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه: ٢٦٣٣، ٢٦٣٤).

ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے ماں باپ سے ملیں گے پھر ان کا کپڑا یا ہاتھ پکڑیں گے اور ان کو نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو اور ان کے باپوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔

(مسلم: کتاب البر والصلة: ٢٦٣٥).

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں پر (اپنی) رحمت اور فضل کے سبب اس شخص کو

(یعنی ان کے والد کو) جنت میں داخل کرے گا۔

(بخاری، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب: ١٢٤٨)، بشرطیکہ والد کا عقیدہ درست ہو۔(ع، ر)

اچانک موت:

عبید بن خالد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچانک موت (کافر کے لیے) اللہ تعالیٰ کی غضب کی پکڑ ہے'' (أبو داود: الجنائز، باب: موت الفجاءة: ٣١١٠، مسند أحمد: ٤/٢١٩).

موت کے وقت پیشانی پر پسینہ:

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے'' (ترمذی: الجنائز، باب: ما جاء أن المومن یموت بعرقِ الجبین: ٩٨٢، ترمذی نے حسن کہا).

جس گھر میں وفات ہو ان کے ہاں کھانا پکا کر بھجوانا:

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو ان لوگوں پر ایسی مصیبت آئی ہے جس میں وہ کھانا نہیں پکا سکیں گے'' (أبو داود: الجنائز، باب: صفة الطعام لأهل المیت: ٣١٣٢، ابن ماجه: ١٦١٠).

کتنی بری اور نا مناسب بات ہے کہ بعض اہل میت دوسروں کے لیے کھانے کا انتظام کرتے ہیں.

تعزیت کے مسنون الفاظ:

''إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ''.

''یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے اس کے ہاں ہر چیز (کے فنا ہونے) کا وقت مقرر ہے (لہذا) صبر کر کے اس کا اجر و ثواب حاصل کرو''.

(بخاری: ١٢٨٤، مسلم: ٩٢٣).

نماز جنازہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے جو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاتا' اس کے ساتھ رہتا' اس کا جنازہ پڑھتا اور اس کو دفن کر کے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو (صرف) جنازہ پڑھ کر واپس آ جاتا ہے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے'' (بخاری' الایمان' باب اتباع الجنائز من الایمان: ٤٧، مسلم' الجنائز' باب فضل الصلاة علی الجنازة و اتباعها: ٩٤٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے جنازہ میں ایسے چالیس آدمی شامل ہوں جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس (میت کے حق) میں ان کی سفارش قبول کرتا ہے'' (مسلم' الجنائز' باب من صلی علیه أربعون شفعوا فیه: ٩٤٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار مسلمان جس مسلمان کی تعریف کریں اور اچھی شہادت دیں' اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا'' ہم نے عرض کیا ''اور تین؟'' آپ نے فرمایا: ''تین بھی'' ہم نے عرض کیا ''اور دو؟'' آپ نے فرمایا: ''دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا'' (بخاری' الجنائز' باب ثناء الناس علی المیت: ١٣٦٨).

یہاں ان مسلمانوں کی گواہی مراد ہے جن کا عقیدہ و عمل اور اخلاق و کردار کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ واللہ اعلم۔ (ع' ر)

نماز جنازہ پڑھنے کے لیے میت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی سمت اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں' پھر باوضو ہو کر صفیں باندھیں.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کا جنازہ پڑھایا تو وہ (اس کے) سر کے سامنے کھڑے ہوئے پھر ایک عورت کا جنازہ لایا گیا تو وہ اس کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ

ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ (ترمذی الجنائز باب ماجاء این یقوم الامام من الرجل والمراۃ: ۱۰۳۴، أبو داود: الجنائز، باب: أین یقوم الإمام من المیت إذا صلی علیه: ۳۱۹۴، ترمذی نے اسے حسن کہا)۔

پھر دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک اٹھائیں اور پہلی تکبیر کہہ کر سورت فاتحہ پڑھیں۔

جنازہ میں سورت فاتحہ:

ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہی جائے، پھر فاتحہ پڑھی جائے، پھر نبی رحمت ﷺ پر درود اور میت کے لیے دعا (کی جائے) اس کے بعد سلام (پھیرا جائے) (مصنف عبدالرزاق، باب القرأۃ والدعاء فی الصلاۃ علی المیت: ۶۴۲۸، ۴۸۹/۳ و ۴۹۰، حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورت فاتحہ پڑھی، اور فرمایا: میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے"

(بخاری، الجنائز، باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب: ۱۳۳۵)۔

اس سے جہری قرات بھی ثابت ہوئی، تعجب ہے جو لوگ اٹھتے بیٹھتے "فاتحہ" کے نام لیتے ہیں وہ نماز جنازہ میں اسے پڑھتے ہی نہیں۔ (ع، ر)

طلحہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھا انہوں نے سورۃ فاتحہ اور ایک اور سورۃ پڑھی اور بلند آواز سے قراءت کی حتی کہ ہم نے سنا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ "یہ سنت اور حق ہے" (نسائی: الجنائز، باب: الدعاء: ۱۹۸۷، ۷۴/۴ - ۷۵، ابن ترکمانی نے صحیح کہا)۔

نماز جنازہ کا سراً پڑھنا سنت ہے:

ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ سراً پڑھے پھر تین تکبیرات کہے اور آخری تکبیر کے ساتھ سلام پھیرا جائے۔

(نسائی، ٤/٧٥: ١٩٨٩) حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

بلند آواز سے بھی جنازہ پڑھایا جا سکتا ہے، چنانچہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں ایک دعا پڑھی جو میں نے یاد کر لی اور میں نے تمنا کی کاش کہ یہ میرا جنازہ ہوتا۔ (مسلم، الجنائز باب الدعاء للميت فی الصلوٰة: ٩٦٣)

جنازہ کی تکبیرات:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔ (بخاری، الجنائز، باب التكبير على الجنازة اربعًا، حديث ١٣٣٣ ۔ مسلم، الجنائز، باب فی التكبير على الجنازة، حديث ٩٥١)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پر چار تکبیرات کہتے۔ ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بھی کرتے تھے (مسلم، الجنائز باب الصلاة على قبر ٩٥٧)

معلوم ہوا تکبیر اولیٰ کے بعد سورت فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ سورت فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ کر امام کو دوسری تکبیر کہنی چاہیے۔ اور پھر نماز والا درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں:

پہلی دعا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر یہ دعا پڑھی:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِيْمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ“.

”اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردے کو، چھوٹے اور بڑے کو، مرد اور عورت کو، حاضر اور غائب کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے ایمان پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو

تو فوت کرے اسے اسلام پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر!'' (ابوداود' الجنائز' باب الدعاء للمیت' حدیث ۳۲۰۱' اسے امام ابن حبان نے صحیح کہا)

دوسری دعاء:

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ میں یہ دعا پڑھی:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَابْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلاً خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَادْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ''.

''اے اللہ! اسے معاف فرما' اس پر رحم فرما' اسے عافیت میں رکھ' اس سے درگزر فرما' اس کی بہترین مہمانی فرما' اس کی قبر فراخ فرما' اس کے (گناہ) پانی' اولوں اور برف سے دھو ڈال' اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے۔ اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر' (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما' اسے بہشت میں داخل فرما، عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا''۔

(مسلم' الجنائز' باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ: ۹۶۳)

تیسری دعا:

''اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ أَمَتِكَ إِحْتَاجَ إِلَى رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي حَسَنَاتِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ''.

''اے اللہ! تیرا یہ بندہ، تیری بندی کا بیٹا، تیری رحمت کا محتاج ہے، تو اسے عذاب نہ دے تو تجھے کیا پروا۔ اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گنہگار تھا تو اسے معاف فرما''.

(حاکم (۱/۳۵۹) حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

جنازہ کے مسائل:

۱- نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھا جائے''۔

(بخاری، الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع: ١٣١٠، مسلم: ٩٥٩).

۲- جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی نماز جنازہ میں شریک ہو جاؤں لوگوں نے تامل کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے سہیل رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

(مسلم، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، حديث ٩٧٣)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ بھی مسجد میں پڑھی گئی نیز فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد میں پڑھائی۔(بيهقى ٤/٥٢)

۳- جس جنازے کے ساتھ خلاف شرع کام ہوں اس کے ساتھ جانا منع ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا جس کے ساتھ نوحہ اور ماتم کرنے والی عورتیں ہوں''۔

(ابن ماجه: الجنائز، باب: في النهي عن النياحة: ١٥٨٣).

۴- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے رہے اور پیدل چلنے والے جنازے کے قریب رہتے ہوئے آگے، پیچھے دائیں اور بائیں چل سکتے ہیں'' (أبو داود: الجنائز، باب: المشي أمام الجنازة: ٣١٨٠. ترمذی نے حسن صحیح کہا)۔

غائبانہ نماز جنازہ

جس دن نجاشی فوت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ نکلے' صف بندی کی اور چار تکبیرات کے ساتھ (نماز جنازہ) ادا کی۔

(بخاری' الجنائز' باب الرجل ینعی الی اھل المیت بنفسه: ١٢٥٤ ومسلم: ٩٥١).

اور فرمایا کہ ''اپنے بھائی کی نماز جنازہ ادا کرو کیونکہ ارض غیر میں فوت ہوا.

[ابن ماجه: الجنائز، باب: ما جاء فی الصلاة علی النجاشی: ١٥٣٧].

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ایک دن باہر نکلے اور احد کے شہداء کے لیے اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھتے ہیں'' (بخاری: ١٣٤٣، مسلم: الفضائل: ٢٢٩٦).

اس سے معلوم ہوا کہ میت کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے امام شافعی اور احمد بن حنبل کا یہی مسلک ہے.

مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں غائبانہ نماز جنازہ کے معمول نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خلفائے راشدین کی غائبانہ نماز جنازہ پوری اسلامی مملکت میں ادا کی جاتی۔ مگر ایسا کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔ ابن قیم' ابن تیمیہ' علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہم اور محققین کی ایک جماعت غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کی قائل نہیں ہے۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ''اگر غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی تو نبی رحمت ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرتے اسی طرح شرق و غرب میں رہنے والے مسلمان' خلفائے راشدین کی بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے' مگر ایسا کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔''

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ فوت ہوئے جو نبی رحمت ﷺ سے غائب تھے مگر آپ نے ان میں سے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں کی''.

قبر پر نماز جنازہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیاہ رنگ کی ایک خاتون مسجد (نبوی) میں جھاڑو پھیرا کرتی تھی۔ وہ مرگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی موت کا علم نہ ہوا، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بتایا کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ مجھے اس کی قبر بتاؤ'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ کو اس کی قبر بتائی۔ پھر آپ نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ''یہ قبریں تاریکی اور ظلمت سے بھری ہوتی ہیں۔ میری نماز کے سبب اللہ تعالیٰ ان کو روشن کر دیتا ہے''.

(بخاری، الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر بعد ما یدفن: ۱۳۳۷ ۔ مسلم، الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر: ۹۵۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی کرنے کی بڑی فضیلت ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی غیبی خبریں عطا نہیں کی تھیں۔ (ع، ر)

تدفین و زیارت

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا:

(الف) طلوع آفتاب کے وقت حتیٰ کہ بلند ہو جائے۔

(ب) جب سورج دوپہر کے وقت عین سر پر ہو حتیٰ کہ ڈھل جائے۔

(ج) غروب آفتاب کے وقت حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔

(مسلم، صلاۃ المسافرین، باب الاوقات التی نھی عن الصلاۃ فیھا: ۸۳۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نماز جنازہ، نماز فجر اور نماز عصر کے بعد ادا کی جا سکتی ہے۔

(موطا مالك، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز بعد الصبح الى الاسفار: ۱/۲۲۹)

جنگ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ "قبر گہری کھودو اور اسے ہموار اور صاف رکھو"۔ (ترمذی، الجهاد، باب ماجاء فی دفن الشهداء: ۱۷۱۳۔ ابو داود، الجنائز، باب فی تعميق القبر: ۳۲۱۵۔ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا)۔

عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے حارث کا نماز جنازہ پڑھایا پھر میت کو پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

(ابو داود، الجنائز، باب فی الميت يدخل من قبل رجليه: ۳۲۱۱۔ بیہقی نے اسے صحیح کہا)۔

میت کو قبر میں رکھتے وقت کی دعا:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو قبر میں رکھتے تو کہتے:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

"اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب اور طریقے پر (اسے دفن کرتے ہیں)"۔

(أبو داود: الجنائز، باب: فی الدعاء للميت إذا وضع فی قبر: ۳۲۱۳۔ اسے امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا)۔

افسوس کہ یہ سنت بھی مٹتی چلی جا رہی ہے کیونکہ لوگوں نے اس کا متبادل ڈھونڈ رکھا ہے یعنی وہی نعرہ کلمہ شہادت: "أشهد أن لا إله إلا اللّٰه" (ع،ر)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا گیا تھا۔ (مسلم، الجنائز، باب فی اللحد، و نصب اللبن على الميت: ۹۶۶)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اونٹ کی کوہان جیسی تھی۔

(بخاری، الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما: ۱۳۹۰)۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہو

جاتے تو قبر پر کھڑے ہوئے فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہو رہے ہیں''.

(أبو داود، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت: ٣٢٢١۔ حاکم (١/٣٧٠) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا).

قبر پر بطور علامت پتھر نصب کرنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر علامت کے طور پر ایک پتھر نصب فرمایا''. (ابن ماجه: الجنائز، باب: ما جاء فی العلامة فی القبر: ١٥٦١).

قبر پر مٹی ڈالنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز پڑھی پھر قبر کے پاس آئے اور سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی'' (ابن ماجه: الجنائز: ١٥٦٥).

قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت:

قبروں کو اونچا کرنا، پختہ بنانا، ان پر گنبد اور قبے بنانا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ قبریں اور ان پر عمارت (گنبد وغیرہ) بنانے سے منع کیا آپ نے قبر پر بیٹھنے اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے (بھی) منع فرمایا ہے.

(مسلم، الجنائز، باب النهی عن تجصيص القبر والبناء عليه: ٩٧٢).

چاہے کوئی شخص مجاور بن کر بیٹھے یا چلہ کشی کے لیے، سب ناجائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

(ابو داود، الجنائز، باب البناء علی القبر: ٣٢٢٦۔ حاکم (١/٣٧٠) اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا).

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں ہر تصویر مٹا دوں اور ہر اونچی قبر برابر کر دوں۔ (مسلم، الجنائز، باب الامر بتسوية القبر: ٩٦٩)

ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجے کا ذکر کیا کہ اس میں تصویریں

لگی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ: ''جب ان لوگوں کا کوئی نیک شخص مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں تصویریں بناتے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے''.

(بخاري: الصلاة، باب: هل تنبش قبور مشركى الجاهلية: ٤٢٧، مسلم: ٥٢٨).

رسول اللہ ﷺ نے آخری بیماری (مرض الموت) میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہود ونصاری پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ آپ کی قبر کو مسجد بنالیں گے تو آپ کی قبر کھلی جگہ میں ہوتی''.

(بخاري: الجنائز، باب: ماجاء في قبر النبي ﷺ: ١٣٩٠. مسلم: المساجد، باب: النهي عن بناء المساجد على القبور: ٥٢٩).

قبروں کی زیارت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم ان کی زیارت کیا کرو'' (مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عز و جل في زيارة قبر امه: ٩٧٧).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی. خود بھی روئے اور جو آپ کے ساتھ تھے وہ بھی روئے. پھر آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنی والدہ کی بخشش کی دعا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی، مجھے اجازت نہیں ملی، پھر میں نے اس کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی پس مجھے اجازت دے دی گئی پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت موت یاد دلاتی ہے''. (مسلم: ٩٧٦٦).

شیخ البانی فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، مگر اس کے بعد آپ نے اجازت دے دی تو اس میں مرد، عورت دونوں شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ایک ایسی عورت پر سے گزرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی آپ نے اسے اللہ سے ڈرنے اور صبر کرنے کا حکم دیا. (بخاري، الجنائز، باب قول الرجل للمراة عندالقبر اصبري: ١٢٥٢.

مسلم: الجنائز، باب: فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الاولی: ۹۲٦).

اگر عورتوں کا قبرستان جانا ناجائز ہوتا تو آپ اس کو قبرستان میں آنے سے بھی منع کر دیتے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر کی زیارت کو گئیں ان سے کہا گیا' کیا نبی رحمت ﷺ نے (عورتوں کو) اس سے منع نہیں کیا تھا؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' پہلے منع کیا تھا پھر اجازت دے دی تھی۔(مستدرك حاكم (۱/۳۷٦) اسے حافظ ذہبی نے صحیح اور حافظ عراقی نے جید کہا)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے نبی رحمت ﷺ سے پوچھا' جب میں قبرستان میں جاؤں تو کون سی دعا پڑھوں؟ آپ نے دعا سکھائی.(مسلم: الجنائز، باب: ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأ هلها: ۹۷٤).اس سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے'' (ترمذی' الجنائز' باب ماجاء فی کراهية زيارة القبور للنساء: ۱۰۵٦۔ ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا).

کیونکہ ان میں صبر کا مادہ کم ہوتا ہے نیز وہ شرکیہ امور میں بھی تیز ہوتی ہیں۔ یہ قبروں کی زیارت اس لیے مشروع نہیں کہ وہاں جا کر شرک و بدعت کے کام کئے جائیں بلکہ قبروں کی زیارت سے موت کو یاد کرنا مقصود ہے۔(ع'ر)

معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے بکثرت زیارت تو منع ہے مگر کبھی کبھار جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مُردوں کو برا نہ کہو وہ تو آگے بھیجے ہوئے (اعمال) کی طرف چلے گئے ہیں۔(بخاری' الجنائز' باب ما ينهى من سب الاموات: ۱۳۹۳)

اہل قبور کے لیے دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے اور (مدینہ کے قبرستان) بقیع پہنچے اور دیر تک وہاں کھڑے رہے. پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی. آپ

نے تین بار ایسا کیا۔ پھر واپس آئے، پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ تمہارا رب تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع کے قبرستان جاؤ اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میں ان کے لیے کیسے دعا کروں تو آپ نے فرمایا یوں کہو:

"اَلسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ".

"مومن اور مسلمان گھر والوں پر سلامتی ہو۔ ہم میں سے آگے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملنے والے ہیں".

(مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور و الدعاء لاهلها: ٩٧٤)

مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: "أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ". "میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کی دعا کرتا ہوں" (مسلم: ٩٧٥).

ایصال ثواب کے طریقے:

١- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مرنے کے بعد انسان کے اعمال کے ثواب کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزوں کا ثواب میت کو ملتا رہتا ہے۔

١- صدقہ جاریہ۔ ٢- لوگوں کو فائدہ دینے والا علم۔ ٣- نیک اولاد جو میت کے لیے دعا کرے" (مسلم: الوصية، باب: ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته: ١٦٣١).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کو مرنے کے بعد جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے اس میں: ١- وہ علم ہے جو اس نے لوگوں کو سکھایا اور پھیلایا۔ ٢- نیک اولاد ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑی۔ ٣- قرآن کی تعلیم جو لوگوں کو سکھائی۔ ٤- مسجد جو تعمیر کرائی۔ ٥- مسافر خانہ۔ ٦- وہ صدقہ جو صحت کی حالت میں اس نے نکالا ان سب کا ثواب مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے".

(ابن ماجه: مقدمة، باب: ثواب معلم الناس الخير: ٢٤٢).

۲- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کی نذر کے بارے میں سوال کیا جسے پورا کرنے سے پہلے وہ فوت ہوگئی تھی. آپ نے فرمایا: اپنی ماں کی طرف سے تم نذر پوری کرو'' (بخاری: الوصایا: ۲۷۶۱، مسلم: النذر: ۱۶۳۸).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں. آپ نے فرمایا: ''ہاں! اس کی طرف سے حج کرو، اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟'' اس نے عرض کی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض یعنی نذر ادا کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے''.

(بخاری: جزاء العید، باب: الحج والنذور عن المیت: ۱۸۵۲).

۳- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں تو اس کا وارث روزے رکھے''.

(بخاری: الصوم، باب: من مات وعلیه صوم: ۱۹۵۲، مسلم: الصیام، قضاء الصیام عن الموت: ۱۱۴۷).

۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور اس نے کچھ مال چھوڑا ہے لیکن کوئی وصیت نہیں کی. اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا یہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنے گا. آپ نے فرمایا: ''ہاں!''.

(مسلم: الوصیة، باب: وصول ثواب الصدقات إلی المیت: ۱۶۳۰).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص (سعد بن عبادہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک مرگئی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو کچھ صدقہ وخیرات کرتی، اب اگر میں اس کی طرف خیرات کروں تو کیا اس کو کچھ ثواب ملے گا، آپ نے فرمایا: ''ہاں!''. (بخاری: الجنائز، باب: موت الفجاة البغتة: ۱۳۸۸، مسلم: الزکاة، باب: وصول ثواب الصدقة عن المیت إلیه: ۱۰۰۴).

۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مومن کی روح قرض کے ساتھ معلق رہتی ہے جب تک وہ ادا نہ کر دیا جائے" (ترمذی: الجنائز: ۱۰۷۸).

بعض لوگ میت کو ثواب پہنچانے کے لیے تیسرے دن، دسویں دن یا چالیسویں دن کھانے کا اہتمام کرتے ہیں، بعض ہر جمعرات یا ہر سال برسی منا کر کھانا تقسیم کرتے ہیں. بعض قرآن خوانی کرواتے ہیں، یعنی قرآن پڑھ کر ثواب مردوں میں تقسیم کرتے ہیں بعض چادر بچھا کر گٹھلیوں پر سوا لاکھ مرتبہ لا إله إلا الله یا درود شریف پڑھتے ہیں، اور اس کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں ان باتوں کا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کوئی ثبوت نہیں لہذا یہ بدعات ہیں، ان سے بچنا واجب ہے اور ایصال ثواب کے وہی طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن کا ثبوت احادیث رسول میں موجود ہے.

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)) کہا یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے "میں بھی ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)) کہہ سکتا ہوں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ہمیں یہ تعلیم نہیں دی بلکہ یہ فرمایا ہے کہ: 'چھینک آنے پر ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ)) پڑھا جائے"

(ترمذی، الادب، باب ما یقول العاطس اذا عطس، ۲۷۳۸۔ امام حاکم (۲۶۶،۲۶۵/٤) اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات شامل کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے" (بخاری، الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، ۲٦۹۷، ومسلم، الاقضية، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور، ۱۷۱۸)

معلوم ہوا کہ دین میں اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔

❀ ❀ ❀ ❀

پیارے بھائیو اور بہنو!

اللہ قیامت کے روز صرف وہی نماز قبول کرے گا جو نبی رحمت ﷺ کی نماز کے نمونے کے مطابق ہوگی۔

اس کتاب میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا پیارا نمونہ دیکھ لیا ہے۔ ہماری نہایت خلوص سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی نمازیں اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ کے نمونے کی روشنی میں ادا کریں تاکہ ان نمازوں کو اللہ کے پاس قبولیت حاصل ہو۔

اگر آپ کی نماز پر کوئی نکتہ چینی کرے یا احادیث رسول کے مقابلے میں کسی کا قول پیش کرے تو اس کی نادانی سے اجتناب کرتے ہوئے عمل بالحدیث پر کاربند رہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات' سنت اور طریقہ ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ اور ان کی پیروی نہ کرنا میدان محشر میں باعث ندامت ہوگا۔ فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يَالَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا﴾.

''روز محشر گنہگار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا'' (الفرقان: ۲۷).

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اطاعت رسول کرنے کی توفیق دے آمین۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند ضعیف روایات

الحمدللہ نماز نبوی میں صرف احادیث صحیحہ سے استدلال کیا گیا ہے.

درج ذیل روایات کو عصر حاضر کے عظیم محدث علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے. اس لیے نماز نبوی میں ان روایات کو شامل نہیں کیا گیا ہے. اگر چہ یہ روایات نماز کی بعض کتابوں میں موجود ہیں:

۱- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے'' [أبو داود: ١٩، ترمذی: ١٧٤٦].

یہ روایت ضعیف ہے اس میں ابن جریج مدلس ہے اور وہ عن سے روایت کرتا ہے.

۲- ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا عورت کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ تہبند نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اگر کرتا لمبا ہے اور قدموں کی پشت کو ڈھانپتا ہے'' [أبو داود: ٦٤٠].

اس کی سند میں محمد بن زید بن قنفذ کی ماں ام حرام مجہول ہے، لہذا یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں ضعیف ہیں.

۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھے، اگر اس کے پاس (رکھنے کے لیے) عصا نہ ہو تو خط کھینچے پھر جو بھی اس کے آگے سے گزرے گا نقصان نہ دے گا'' [أبو داود: ٦٨٩].

یہ روایت ضعیف ہے اس میں ابو عمرو بن محمد بن حریث اور اس کا دادا دونوں مجہول ہیں.

۴- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حائضہ اور جنبی قرآن مجید نہ پڑھیں“ [ترمذی: ۱۳۱].

یہ روایت ضعیف ہے. اسماعیل بن عیاش اہل حجاز سے منکر روایات بیان کرتا ہے، اس کا استاذ موسیٰ بن عقبہ حجازی ہے.

۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بال کے نیچے جنابت ہے پس بالوں کو دھوو اور بدن کو پاک کرو“ [أبو داود: ۲۴۸].

اس روایت میں حارث بن وجیہ ہے جو ضعیف ہے.

۶- رسول اللہ ﷺ کلی کرنے کے لیے اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لیتے [أبو داود: ۱۳۹].

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں لیث بن ابی سلیم حنیف مدلس ہے اور وہ عن سے روایت کرتا ہے.

۷- عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ”جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر شہادتین پڑھا اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں“ [أبو داود: ۱۷۰].

یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ ابو عقیل کا چچازاد بھائی مجہول ہے.

۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”کوئی شخص وضو کے بغیر اذان نہ دے“.

[ترمذی: ۲۰۰، ۲۰۱].

اس سلسلے کی دونوں روایات ضعیف ہیں، ایک روایت میں معاویہ بن یحییٰ الصدفی ہے جو ضعیف ہے اور دوسری روایت منقطع ہے، کیونکہ ابن شہاب زہری کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت

ثابت نہیں.

۹- زیاد بن حارث صدائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان کہے وہی تکبیر کہے'' [ترمذی: ۱۹۹، أبو داود: ۵۱٤].

عبدالرحمٰن بن زیاد الأ فریقی کے ضعف کے بنا پر یہ روایت ضعیف ہے.

۱۰- بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی جب ''قد قامت الصلاۃ'' کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ''أقامها اللّٰه و أدامها'' کہا'' [أبو داود: ۵۲۸].

یہ روایت ضعیف ہے اس روایت میں ''رجل من أهل الشام'' مجہول ہے اور محمد بن ثابت ضعیف ہے.

۱۱- نماز پیمبر کے مصنف ڈاکٹر محمد الیاس فیصل نے اذان اور تکبیر کے مسئلہ میں اپنے فقہی مسلک کی پیروی میں انتہائی بے انصافی سے کام لیا.

مسنون اذان کے کلمات کے ثبوت میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت [أبو داود: ٤۹۹]، پیش کی لیکن آدھی حدیث کا ذکر کیا. روایت میں موجود اقامت کے الفاظ کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ تکبیر کے طاق کلمات ان کے فقہی مسلک میں جائز نہیں تھے.

اسی طرح اقامت کے الفاظ کے لیے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت [ترمذی: ۱۹۲]، پیش کی لیکن آدھی، حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

''ابو محذورہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اذان کے ۱۹ کلمات اور تکبیر کے ۱۷ کلمات سکھائے'' [ترمذی: ۱۹۲].

افسوس ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے فقہی تعصب کا ثبوت دیتے ہوئے اذان کے ۱۹ کلمات کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ اذان میں ترجیع ان کے مسلک میں جائز نہیں ہے.

ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ انتہائی بے انصافی کا ثبوت دیا، احادیث صحیحہ کو ذکر کرنے کے بجائے اپنے مسلک کو صحیح ثابت کرنے کے لیے جائز ناجائز طریقے اختیار کیے.

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین چار برد (۴۸ کلومیٹر) کے لمبے سفر میں نماز قصر پڑھتے اور روزہ افطار کرتے اور چار برد سولہ فرسخ کے برابر ہوتے ہیں [بخاری].

بخاری میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود نہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں بلا سند اس روایت کا ذکر کیا. ان کو تعلیقات بخاری کہا جاتا ہے، بخاری کی صحیح روایت میں ان کا شمار نہیں ہوتا.

یہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

(تشہد میں پڑھتے ہوئے) جب "أشهد أن لا إله" پر پہنچے تو ہاتھ کی بڑی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے، شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور "إلا الله" پر انگلی کو نیچے کرے (ص ۱۹۶).

دوران خطبہ سنتیں نہ پڑھے (ص ۲۴۴).

انہوں نے اپنی بات کی کوئی دلیل نقل نہیں کی، ایسا کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں. بلکہ یہ بات صحیح احادیث کے خلاف ہے.

۱۲- علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں''.

[أبو داود: ٧٥٦].

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ زیاد بن زید مجہول ہے اور عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے.

۱۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نماز میں ہاتھ ناف سے نیچے رکھو'' [أبو داود: ٧٥٨].

اس روایت میں بھی عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی ہے جو ضعیف ہے.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’نماز میں اپنی انگلیوں کو نہ چٹخاؤ‘‘

[ابن ماجه: إقامة الصلاة، باب: ما يكره في الصلاة: ٩٦٥].

اس کی سند میں حارث بن عبداللہ الاعود ہے اور وہ ضعیف ہے.

۱۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص ﴿والتين والزيتون﴾ کی تلاوت کرتے ہوئے ﴿أليس الله بأحكم الحاكمين﴾ کہے تو اس چاہیے کہ کہے ”بلى وأنا على ذلك من الشاهدين“ اور جب سورۂ قیامۃ کی تلاوت کرتے ہوئے یہ آیت ﴿أليس ذلك بقادر على أن يحي الموتى﴾ پڑھے تو جواب میں کہے ”بلى“.

[أبو داود: ٨٨٧، ترمذی: ٣٣٤٧].

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سننے والا اعرابی مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے.

۱۵- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو کوئی رکوع میں تین بار ”سبحان ربي العظيم“ کہے تو اس کا رکوع پورا ہوگا اور یہ ادنی درجہ ہے اور جو کوئی سجدہ میں تین بار ”سبحان ربي الأعلى“ کہے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ ادنی درجہ ہے‘‘.

[ترمذی: ٢٦١، أبو داود: ٨٨٦].

روایت ضعیف ہے کیونکہ عون بن عبداللہ کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں، لہذا سند منقطع ہے اور اسحاق بن یزید مجہول ہے.

۱۶- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے‘‘.

[أبو داود: ٧٣٦، ٨٣٨، ٨٣٩، ترمذی: ٢٦٨].

اس کی ایک سند میں عبدالجبار بن وائل ہے، جس نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا، دوسری سند

میں شریک القاضی ہے جوضعیف اور مدلس ہےاورعن سے روایت کرتا ہے.

۱۷- عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ (تشہد میں) اپنی انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے'' [أبو داود: ۹۸۹].

محمد بن عجلان مدلس ہےاورعن سے روایت کرتا ہے.

۱۸- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں کے بعد (تشہد میں) اس طرح بیٹھتے گویا کہ گرم پتھر پر بیٹھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ کھڑے ہو جاتے''.

[أبو داود: ۹۹۵، ترمذی: ۳٦٦].

اس کی سند منقطع ہے کیونکہ ابوعبیدہ نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا.

۱۹- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہیں نماز میں شک ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار اور زیادہ گمان چار رکعت کا ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرو پھر تشہد پڑھو پھر سلام پھیرو''.

[أبو داود: ۱۰۲۸].

روایت ضعیف اور منقطع ہے، خصیف ضعیف ہے اور ابوعبیدہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا.

۲۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے چاہے نیک ہو یا بد اور چاہے وہ کبیرہ گناہ کرے'' [أبو داود: ۵۹٤].

روایت ضعیف ہے کیونکہ مکحول نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا.

۲۱- سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ''جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر بیٹھتے تو مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی'' [أبو داود: ۱۰۸۸].

اس روایت میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اورعن سے روایت کرتا ہے، علاوہ ازیں یہ منبر کے

پاس اذان دینے کی محفوظ روایت [طبرانی: ٧/١٤٦] کے خلاف بھی ہے.

۲۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ اس شخص پر فرض ہے جو جمعہ پڑھ کر رات کو واپس اپنے اہل وعیال میں آ سکے'' [ترمذی: ٥٠٢].

عبداللہ بن سعید المقبری متروک، حجاج بن نصر اور معارک بن عباد ضعیف ہیں.

۲۳- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''جمعہ اس شخص پر لازم ہے جو اذان کی آواز سنے'' [أبو داود: ١٠٥٦].

اس روایت میں ابوسلمہ بن نبیہ اور عبداللہ بن ہارون مجہول ہیں.

۲۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''عید کے دن بارش تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز عید پڑھائی'' [أبو داود: ١١٦٠].

اس روایت میں عیسی بن عبدالاعلیٰ مجہول ہے.

۲۵- تکبیرات عید کے الفاظ:

"اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر، لا إلٰہ إلاّ اللّٰہ، واللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر وللّٰہ الحمد" کے مسنون ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے.

دارقطنی میں ان الفاظ کی صراحت آئی ہے لیکن امام ذہبی نے اسے سخت ضعیف بلکہ موضوع کہا ہے.

۲۶- بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، آپ نے تین بار فرمایا'' [أبو داود: ١٤١٩].

اس میں عبداللہ بن عبداللہ العتکی المروزی ضعیف ہے.

۲۷- عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے

تھے'' [نسائی: ١٦٩٨].

اس میں قتادہ مدلس ہے جو عن سے روایت کرتا ہے.

٢٨- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے سفر میں قصر کیا اور پوری نماز بھی پڑھی'' [شرح السنة، دار قطنی، بیهقی].

ایک سند میں طلحہ بن عمرو ہے جو ضعیف ہے، دوسری سند میں سعید بن محمد بن ثواب ہے جس کی جرح و تعدیل موجود نہیں.

٢٩- عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی انسان سے حاجت ہو تو وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے اور پھر یہ دعا کریں''.

[ترمذی: ٤٧٩، ابن ماجه: ١٣٨٤].

اس میں فائد بن عبدالرحمٰن متروک ہے.

٣٠- معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھو'' [أبو داود: ٣١٢١].

ابوعثمان اور اس کا والد دونوں مجہول ہیں.

مصنف کی دیگر کتب

۱ - تجدید ایمان:

حقیقی مسلمان بننے کے لیے شرط اول یہ ہے کہ اسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے معنی اور مفہوم کا علم ہو، اسے معلوم ہو کہ کلمہ پڑھنے کے بعد کن عقائد کو تسلیم کرنا پڑے گا اور کن عقائد کی اسے تردید کرنی پڑے گی، کس طرز عمل کو اختیار کرنا پڑے گا اور کس طرز عمل سے اسے بچنا پڑے گا، کیونکہ بعض اقوال وافعال اور اعتقادات ایسے ہیں جن کی بنا پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا فائدہ مند نہیں رہتا.

ان باتوں کی تفصیل **''تجدید ایمان''** میں سوالاً وجواباً بیان کی گئی ہے **''تجدید ایمان''** اردو، انگلش ***(Renawal of Faith)*** اور بنگلہ میں شائع ہو چکی ہے.

۲ - حب رسول کی آڑ میں مشرکانہ عقائد

اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ توحید سے محبت کی جائے، اور ان شبہات کا رد کیا گیا ہے جو محبت رسول کے دعویداروں نے بظاہر محبت رسول کے جذبات ابھار کر محمد کریم ﷺ کی سب سے محبوب شئے توحید کی شدید مخالفت اور رسول اللہ ﷺ کی انتہائی ناپسندیدہ شئے شرک کی وکالت کرتے ہوئے پھیلائے ہیں.

۳ - نماز نبوی:

طہارت، وضو، غسل اور نماز پر ایک جامع کتاب ہے.

جو انگلش میں ***(Prayer of Mohammed)*** کے نام سے شائع ہو چکی ہے.

٤ - اسلامی طرزِ زندگی:

رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جس طریقہ سے تزکیہ نفس کیا، احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں اس کتاب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے، کتاب کے مطالعہ سے آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق جان سکتے ہیں، والدین، اولاد، بیوی، رشتہ داروں اور مسلمانوں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں، جن گندے اور قبیح اخلاق سے اللہ کے رسول نے منع کیا ہے، اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، تربیت کے حوالے سے نادر کتاب ہے.

٥ - کبیرہ گناہ اور نواقض اسلام:

وہ عقائد و اعمال جن سے ایک کلمہ گو کافر ہو جاتا ہے نواقض اسلام کہلاتے ہیں، اور کبیرہ گناہ جو وضو، نماز، اور عمرہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ایک مسلمان کو ان سے توبہ کرنی پڑتی ہے اور اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو اس انسان کا حق ادا کرنا توبہ کی قبولیت کے لیے لازمی شرط ہے ان نواقض اسلام اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل اس کتاب میں بیان کی گئی ہے.

٦ - اسلام میں ماہ محرم کی شرعی حیثیت

٧ - ایمان باللّٰہ اور اس کے تقاضے

